محرّمات خوردونوش اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات

(تحقیقی و تجزیاتی جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

صباح ناز

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر سمیّہ رفیق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

نمل اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جون ۲۰۱۸ء

محرّمات خوردونوش اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات

(تحقیقی و تجزیاتی جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

صباح ناز

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر سمیّہ رفیق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

نمل اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جون ۲۰۱۸ء

©صباح ناز

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	فہرست عنوانات (Table of Contents)	iv
۲.	مقالہ کی منظوری کا فارم (Theses Acceptance Form)	vi
۳.	حلف نامہ (Declaration)	vii
۴.	انتساب (Dedication)	viii
۵.	اظہار تشکر (A Word of Thanks)	ix
۶.	ملخص مقالہ (Abstract)	x
۷.	مقدمہ (Preface)	xi
۸.	**باب اول: محرّمات خوردونوش کا مفہوم اور تعارف**	**۱**
۹.	فصل اول: محرّمات خوردونوش کی تعریف اور حکم	۳
۱۰.	فصل دوم: محرّمات خوردونوش قرآن وسنت کے تناظر میں	۱۹
۱۱.	فصل سوم: سابقہ اقوام وملل اور محرّمات خوردونوش	۴۵
۱۲.	**باب دوم: مأکولات محرّمہ اور ان کے اثرات**	**۵۲**
۱۳.	فصل اول: مأکولات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مأکولات محرّمہ	۵۴
۱۴.	مبحث اول: مأکولات کا مفہوم اور اہمیت	۵۵
۱۵.	مبحث دوم: مأکولات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں	۶۱
۱۶.	فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات	۷۲
۱۷.	فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات	۷۹
۱۸.	فصل چہارم: معاشی اثرات	۸۷
۱۹.	**باب سوم: مشروبات محرّمہ اور ان کے اثرات**	**۹۹**
۲۰.	فصل اول: مشروبات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مشروبات محرّمہ	۱۰۰
۲۱.	مبحث اول: مشروبات کا مفہوم اور اہمیت	۱۰۲
۲۲.	مبحث دوم: مشروبات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں	۱۰۸
۲۳.	فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات	۱۱۴

۲۴.	فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات	۱۲۲
۲۵.	فصل چہارم: معاشی اثرات	۱۳۷
۲۶.	**باب چہارم: محرّمات خورد و نوش میں فقہاء کی آراء**	**۱۴۵**
۲۷.	فصل اول: ماکولات محرّمہ اور فقہاء کی آراء	۱۴۶
۲۸.	مبحث اول: محرّمات سباع (درندے) اور فقہاء کی آراء	۱۴۸
۲۹.	مبحث دوم: حیوانات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء	۱۵۷
۳۰.	فصل دوم: مشروبات محرّمہ اور فقہاء کی آراء	۱۶۷
۳۱.	مبحث اول: نبیذ اور فقہاء کی آراء	۱۶۹
۳۲.	مبحث دوم: مشروبات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء	۱۸۰
۳۳.	**باب پنجم: محرّمات خورد و نوش سے علاج اور جدید مسائل**	**۱۸۷**
۳۴.	فصل اول: نشہ آور اشیاء اور ان سے علاج	۱۸۸
۳۵.	فصل دوم: محرّمات برّیہ اور ان سے علاج	۱۹۸
۳۶.	فصل سوم: محرّمات بحریہ اور ان سے علاج	۲۰۴
۳۷.	فصل چہارم: محرّمات خورد و نوش کے جدید مسائل	۲۱۰
۳۸.	حاصلِ کلام	۲۲۷
۳۹.	سفارشات	۲۲۸
۴۰.	فہرستِ آیات	۲۲۹
۴۱.	فہرستِ احادیث	۲۳۱
۴۲.	فہرستِ اماکن و اعلام	۲۳۳
۴۳.	فہرستِ مصادر و مراجع	۲۳۴

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **محرّمات خوردونوش اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات**

(تحقیقی و تجزیاتی جائزہ)

Prohibited Edibles and Their Effects on Human's Life

نام ڈگری: ایم فل علومِ اسلامیہ

نام مقالہ نگار: صباح ناز

رجسٹریشن نمبر: 967-MPhil/IS/F14

ڈاکٹر سمیّہ رفیق ______________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر صفیانہ خاتون ملک ______________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیئر محمد ابراہیم ______________________

(ڈائریکٹر جنرل) ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ______________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں صباح ناز ولد محمد ہارون الرّشید

رجسٹریشن نمبر: 967-MPhil/IS/F14

طالبہ، ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ

بعنوان: **محرّمات خوردونوش اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات**

(تحقیقی و تجزیاتی جائزہ)

Prohibited Edibles and Their Effects on Human's Life

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر سمیّہ رفیق** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: صباح ناز

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

انتساب

والدین کے نام

اظہار تشکر

اللہ رب العزت کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس ربِ کائنات نے مجھ جیسے حقیر انسان کو اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی ہمت عطا کی، جس کے لئے میں اپنے مالک کا جس قدر شکر بجالاؤں کم ہے۔ میری کم علمی اور لاپرواہی کے باوجود اس مقالے کی تکمیل فقط رب العلمین کا مجھ ناچیز پر فضل عظیم ہے۔ کروڑوں درود و سلام ہوں اس ذات عالیہ پر کہ جن پر دورد نہ بھیجا جائے تو رب کی عبادت مکمل نہیں ہوتی اور جن کے الفاظ اور اعمال قیامت تک کیلئے باعثِ ہدایت و راہنمائی قرار پائے۔

میں سب سے پہلے اپنی نگران مقالہ محترمہ ڈاکٹر سمیہ رفیق صاحبہ کی شکر گزار ہوں جن کی توجہ اور مسلسل راہنمائی کی وجہ سے یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کے ان تمام اساتذہ کرام بالخصوص ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اسلامک سٹڈیز ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری کی بھی شکر گزار ہوں جن کی بے لوث رہنمائی نے مجھے حوصلہ بخشا اور میں یہ تحقیق کرنے کے قابل ہوئی۔

دورانِ تحقیق وہ تمام افراد و ادارے جنہوں نے مجھے اخلاقی، جسمانی اور فکری معاونت فراہم کیں میں ان سب کی شکر گزار ہوں خصوصاً اپنے اساتذہ، والدین، بھائی، بہنوں اور دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے والدین کی شفقت، دعائیں اور ان تمام افراد کی کوششیں شامل حال رہیں ان کے حوصلے نے میری روح کو ہمیشہ خوش رکھا اور تمام مشکلات برداشت کرنے کا حوصلہ دیا میں ان سب اور دیگر تمام دعا گو حضرات کی تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ امین

صباح ناز

ABSTRACT

My topic is as under:

Prohibited Edibles and Their Effects on Human's Life

Islam has fixed some rules for disguising between the permitted and the prohibited. The religion comprises of guidance for Halal and Haram, may it be beliefs, issues, relations or foods. Their details have been stated. In these aspects the rules for the permitted and prohibited have been explained. In this article I explained these rules and limitations along with effects of prohibited edibles to aware the people about them. Here, in my research I have through my small endeavor and research has explained the prohibition of unlawful edibles and their negative impact on a human being. Physically, psychologically socially and economically, so that everyone would be aware of their consequences. The modern problems and instructions have also been explained with their use in medicinal aspects. Keeping in mind all these aspect, it is necessary for a human being to obtain from these things so that he can protect himself from such negative impact and adopt the path of balance. With the development in new time new problems have raised in this matter for which people need complete guidance. All the scholars are agree on the prohibition of unlawful edibles, but in the condition of anxiety in treatment from drug only the need should be fulfilled. In this article, the detailed explanation of the problems related to the sacred diet has been made. May Allah make this research a bounty of hereafter for me and for every person who has in devoted himself for this research anyway and enable everyone to seed guidance from it. My this small struggle along with some suggestions have been given which will give further strengthen and awareness to a Muslim and will clear the society psychologically and economically effects on human's life more.

I pray to Allah (SWT) to accept this humble effort of mine and make it Sadqa Jariyah for the readers. Aammen

مقدمہ

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل کیااور قرآن و سنت کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا مومن کی شان ہے،اس کا اسلوب ممتاز اور خاص ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام احکامات کی وضاحت کرتے ہوئے حلال و حرام کا حکم متعین کر دیا تاکہ اہلِ ایمان ان کی روشنی میں خوردونوش کا درست معیار قائم کریں اور خوردونوش میں حلت وحرمت کی درست اساس پر گامزن ہوں تاکہ اعتدال و توازن کا درست معیار قائم ہو۔

خوردونوش سے مراد اشیائے خوراک ہیں، جن میں مأکولات و مشروبات شامل ہیں۔انسان کی حیات وبقا کے لیے ہوا اور پانی کے بعد سب سے بڑی ضرورت خوراک ہے اور اسی ضرورت نے انسان کو متحرک رکھا ہوا ہے۔ انسانی زندگی کا اہم مقصد غذائی ضرورت کی تکمیل بھی ہے۔اسلام میں اشیائے خوردونوش کے تقاضے کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے بلکہ انسان کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق اشیائے خوردونوش کے لیے متوازن تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

محرّمات حرام سے نکلا ہے بمعنیٰ جو حلال کے مخالف ہو۔امام راغب نے فرمایا:"وہ حرام ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔"[1]

شریعت میں اشیائے خوردونوش میں سے حلال وحرام ہونے کی صراحت موجود ہے یا اگر کوئی صریح حکم موجود نہیں ہے تو ایسے اصول و قواعد موجود ہیں جن کو سامنے رکھ کر حلال وحرام ہونے کا حکم متعین کیا جا سکتا ہے۔یہ بات مسلّم ہے کہ غذا کا انسان پر اثر ہوتا ہے۔یہ محرّمات انسان کے لیے مضرِ صحت ہو سکتے ہیں،اس لیے اسلام نے فطرت کے مطابق قواعد مقرر کیے ہیں۔یہ محرّماتِ خوردونوش انسان کی اخلاقی، طبعی اور جسمانی صحت کے لیے مضر ہوتے ہیں اور انسان کے وجود پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ضرورت واہمیت:

محرّماتِ خوردونوش کی اہمیت و ضرورت اسلام کے اس اصول سے واضح ہوئی کہ حرام چیزیں خبث اور مضرت کا باعث ہیں۔قرآن اور احادیث نبویہ ﷺ میں اس کے متعلق واضح ہدایات موجود ہیں، جن سے اسلام میں انسانی زندگی کے لیے محرّماتِ خوردونوش کی اہمیت واضح ہوئی ہے اور ان کے انسان پر نفسیاتی، اخلاقی، اجتماعی،

---

(۱)المفردات فی غرائب القران، امام راغب اصفہانی، نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، ارم باغ کراچی، ص:۱۱۴

اقتصادی و معاشی اور روحانی گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ان محرّماتِ خورد و نوش کی حرمت پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ انسان کے لیے ہلاکت کا سبب ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۱)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسلام سے قبل لوگ خورد و نوش میں افراط و تفریط کا شکار تھے۔ اسلام نے ان میں اعتدال و توازن کا درست معیار قائم کیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ﴾ (۲)

ترجمہ: اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تمہاری زبانوں پر جو جھوٹی بات آجائے بے دھڑک نکال دو اور حکم دو یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے۔

قرآن مجید میں انسانی زندگی کو فساد سے پاک رکھنے کے تقاضے کے مطابق اشیائے خورد و نوش کی متوازن تعلیمات واصول بیان کیے گئے تاکہ حرام اشیاء کے مضر اثرات سے بچا جاسکے۔

بیانِ مسئلہ:

وقت اور حالات کے بدلنے سے محرّماتِ خورد و نوش میں مکمل رہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ تمام مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں اور خورد و نوش کے تقاضوں کو احسن طریقے سے پورا کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حلال و حرام خورد و نوش کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ ان کی حلت و حرمت کی شرعی حیثیت کے ساتھ ساتھ جسمانی و طبعی، معاشی و سماجی اور معاشرتی وجوہ و مصلحتیں بھی ہیں جن کو انسان نے نظر انداز کر دیا ہے اور اپنے حقیقی مقصد محرّمات سے پرہیز کو بھول بیٹھا ہے جو در حقیقت انسان کی منفعت کا ذریعہ ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں کے لیے ایک اصول مرتب کر دیا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۲/۱۹۵

(۲) سورۃ النحل: ۱۶/۱۱۶

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کی نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوئی ہے کہ حرام اور ناپاک چیزیں کھانا شیطان کی پیروی ہے، جس کے اثرات انسانی زندگی میں فساد کا باعث بنتے ہیں۔ ان اثرات کا علم نہایت ضروری ہے۔

مقالہ ہذا میں اسی کوشش کو تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ:

میرے موضوع سے قریب ترین کام میں درج ذیل مقالے اہم ترین ہیں۔

- "الحلال ولحرام فی الاسلام" (از یوسف قرضاوی) کا اردو ترجمہ (ص: ۱ تا ۵۵) کے موضوع پر جمیلہ شوکت نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے سطح پر ۱۹۶۴ء میں مقالہ تحریر کیا ہے۔
- "تصورِ حلال و حرام اور مذاہبِ عالم" کے موضوع پر تہمینہ گل نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے سطح پر ۱۹۹۹ء میں مقالہ تحریر کیا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن و حدیث اور مختلف کتابوں میں بھی اس موضوع سے متعلق مواد موجود ہے لیکن باقاعدہ طور پر اس موضوع پر کوئی تحقیقی مقالہ نہیں لکھا گیا اس موضوع پر بکھرے ہوئے علمی مواد کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقاصدِ تحقیق:

مقالہ ہذا کے درج ذیل مقاصد و اہداف ہیں:-

۱۔ محرّمات خورد و نوش کے سماجی، نفسیاتی و جسمانی اور معاشی اثرات سے آگاہی حاصل کرنا۔

۲۔ دورِ حاضر میں محرّمات خورد و نوش کا بطور ادویہ استعمال کے بارے میں علماء کی آراء کو معلوم کرنا۔

۳۔ محرّمات خورد و نوش کے جدید مسائل سے آگاہی حاصل کرنا۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲/۱۶۸

تحقیقی سوالات:

۱۔ محرّمات خوردونوش کے سماجی، نفسیاتی وجسمانی اور معاشی طور پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

۲۔ کیا محرّمات خورودنوش سے علاج جائز ہے؟

۳۔ محرّمات خورودنوش کے جدید مسائل کیا ہیں؟

تحدیدِ موضوع:

مقالہ ہٰذا میں محرّمات خورودنوش اور ان کے انسانی زندگی کے سماجی و معاشرتی، نفسیاتی وجسمانی اور معاشی اثرات پر کام کیا گیا ہے۔

نظری دائرہ کار:

اگرچہ تغیرِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حالات، اسلوبِ زندگی، معاشی، معاشرتی اور سماجی تقاضے بدلتے رہتے ہیں، جس سے نت نئے مسائل سامنے آتے ہیں لیکن شریعتِ اسلامی زمان ومکان کی قید سے ماورا ہے۔ اس کی تعلیمات اور احکامات کا اطلاق ہر زمانے اور ہر عہد پر ہوتا ہے۔ اسلام نے ان محرّماتِ خورودنوش کی حرمت میں تمام انسانوں کے لیے مصلحتیں رکھی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی مصلحت انسان کی زندگی کو فساد سے بچانا ہے تاکہ انسان معاشرے میں پاکیزہ اور کامیاب زندگی گزار سکیں۔

اسلام سے قبل لوگ حلت وحرمت میں اعتدال کی راہ سے بھٹکے ہوئے تھے۔ اسلام نے ایک متوازن نظام قائم کیا۔

مقالہ ہٰذا کا نظری دائرہ کار بھی یہی ہے کہ محرّماتِ خوردونوش کے مضر اثرات کو انسانی زندگی کے لحاظ سے اس انداز میں پیش کیا جائے کہ انسان ان وجوہ و مصلحتوں سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کر سکیں۔ شریعت نے محرّماتِ خوردونوش کے جو احکام نازل کیے ہیں ان کے پسِ منظر میں کون سے مقاصد ہیں ان مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر ان احکامات کی علت و مصلحتیں اور اثرات بیان کیے گئے ہیں۔

پسِ منظری مطالعہ:

محرّماتِ خوردونوش ایک وسیع وجامع موضوع ہے اس حوالہ سے مختلف کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ اسلام کا معاشی نظام، ڈاکٹر محمد نور غفاری، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی۔

۲۔ اسلام میں حلال وحرام، علامہ یوسف القرضاوی، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

۳۔ تذکرۂ حیوانات (قرآن کریم میں) ڈاکٹر میر گوہر علی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۹۶ء۔

۴۔ حلال کیا ہے اور حرام کیا؟ عبد الکریم اثری، انجمن اشاعتِ اسلام، منڈی بہاؤالدین ۲۰۰۹ء۔

۵۔ حلال و حرام، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، زم زم پبلیکیشنز لاہور ۲۰۰۶ء۔

٦۔ الوجیز فی اصول الفقہ، سید عبد الکریم زیدان، مکتبہ رحمانیہ۔

اسلوبِ تحقیق:

مقالہ ہذا میں زیرِ تحقیق موضوع سے متعلق بنیادی مصادر سے مطالب اخذ کرنے کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ بعض مقامات پر بنیادی کتب کی عدم دستیابی کی بناء پر ثانوی مآخذ سے مدد لی گئی ہے۔ ممکنہ حد تک عبارت کو سادہ اور قابلِ فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ ھٰذا پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں فصول اور ذیلی مباحث کو واضح انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔ چنانچہ :

١۔ تحقیق کا اسلوب تحقیقی اور تجزیاتی ہے۔

٢۔ محرّمات خوردونوش کا تفصیلی جائزہ لے کر ان کے انسانی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

٣۔ تحقیق کے دوران جدید دور کے تمام ذرائع استعمال کیے گئے ہیں۔

۴۔ فقہاء کی آراء کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے مشترکات و متفرقات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

5۔ حوالہ جات میں مصنف اور کتاب کی مکمل تفصیلات ایک مرتبہ ہی دی گئی ہیں اور تکرار کی صورت میں مختصر نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

6۔ تحقیق کے دوران دورِ جدید کے تمام ذرائع کو بروئے کار لایا گیا ہے۔

7۔ تحقیقی موضوع میں پوری کوشش کے ساتھ اصل ماخذ و مصادر سے استفادہ کیا گیا اور انہی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

8۔ تمام ضروری معلومات حوالہ جات کے طور پر حواشی میں دی گئی ہیں۔

9۔ مقالہ کی عبارت آسان فہم اور بامحاورہ اردو میں استعمال کی گئی ہے۔

10۔ آیات ﴿ ﴾ کو سے ممتاز کیا گیا ہے۔

11۔ احادیث کو قوسین (()) سے ظاہر کیا گیا ہے۔

12۔ دیگر اقوال اور اقتباسات کو "" سے ظاہر کیا گیا ہے۔

دورانِ تحقیق پیش آمدہ مشکلات:

تحقیق ایک مشکل کام ہے۔ مجھے بھی دورانِ تحقیق بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سب سے پہلی اور بڑی مشکل یہ تھی کہ موضوع سے متعلقہ کتابی مواد نایاب تو نہ تھا مگر کم یاب ضرور تھا۔

خاکہ تحقیق

ابواب بندی

باب اول: محرمات خوردونوش کا مفہوم اور تعارف
فصل اول: محرّمات خوردونوش کی تعریف اور حکم
مبحث دوم: حرام اور محرّمات کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم
مبحث سوم: محرّمات خوردونوش کا حکم
فصل دوم: محرّمات خوردونوش قرآن وسنت کے تناظر میں
فصل سوم: سابقہ اقوام وملل اور محرمات خوردونوش
باب دوم: مأکولات محرّمہ اور ان کے اثرات
فصل اول: مأکولات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مأکولات محرّمہ
مبحث اول: مأکولات کا مفہوم اور اہمیت
مبحث دوم: مأکولات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں
فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات
فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات
فصل چہارم: معاشی اثرات
باب سوم: مشروبات محرّمہ اور ان کے اثرات
فصل اول: مشروبات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مشروبات محرّمہ
مبحث اول: مشروبات کا مفہوم اور اہمیت
مبحث دوم: مشروبات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں

فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات
فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات
فصل چہارم: معاشی اثرات
باب چہارم: محرّمات خورد ونوش میں فقہاء کی آراء
فصل اول: ماکولات محرّمہ اور فقہاء کی آراء
مبحث اول: محرّمات سباع (درندے) اور فقہاء کی آراء
مبحث دوم: حیوانات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء
فصل دوم: مشروبات محرّمہ اور فقہاء کی آراء
مبحث اول: نبیذ اور فقہاء کی آراء
مبحث دوم: مشروبات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء
باب پنجم: محرّمات خورد ونوش سے علاج اور جدید مسائل
فصل اول: نشہ آور اشیاء اور ان سے علاج
فصل دوم: محرّمات بریہ اور ان سے علاج
فصل سوم: محرّمات بحریہ اور ان سے علاج
فصل چہارم: محرّمات خورد ونوش کے جدید مسائل

باب اول

محرّمات خوردونوش کا مفہوم اور تعارف

فصل اول: محرّمات خوردونوش کی تعریف اور حکم

فصلِ دوم: محرّمات خوردونوش قرآن وسنت کے تناظر میں

فصل سوم: سابقہ اقوام وملل اور محرّمات خوردونوش

فصل اول: محرّمات خوردونوش کی تعریف اور حکم

مبحث اول: حرام اور محرّمات خوردونوش کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

مبحث دوم: محرّماتِ خوردونوش کا حکم

فصل اول

محرّمات خوردونوش کی تعریف اور حکم

اللہ تعالیٰ نے کائنات کا مکمل نظام تخلیق کیا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء نظامِ کائنات کا اہم حصہ ہیں اور انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہیں۔ لیکن کھانے پینے کی ان اشیاء میں بعض حلال اور بعض کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حرام کھانے پینے کی اشیاء محرّماتِ خوردونوش کہلاتی ہیں، جو انسان کے لیے جسمانی اور روحانی و دینی اعتبار سے مضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں محرّماتِ خوردونوش کی وضاحت کر دی ہے۔ اور حکماً ان تمام محرّمات کا کھانا پینا حرام ہے تاکہ انسان کے جسم اور عقائد و معاملات کی پاکیزگی قائم رہ سکے۔ محرّماتِ خوردونوش کی حرمت کی مصلحت و حکمت سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے اور مقصد مفادِ انسانی ہے۔

مبحث اول

حرام اور محرّمات خوردونوش کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

مبحث اول

حرام اور محرّمات خورد ونوش کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

اللہ نے انسان کو اس کارخانہ قدرت میں احکامات اور ضابطوں کا مکمل نظام دیا ہے اور انسان کو اسلام کے دائرہ کار میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا لازم وملزوم ہے اور اس کے بعد ہر مسلمان کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اسلامی ضابطہء حیات کے مطابق زندگی بسر کرے اور اسلامی اصول وقوانین کی پابندی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے زندگی گزارنے کے اصول وقوانین وضاحت سے بیان کردیئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان اصول وقوانین کی مزید تفصیل بیان فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کتاب وسنت کے مطابق ان اصول وقوانین کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکاماتِ زندگی مسلمانوں تک فرضِ منصبی سمجھتے ہوئے پہنچائے۔

ہر مسلمان کا فرضِ منصبی یہی ہے کہ وہ اس راہ کو منتخب کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (۱)

ترجمہ: حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ (۲)

حکم سے مراد کسی شخص پر کسی امر کو ثابت کرنا ہے۔اور یہاں احکامِ خداوندی سے مراد وہ احکامات ہیں جن کا تعلق مکلّفین کے افعال کے ساتھ ہے اور حرام بھی ان احکامات میں سے ایک ہے۔ (۳)

حرام کی لغوی تعریف

فیروز اللغات میں حرام کے لغوی معنیٰ باعثِ شرم اور حرام کے بیان ہوئے ہیں۔ (۴)

---

(۱) سورۃ الانعام: ۶/۵۷

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، مولانا فتح محمد خان جالندھریؒ، دسمبر ۲۰۱۶ء، قرآن سوسائٹی پاکستان، ص ۱۶۵

(۳) لطائف الارشادات، ابو القاسم القشیری، ۲۰۱۲ء، مکتبہ مجاہدیہ لاہور، ص ۸

(۴) فیروز اللغات عربی اردو، مولوی فیروز الدین، ۱۹۸۶ء، دارالسلام فیروز سنز، لمٹیڈ لاہور، ص ۱۱۵

نور اللغات میں مولوی نور الحسن حرام کے معنیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

"حرام کے لغوی معنیٰ ہیں ناروا، ناجائز، ناشائستہ، خلافِ شرع، غیر مباح، ناپاک اور پلید (۱)

ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی حرام کی لغوی تعریف کے ضمن میں مصباح اللغات میں فرماتے ہیں:

"مصباح اللّغات میں حرام کے معنیٰ ہیں روکنا، محروم کرنا، اور لفظ حرام "حرم یحرم باب ضرب یضرب" سے مشتق ہے۔"

اور حرم کو مرکب جملوں کے استعمال کے مطابق یوں بیان کیا گیا ہے:

حرم الشیٔ بمعنیٰ کسی شے کو حرام ٹھہرانا، احرم عن الشیٔ بمعنیٰ کسی چیز سے رکنا، باز رہنا ہے۔ اور حرّم سے محرمات ہے بمعنیٰ منع کی ہوئی اشیاء ہیں محرّم کی جمع ہے۔ (۲)

ڈاکٹر ایف۔ اسٹینگاس ڈکشنری کے مطابق:

Arabic English dictionary .
Haram mean:
(حرام)unlawful, forbidden; sacred: pl. haram, venerable hallowed_(3)

فارسی، عربی اور انگریزی ڈکشنری میں حرام کی لغوی تعریف یوں کی جاتی ہے:

In Persian Arabic and English dictionary

حرام haram.(v.n of حرام)Being unlawful. Unlawful forbidden, prohibited. Holy, Venerable, Sacred pl. of حرام haram , forbidden things.(4)

لغات فارسی و عرب فرہنگ جامع فارسی میں حرام کی لغوی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے:

فتحہ کے ساتھ یوں بیان کیا جاتا ہے: حرام۔ بالفتح ع۔ منع کردن و منع کنندہ و ناروا، ناشائستہ و مردی کہ احرام بستہ باشد و بمعنیٰ حرمت داشتہ۔

اور کسرہ کے ساتھ یوں بیان کیا جاتا ہے:

وبالکسرہ گوسیندن مادہ کہ آرزوی نر داشتہ باشند۔ (۵)

---

(۱) نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر، ۱۹۷۶ء، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، حصہ اول / ص ۱۳۸۹

(۲) مصباح اللغات، ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، ۲۰۱۲ء، عبد اللہ اکیڈمی لاہور، ص ۱۵۳

(3) A LEARNER,S Arabic –English dictionary, F steingass, 1994, Gaurav puplishing house,p.27

(4)Richardson's dictionary Persian Arabic and English,1852,Hailey bury Herts, east India college,v1,p.472

(۵) آنند راج فرہنگ جامع فارسی، محمد بادشاہ، ۱۳۰۳ھ، کتاب فروشی خیام، جمہوری اسلامی تلفن، ج، دوم، ص ۱۴۹۹

اور محرّم کا لفظ حرام سے ہے، بمعنیٰ منع کی گئی اشیاء۔ محرّمات محرّم کی جمع ہے۔

خوردونوش کی لغوی تعریف نور اللّغات کے مطابق یوں کی جاتی ہے:

خورد کے لغوی معنیٰ (ف، بروزن بُرد) بمعنیٰ کھانا، کھانے والی چیز، کھاجانا، غبن کرنا۔ خورد بروزگر، بمعنیٰ تھوڑا سا کھانا۔ (۱)

رچرڈ ڈکشنری میں خورد کو درج ذیل معانی میں بیان کیا گیا ہے:

In Richardson's dictionary,

خورد: khurdani Fit to be eaten, edible.

Esculent, provisions, victuals, food.

خورد:Khurda, eaten, devoureal, corroded, Eating.

خورد:Khurd Meat, Victuals,Eating. (2)

القاموس الجدید میں خوردونوش کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

خوردونوش کا لفظ اکل وشرب سے ہے اور اسی سے ماکل ومشرب نکلتے ہیں جس کے معانی الطعام والشرب کے ہیں۔ (۳)

ابن منظور لسان العرب میں حرام کی لغوی تعریف کے ضمن میں فرماتے ہیں: (۴)

"حرم۔الحرم بالکسر اور حرام اسی سے ماخوذ ہے بمعنیٰ نقیض الحلال"

والحرام وھو ماحرّم اللہ/والمحرم بمعنیٰ الحرام ہے۔

اور حریم وہ حرام جس کو چھوا نہ جائے۔

والحریم وھو ما حرّم فلم یمس

حرّم کی جمع المحرّم ،محارم ومحاریم ومحرّمات آتی ہے۔

القاموس الجدید میں حرام کی لغوی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"حرام: حرام، محرم۔"

---

(۱) نور اللغات، حصہ اول، ص ۱۴۶۳

(2) Richardson's dictionary Persian,Arabic and English,1852,East India college,Halley bury Herts,P.542,543

(۳) القاموس الجدید، مولانا وحید الزمان قاسمی، ۱۹۹۰ء، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۱۳۲۳

(۴) لسان العرب، ابن منظور افریقی، ۱۹۶۵ء، دار صادر بیروت، ج۱، ص: ۸۴۵، ۸۴۴

حرام کرنا:حرم یحرم تحریماً۔ مرکب جملوں میں اسے یوں بیان کیا جاتا ہے:

حرّم علیہ الشیٔ(کوئی شے حرام کرنا۔)

حرام ہونا:حرّم علیہ،حرمۃ کے معنٰی میں آتا ہے۔ (۱)

مدّ القاموس میں بیان کیا جاتا ہے:

An Arabic English dictionary:

حرام، حرم: forbidden, prohibited, or unlawful.(2)

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں حرام کی لغوی تعریف کے مطابق:

"حلال کی ضد ہے وہ اشیاء جو اصل ہی سے حرام ہیں۔ دوسری وہ جو اصل سے حرام نہیں ہیں مگر ان کے ساتھ کسی خاص صفت کے شامل ہو جانے سے حرام ہو جاتی ہیں۔"(۳)

معجم مقاییس اللغۃ کے مطابق حرام کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

حرم:الحاء والرا والمیم اصل واحد :وھو المنع والشدید فالحرام ضد الحلال۔(۴)

المورد(almawrid) میں منیر بعلبکی حرام کو یوں بیان کرتے ہیں:

محظور،تحریم،ممنوع;forbidden,یحرم،یمنع،حظر، forbid.(۵)

المنجد فی اللغۃ میں حرام کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"حرم:منعہ من الشیٔ اور اسی سے حرم ہے حراما علیہ الامر: امتنع بمعنیٰ منع کیا گیا۔"(۶)

علمی اردو لغت کے مطابق:

حرام:ناجائز، ممنوع، خلافِ شرع،ناشائستہ،ناپاک، نجس،ناروا کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔(۷)

---

(۱)القاموس الجدید، ص ۲۹۳

(۲)مدّ القاموس Edward William lane 2003,asim educational services,new delhi,part 1,p.70,

(۳) اسلامی انسائکلوپیڈیا، محبوب عالم،۲۰۰۵ء،الفیصل ناشران و تاجران کتب، ص ۲۰۶

(۴) مقاییس اللغۃ،ابوالحسین احمد بن فارین،۲۰۰۱ء، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ص ۲۳۸

(۵)المورد، منیر بعلبکی،۲۰۰۱ء، دارالعلم، لبنان، ص ۳۶۲

(۶)المنجد فی اللغۃ،طبعۃ جدیدۃ، علمی کتب خانہ لاہور، ص ۱۲۸

(۷)علمی اردو لغت،وارث سرہندی،۱۹۷۹ء، علمی کتب خانہ لاہور، ص ۶۴۴

فرہنگ جامع فارسی میں خورد کی لغوی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

خورد صیغۂ ماضی از خوردن کہ اکل کردن باشد اور خورد خوان اسی سے مشتق ہے۔

خورد خوان۔ بقلب اضافت خوان۔[1]

خوردنی ف ماکولات واطعمہ / خورد نوش: کھانا پینا، دانہ پانی کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔[2]

محرّمات خوردونوش کا لغوی مفہوم

لغوی مفہوم کے اعتبار سے محرّمات خوردونوش کی تعریف یوں بیان کی جاسکتی ہے:

کھانے پینے کی ناجائز اور حرام اشیاء۔

حرام کی اصطلاحی تعریف

حرام کی اصطلاحی تعریف فقہاء نے یوں بیان کی ہے:

آمدی نے حرام کی سب سے جامع تعریف بیان کی ہے:

﴿**ماينتهن منه سبب للذم شرعا بوجه ما من حيث هو فعل**[3]

"جو بحیثیت اپنے فعل ہونے کے سبب شرعی مذمت کا باعث ہو۔"

"**مایتهن سبباً للذّم**" (جو شرعاً مذّمت کا باعث ہو) کی قید نے واجبات اور مستحبات کو حرام کے دائرہ سے نکال دیا کہ وہ شریعت میں قابلِ مدح ہیں نہ کہ قابل مذّمت۔

"بوجھ ما" (ہر صورت مذموم) ہوگی۔ مباحات کو مستثنیٰ کردیا کہ مباحات کا ارتکاب بعض صورتوں میں ضرور قابلِ مذمت ہوتا ہے ہمیشہ قابلِ مذمت نہیں ہوتا جبکہ حرام ہر صورت مذموم ہوتا ہے۔

"**من حيث هو فعل له**" (بحیثیت اپنے فعل ہونے کے مذموم ہو) اس قید کا مقصد یہ ہے کہ کبھی ایک مباح کسی واجب کے ترک کرنے کو مستلزم ہوتا ہے۔ وہ اس حیثیت سے کہ ضرور مذموم ہوتا ہے فی نفسہ مذموم نہیں ہوتا ہے جبکہ حرام کا ارتکاب فی نفسہ مذموم ہوتا ہے۔

---

(۱) فرہنگ جامع فارسی، محمد بادشاہ، ۱۳۴۳ھ، کتاب فروشی خیام، جمہوری اسلامی تلفن، ج، دوم، ص ۱۲۳۹

(۲) علمی اردو لغت، وارث سرہندی، ۱۹۷۹ء، علمی کتب خانہ لاہور، ص ۶۷۶

(۳) الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین الآمدی، ۲۰۰۹ء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ج، ۱، ص ۱۵۶

حرام کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

"**الحرام ضدالحلال قال الراغب الحرام الممنوع منه**"(۱)

"حرام وہ ہے جو حلال کے مخالف ہو اور امام راغب نے کہا حرام وہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔"

اور اسی طرح ابن حزم الاظھری حرام کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"حرام وہ ہے کہ جس سے شارع نے لازمی طور پر رکنے کا مطالبہ کیا ہو، اس کا چھوڑنے والا فرمانبردار کہلائے گا اور مستحقِ اجر و ثواب بھی ہو گا اس کا کرنے والا گنہگار اور نافرمان ہو گا۔"(۲)

امام رازی(۳) کی حرام کی تعریف کے ضمن میں حرام کے لیے چار اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں:

حرام (محرم)، محظور، معصیت، ذنب۔(۴)

جبکہ علامہ یوسف قرضاوی(۵) حرام کو یوں بیان کرتے ہیں:

"حرام وہ ہے جس کی شارع علیہ السلام نے قطعی طور پر ممانعت کی ہو اور جس کی خلاف ورزی کرنے والا آخرت میں سزا کا مستحق ہو اور بعض صورتوں میں دنیا میں بھی اس کے لئے سزا ہو۔"

احناف کے نزدیک حرام وہ ہے جس کی دلیل قطعی ہو اور جس حرام کی دلیل ظنّی ہو اسے مکروہ تحریمی کہیں گے۔(۶)

---

(۱) المفردات فی غرائب القرآن، امام راغب اصفہانی، ۱۹۷۱ء دار لعلمیۃ، بیروت، قاہرہ، ص ۳۰

(۲) الاحکام لابن حزم، ابن حزم الاظھری، ۲۰۰۹ء، دارالحدیث بیروت، ج ۳/ ص ۳۲۱

(۳) امام رازیؒ: امام رازیؒ کا مکمل نام ابو عبد اللہ فخر الدین الرازی القرشی ہے، ۲۶ جنوری ۱۱۴۹ء میں ایران کے شہر میں پیدا ہوئے، تفسیر، فقہ، فلسفہ، فلکیات، کیمیاء، طبعیات میں عبور حاصل کیا ان کی مشہور کتابوں میں تفسیر الکبیر، شرح الرشادات شامل ہیں، ان کے علاوہ عجائب القرآن، المحصول فی علم الاصول، المتکلم فی علم الاکلام، علم الاخلاق، وغیرہ شامل ہیں بہت بڑے مذہبی سکالر کی حثیت سے نمایاں مقام حاصل کیا، ۶۱ سال کی عمر میں ۲۹ مارچ ۱۲۱۰ء میں افغانستان کے شہر ہیرات (herat) میں انتقال ہوا۔

(۴) المحصول فی علم الاصول، شیخ محمد ابن صالح، ۲۰۰۹ء، کتاب العلم بیروت، ج ۱/ ص ۱۹

(۵) ڈاکٹر یوسف قرضاوی: ڈاکٹر یوسف القرضاوی ۹ ستمبر ۹۲۶ کو مصر میں پیدا ہوئے اور انکا مکمل نام یوسف عبد اللہ القرضاوی ہے لقبان کا شیخ ہے اور قطر میں زیادہ وقت گزار، بہت بڑے مصری اسکالر تھے سنی فرقے سے تعلق تھا ان کی مشہور تصانیف میں فقہ الزکاۃ، الحلال و حرام فی الاسلام، فقہ الجھاد وغیرہ شامل ہیں ۱۹۷۳ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری اصول دین کے کالج کے قرانک اسٹڈیز کے ڈیمپارنمنٹ سے حاصل کی ان کی خدمات سے صلے میں ان کو سعودی عرب کنگ فیصل نے انٹرنیشنل پرائز، انگلینڈ نے ۵۰۰ اثر انگریزی مسلمان کا پرائز، متحدہ عرب امارات نے الاویس پرائز وغیرہ سے نوازا ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۶) اسلام میں حلال و حرام، علامہ یوسف القرضاوی، ۱۹۸۵ء، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ص ۱۵

تحریم کا معنیٰ ایسے لفظ کے استعمال سے سمجھ میں آتا ہے کہ جو اپنے مادہ کے اعتبار سے تحریم پر دلالت کرتا ہو جیسے لفظ حرمت یا حلّت کی نفی (یعنی لفظ حرمت یا لفظ نفی حلت سے تحریم کا معنیٰ حاصل ہوتا ہے)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ [1]

"تم پر تمہاری مائیں حرام کر دی گئی ہیں۔"[2]

اس صیغے سے سمجھ میں آتا ہے کہ ایسا قرینہ موجود ہے جو الزام پر دلالت کرتا ہے یا اس عمل کے کرنے پر سزا کی دلالت کرتا ہے۔

محرّمات خورد ونوش کا اصطلاحی مفہوم

محرّمات خورد ونوش کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ کھانے پینے کی وہ اشیاء جن سے منع کیا گیا ہے اور ان اشیاء کا کھانے والا گنہگار ہوگا۔[3]

---

(۱) سورۃ النساء: ۲۳ / ۴

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۹۹

(۳) الوجیز فی اصول الفقہ، عبد الکریم زیدان، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۵۵

مبحث دوم

محرّمات خورد ونوش کا حکم

مبحث دوم:

محرّمات خوردونوش کا حکم

محرّمات خوردونوش کا حکم اللہ تعالیٰ نے انسان پر مکمل طور پر واضح کر دیا ہے کہ جو کھانے پینے کی اشیاء اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے ابتداء ہی سے حرام قرار دی ہیں وہ بعینہ ناجائز اور حرام ہیں۔ اور ان کا کھانے اور پینے والا قابلِ مذّمت اور سزا کا مستحق ہو گا۔ مکلّف کے لیے کسی طور ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

محرّمات خوردونوش کی حرمت ان ذاتی مفاسد اور مضمرات کی وجہ سے ہے جو پانچ ضروریات کی حفاظت میں رکاوٹ ہیں وہ پانچ ضروریات درج ذیل ہیں:

دین، نفس، عقل، عزت اور مال کی حفاظت۔

مردار کا کھانا ہر مسلمان پر حرام کر دیا گیا ہے لیکن اگر ہلاکت کا خوف ہو تو جان بچانے کے لیے مردار کا کھانا حلال ہو گا۔ اسی شراب کا پینا حرام کیا گیا ہے لیکن نفس کو ہلاکت سے بچانے کے لیے شراب پینا جائز ہو گا۔

کائنات کی تخلیق کا مقصد انسان کی راحت اور اس کا نفع ہے، اس اصول کے مطابق دنیا کی ہر چیز دراصل انسان کے لیے جائز ہیں۔

ا۔ اشیائے خوردونوش میں حلت و حرمت کا حق اللہ ہی کا ہے

تمام اشیاء میں تحلیل و تحریم صرف اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے اور وہی حقدار ہے۔ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں دخل اندازی کرے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر تجاوز کرنے والا گنہگار ہو گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُم مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ﴾ [۱]

ترجمہ: کہو کہ بھلا دیکھو اللہ تعالیٰ نے جو رزق تمہارے لیے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرالیا؟ ان سے پوچھو کہ اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا تم اس پر افتراء باندھ رہے ہو؟[۲]

---

(۱) سورۃ یونس: ۵۹/ ۱۰

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۲۶۶

اس آیت سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حلت و حرمت کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور مشرکین یہود و نصاریٰ نے اشیائے خورد و نوش میں غلط معیار قائم کیا تھا اور حلت و حرمت کا اختیار اپنے دستِ قدرت میں لے لیا اور کئی حلال چیزوں کو خود ہر حرام اور حرام اشیائے خورد و نوش کو خود کے لیے حلال کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اشیائے خورد و نوش کے معاملے میں مشرکین کے اس طرزِ عمل کو غلط قرار دیا اور ایسا کرنا شرک کے قبیل سے ہے۔ ان لوگوں کی اس قسم کی گمراہیوں کا رد کرتے ہوئے ان کی حدود اللہ کے مطابق رہنے کی تلقین کی اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ-وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں، ان کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے آگے نہ بڑھو کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو حلال طیب روزی اللہ نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ۔[2]

۲۔ ذرائع حرام بھی حرام ہیں

اسلام کا اصول یہ بھی ہے کہ حرام کا باعث اور ذریعہ بننے والی اشیاء بھی حرام ہیں اور فقہاء نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ

"جو چیز حرام کا باعث بنے وہ بھی حرام ہے۔"

اس قاعدہ کے اعتبار سے محرّماتِ خورد و نوش کے ذرائع اور تعاون بھی حرام ہے اور تعاون کرنے والا شخص گنہگار ہو گا اور جس قدر تعاون کے شریک ہوں گے اسی قدر گناہ میں حصہ دار ہوں گے۔ جیسے شراب کا پینا حرام ہے تو شراب پینے، پلانے، خریدنے ہر قسم کی شراکت اور تعاون کرنے والا بھی پینے والے کی طرح گنہگار ہو گا۔

((عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ لعنت الخمر وعلى عشرة اوجه بعينا، وعاصر ها، و معتصر ها، وبا ءعها، و مبتا عها، وحاملها، والمحمو لة اليه واكل ثمنها))[3]

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۸۷-۸۸ / ۵

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۶۹

(۳) سنن ابی داؤد، امام داؤد سلیمان بن اشعث، ۱۴۲۰ھ، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، رقم الحدیث ۳۶۷۵

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے معاملے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے: "شراب نچوڑنے والا، نچڑوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، وہ جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والا، فروخت کرنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی جائے ان سب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔"

مظاہر الحق میں بیان کیا گیا ہے کہ شراب کے معاملے میں فاعل اور تعاون کرنے والا بہر صورت گناہ کا مرتکب ہوں گے کیونکہ حرام کا ذریعہ بھی حرام ہے۔ (۱)

اسلام نے ان تمام ظاہری اور خفیہ ذرائع و وسائل کو حرام قرار دیا ہے کہ جو حلال کو حرام کرنے کا باعث بنے اسی صورت میں حیلہ بھی شامل ہوگا۔

کسی حرام چیز کا نام یا اس کی صورت بدل دینا جبکہ اس کی اصل حقیقت اپنی جگہ برقرار ہو یہ ناجائز قسم کا حیلہ یہی ہے محض نام یا صورت کی تبدیلی کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر شراب کا کوئی اور نام رکھ کر پینا شروع کر دیں تو ایسی صورت میں ان کے حرام ہونے میں کوئی فرق باقی نہ ہوگا۔

حدیث پاک ہے:

((لَيَستَحِلَنَّ طَائِفَة مِّن أُمَّتِي الخَمرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيرِ اِسمِهَا)) (۲)

ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام بدل کر اس کو حلال کرے گا۔

پس، محرّماتِ خورد و نوش کی حلت کا باعث بننے والے، تعاون کرنے والے یہ تمام انسان گناہ کرنے والے کے برابر گنہگار ہوں گے اور یہ اس کے حکم میں اہم اصول ہے۔

۳۔ اشیائے خورد و نوش میں اصولِ اباحت

اس مقصد اور اسلامی اصول کے تحت فقہاء کے نزدیک کائنات کی اشیاء میں اصل مباح اور جائز ہونا ہے، اسی اعتبار سے محرّماتِ خورد و نوش کی اصل بھی مباح ہونا ہے۔

﴿الاصل في الاشياء الاباحة"(۳)

اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

(۱) مظاہر الحق، مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری، ۱۹۹۴ء، دار الاشاعت، کراچی، ج سوم، ص ۴۶

(۲) سنن ابن ماجہ، امام عبد اللہ بن یزید بن ماجہ، ۱۹۹۹ء، دار السلام ریاض، ص ۴۸۹، حدیث ۳۳۸۴

(۳) الاشباہ والنظائر، زین العابدین بن ابراہیم، ۱۹۸۵ء دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ص ۱۳۳

امام شافعی اور امام کرخی رحمہا اللہ تعالیٰ وغیرہ کے مطابق بھی اصل اباحت اور اشیاء کی حرمت پر جب تک کوئی دلیل نہ آجائے اس کو حرام نہیں کیا جائے گا۔ تمام علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔

اشیائے اباحت کے اس اصول کے تحت محرّماتِ خوردونوش کی حرمت قرآن مجید میں صراحتاً بیان ہوئے اصول کے تحت ہوگی۔

اباحت کے اس اصول کی دلیل قرآن مجید سے بیان ہوتی ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (۱)

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لیے پیدا کر دیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان پر تمام نعمتوں کو حلال فرمایا ہے اور چند چیزوں کو حرام کیا ہے اور محرّماتِ خوردونوش میں بھی ان چیزوں کی حرمت کی وجہ انسان کو فساد اور نقصان سے بچانا ہے اور انسان کی منفعت کی مصلحت ان کی حرمت میں پوشیدہ ہے۔ اسی لیے اگر غور کیا جائے تو محرمات کا دائرہ بہت تنگ اور حلال کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔

محرماتِ خوردونوش میں جن اشیاء کی حرمت پر کوئی نص وارد ہوئی ہے وہ حرام ہیں اور جن اشیائے خوردونوش کی حرمت پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو وہ سب حلال ہیں کیونکہ اشیاء کی اصل مباح ہے اور ان سے انسان ہر قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حدیث پاک ہے:

((مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِی كِتَابِهِ فَهُوَ حَلاَلٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُو حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللَّهِ عَافِيَتَهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّاثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ(وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا)) (۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا ہے وہ حلال ہے اور جسے حرام ٹھہرایا ہے وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے وہ معاف ہیں اللہ کی اس سخاوت کو قبول کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بھول چوک نہیں ہوتی پھر آپ ﷺ نے سورۂ مریم کی آیت تلاوت فرمائی: اللہ تعالیٰ سے کبھی بھول نہیں ہوتی"۔

اباحت کے اس اصول اور وضاحت کے تحت محرّماتِ خوردونوش کا حکم واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی اشیاء کو حرام ٹھہرایا ہے وہ حرام ہیں اور ان کے ماسوائے اشیائے خوردونوش حلال اور مباح ہیں۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۹/۲

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۷

(۳) السنن الکبری للبیھقی، امام ابی بکر احمد بن الحسین البیھقی، ۱۳۵۶ھ، دار الکتب العمیۃ، بیروت، لبنان، کتاب الضحایا، ص ۱۰

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ (۱)

اور جو چیزیں اس نے تمہارے لیے حرام ٹھہرادی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کر دی ہیں۔ (۲)

محرّمات خوردونوش میں لوگ محرّمات کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے کھاپی سکتے ہیں اگرچہ بعض اشیاء استحباب اور بعض کراہت کے درجے میں ہوتی ہیں لیکن جب تک صریح حرمت پر دلیل نہ ہو وہ اپنی اصل کی حالت پر باقی رہتی ہیں۔

۴۔ محرّماتِ خوردونوش کو مجبوری میں کھانے کا حکم:

محرّمات خوردونوش کو مجبوری میں کھانا اور پینا جائز ہو گا۔فقہاء نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ مجبوری کی وجہ سے حرام حلال ہو جاتا ہے۔

"الضرورات تبيح المحظورات" (۳)

ضروریات حرام کو مباح کر دیتی ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔ قرآن نے مجبوری اور تکلیف کی حالت میں مردار اور خنزیر وغیرہ کے استعمال کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ صرف اتنا کھائے کہ رمقِ حیات باقی رہے۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (۴)

ہاں جو ناچار ہو جائے اللہ کی نافرمانی نہ کرنے اور حد ضرورت سے باہر نہ نکل جائے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ (۵)

اسی طرح اگر بھوک کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو یا سفر میں اور توشہ موجود نہ ہو، بھوک سے جان جانے کا اندیشہ ہو تو شراب کا استعمال جان بچانے کے لیے جائز ہو گا۔

---

(۱) سورۃ الانعام:۱۱۹/۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۷۶

(۳) الاشباہ والنظائر، ص۸۵

(۴) سورۃ البقرۃ:۱۷۳/۲

(۵) ترجمہ قرآن حکیم، س:۳۳

محرّمات خوردونوش سے علاج بھی اسی قاعدہ واصول کے تحت جائز ہو گا کہ مجبوریاں جن کے بغیر کوئی اور راستہ نہ ہو، جان جانے کا خطرہ ہو اور دشواری پیدا ہو جائے ایسی مجبوریاں ناجائز کو وقتی طور پر جائز کر دیتی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ ضرورت کے بقدر ہی اجازت ہو گی۔

۵۔ محرّماتِ خوردونوش کی حلت وحرمت میں احتیاط کا حکم

فقہاء کے نزدیک جہاں حلال وحرام جمع ہو جائیں وہاں حرام کو ترجیح دی جائے گی قاعدہ کے مطابق:

"اجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام"[1]

حلال اور حرام جمع ہو جائیں مگر یہ حرام، حلال پر غالب ہو گا۔

حلال وحرام تو واضح ہوا لیکن ان کے درمیان ایسی کوئی چیز ہے جن کی حرمت و حلّت مشکوک ہے تو اس قسم کی مشتبہات میں حرام کو ترجیح دی جائے گی۔

جیسے حلال و حرام جانور کے اختلاط سے پیدا ہونے والا بچہ احتیاطاً حرام ہی تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح پہاڑ کے اوپر شکار حلال جانور ہو اور اس کی جانب تیر پھینکا گیا لیکن احتمال ہے کہ وہ جانور تیر سے مرا ہے یا اس کی موت پہاڑ سے گرنے کی وجہ سے ہوئی۔ تو تیر سے مرنے کی صورت میں وہ حلال اور پہاڑ سے گر کر خود مرنے کی صورت میں وہ حرام (مردار) ہو گا۔ دونوں احتمالات کی صورت میں حرمت کو ترجیح دیتے ہوئے شکار کو حرام تصور کیا جائے گا۔

حلّت وحرمت کے اس قاعدہ کے اعتبار سے محرّماتِ خوردونوش کی حلت وحرمت کے مسائل میں احتیاط کا پہلو لازم ہے اور احتمال کی صورت میں حلال جانور بھی حرام تصور کرتے ہوئے محرّماتِ خوردونوش میں داخل ہو گا۔

---

(۱) الاشباہ والنظائر، ص ۹

فصل دوم: محرّماتِ خوردونوش قرآن وسنت کے تناظر میں

فصل دوم

محرّماتِ خوردونوش قرآن وسنت کے تناظر میں

اسلام ایک مکمل اور جامع مذہب ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ حلال و حرام کا تعلق انسانی معاشرہ سے ہے۔ انسانی معاشرہ اور زندگی کے ہر شعبے کے حوالے سے تمام احکامات قرآن مجید اور احادیث میں وضاحت سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ماکولات و مشروبات کا تعلق بھی انسانی زندگی کے اہم شعبوں سے ہے اور بنیادی اکائی ہے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے ذریعے محرّماتِ خوردونوش کے تمام احکامات کو انسان پر واضح کر دیا گیا ہے۔

محرّماتِ خوردونوش قرآن کی روشنی میں

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (۱)

ترجمہ: تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھونٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور جو تھان پر ذبح کیا جائے۔ (۲)

اس آیت میں کل دس محرّمات بیان کیے گئے ہیں جو ماکولات ہیں۔ پہلی آیت میں چار ماکولات محرمہ (مردار، خون، خنزیر اور وہ قربانی جو غیر اللہ کے نام پر کی جائے) کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ آیت میں آگے مردار کی تفصیل ہے کیونکہ منخنقة متردية نطيحة اور درندوں پھاڑ کھایا ہوا جانور سب مردار کے حکم میں آتے ہیں اور پرستش گاہوں پر ذبح کیا ہوا جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کے حکم میں داخل ہے۔

مردار میں سے سمندری مردار مستثنیٰ ہے۔

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۵/۳

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۳۰

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (۱)

ترجمہ: تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ (۲)

قرآن پاک کی ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ حرام کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (۳)

ترجمہ: کہو، کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں اس میں تو کوئی ایسی چیز کھانے والے پر حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مرا ہوا جانور ہو یا بہتا ہوا خون ہو، یا سؤر کا گوشت ہو کہ یہ ناپاک ہے کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ (۴)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ماکولات محرّمہ کو بیان فرمایا ہے۔

سورۃ البقرۃ میں بھی حرام جانوروں کا بیان ہے۔

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (۵)

ترجمہ: بیشک اس نے تم پر مرا ہوا جانور، لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ البتہ جو لاچار ہو جائے بشرطیکہ نہ حد سے باہر نہ نکل جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں"۔ (۶)

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۵/۹۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۵۱

(۳) سورۃ الانعام: ۶/۱۴۵

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۸۱

(۵) سورۃ البقرۃ: ۲/۱۷۳

(۶) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۳

اور اسی طرح قرآن پاک میں اللہ مزید ارشاد فرماتا ہے:

سورۃ الانعام میں بیان ہے:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ-وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [۱]

ترجمہ: تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اسے کھا لیا کرو اور سبب کیا ہے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے تم اسے نہ کھاؤ۔ [۲]

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [۳]

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ [۴]

اس آیت میں ایسے ذبیحہ کا بیان ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو گو کسی مسلمان نے ہی ذبح کیا ہو لیکن اگر بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لیا تو اس ذبیحہ کا کھانا حرام ہو گا۔

درندے بھی محرمات خورد نوش میں شامل ہیں اور درندوں کی حرمت کے ضمن میں تفاسیر میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

تفسیر التحریر والتنویر میں ابن عاشور بیان کرتے ہیں:

كل حيوان كا لأ سد والذئب والثعلب فحرم على الناس كل ما ماقتله السبع ، لأ اكلية السبع تموت بغير سفح الدم [۵]

ترجمہ: تمام حیوانات مثلاً شیر، بھیڑیا اور لومڑی وغیرہ سب انسانوں پر حرام قرار دیئے گئے ہیں جن کو یہ مار ڈالیں وہ بھی حرام ہیں اس لیے کہ ان کے کھائے ہوئے سے خون نہیں بہتا۔

---

(۱) سورۃ الانعام: ۱۱۸-۱۱۹/ ۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۳

(۳) سورۃ الانعام: ۱۲۱/ ۶

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۷۷

(۵) تفسیر التحریر والتنویر، محمد الطاہر ابن عاشور، ۱۴۲۰ھ، مؤسسۃ التاریخ، بیروت، لبنان، الجزء الخامس، ص ۲۳

جامع احکام القرآن میں قرطبی درندوں سے متعلق فرماتے ہیں۔

یردد کل مافترسه ذو ناب واظفار سن الحیوان کالا سد و الثعلب والذئب والضبع و نحو ھا ھذه کلھا سباع(۱)

ترجمہ: حیوانات میں سے جو اپنے دانتوں اور ناخنوں سے شکار کرتا ہو جیسے شیر، بھیڑیا، لومڑی اور گوہ وغیرہ یہ سب درندے ہیں۔

تفسیر مصباحین کے مطابق وہ جانور جس پر شیر، بھیڑیا، چیتا، کتا وغیرہ حملہ کرے اور اس کا کوئی حصّہ کھا جائے اور اس سبب سے وہ مر جائے تو ایسے جانور کا کھانا بھی حرام ہے۔(۲)

تفسیر مظہری میں درندوں کے شکار کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے:

"اگر درندہ کے زخمی کرنے سے شکار کی حالت ذبیحہ جیسی ہو گئی خواہ مرا نہ ہو اور اس کو ذبح کر لیا جائے تب بھی وہ مردار کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہو گا۔"(۳)

مأکولات کے ساتھ ساتھ اشیائے خوردونوش میں مشروباتِ محرّمہ کے بارے میں بھی قرآن نے واضح بیان کیا ہے اور شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ اور بتدریج مسلمانوں پر اس کی حرمت نازل ہوئی۔

قبل از اسلام شراب عربوں میں عام تھی اور اس کے پینے کو برا تصور نہ کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حکمتاً اور مصلحتاً نازل ہوتا ہے۔ عربوں کو دفعتاً منع کرنا مشکل تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بتدریج تین مدارج میں حرام قرار دیا۔

سب سے پہلے شراب کے بارے میں نفع و نقصان کے اعتبار سے ایک آیت نازل فرمائی:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾(۴)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔(۵)

---

(۱) الجامع لاحکام القرآن، محمد بن الانصاری القرطبی، ۱۴۲۸ھ، دار الحدیث، القاہرۃ، الجزء الخامس، ص ۴۲۶

(۲) تفسیر مصباحین، امام جلال الدین سیوطی، مارچ، ۲۰۱۴ء، بشیر برادرز، اردو بازار لاہور، ج دوم، ص ۳۰۶

(۳) تفسیر مظہری، محمد ثناء اللہ پانی پتی، قاضی، ۱۹۹۹ء، دار الاشاعت، اردو کراچی، ج، وم، ص ۲۳۶

(۴) سورۃ البقرۃ: ۲/۲۱۹

(۵) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۴۳

اس آیت کے نزول کے باوجود بھی لوگوں نے کم فائدہ کو جواز بنا کر شراب کا استعمال کیا اور انہی میں سے کسی نے نماز پڑھائی اور قرآن پڑھنے میں غلطی کر دی، پھر آیت نازل ہوئی:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ (۱)

ترجمہ: تم نماز کے قریب مت جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو۔ (۲)

اب بھی بہت سے لوگ خاص نماز کے وقت شراب سے احتیاط برتتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شراب کے لیے کوئی واضح حکم نازل فرمادے۔ تیسرے مرحلے میں شراب کی حرمت کا صریح حکم نازل ہوا۔ اور ہر لحاظ سے شراب کی حرمت کا بیان نازل ہوا۔ اس آیت کے بعد مطلقاً شراب حرام ہو گئی اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

قرآن مجید میں شراب کے لیے خمر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ارشاد پاک ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۳)

ترجمہ: اے ایمان والو بیشک شراب، جوا، بت پانسے یہ سب ناپاک اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ (۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (۵)

ترجمہ: "اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں"۔ (۶)

قرآن پاک کی ان تمام آیات سے حرام اشیاء خورد و نوش کی حرمت واضح ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی حرمت میں انسان کا فائدہ ہے کیونکہ وہ نجس اشیاء سے دور رہ کر پاک زندگی گزار سکتا ہے۔

---

(۱) سور النساء: ۴۳/۴

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۰۴

(۳) سورۃ المائدۃ: ۹۰/۵

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۴۹

(۵) سورۃ الاعراف: ۱۵۷/۷

(۶) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۲۱۰

محرّمات خوردونوش حدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے احکاماتِ زندگی اور قواعد واصول قرآن پاک میں بیان کر دیئے ہیں تاکہ تمام انسان ان احکامات پر عمل کر کے سیدھا راستہ اختیار کریں اور دنیا و آخرت میں فلاح پائیں۔ حضرت محمد ﷺ شارح ہیں، ان تمام احکام کی تفصیل احادیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں جن کو سامنے رکھ کر بعد کے فقہاء نے تمام احکام و مسائل کا ذخیرہ مدوّن کیا ہے۔

قرآن مجید میں محرمات خوردونوش کی تفصیل کے بعد احادیث میں ان کی حرمت پر دلیل ملتی ہے۔ حدیث پاک ہے:

((عَن اَبِي بَكرٍ اَنَ رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا يَدخُلُ الجَنَةَ جَسَدٌ غُذِىَ بِالحَرَامِ)) (۱)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جسم کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے گھی، پنیر اور گورخر کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "حلال وہ ہے حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا ہے۔"

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کلّی طور پر ایک قاعدہ بیان فرمادیا کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا وہ حرام اور ماسوا تمام اشیاء حلال ہوتی ہیں۔

مردار کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی مردار سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے سے منع کرتے ہوئے اس کی حرمت پر دلالت پیش کی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ سمرہ (رضی اللہ عنہ) شراب بیچی، انہوں نے کہا، اللہ اس کو تباہ کرے وہ نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: (۲)

((قَاتَلَ اللهُ اليَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا))

ترجمہ: اللہ یہودیوں کو تباہ کرے ان پر مردار کی چربی حرام ہوئی اور انہوں نے اسے گلا کر بیچ ڈالا۔

---

(۱) جامع ترمذی، محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام، ۱۹۹۹ء، دار السّلام ریاض، کتاب اللّباس، ص ۴۱۲، حدیث ۱۷۲۶

(۲) سنن ابن ماجہ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ، الحافظ، ۲۷۵ھ، دار الاحیاء التراث االعربی، ص ۱۱۵۷، حدیث ۳۵۰۰

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((حَرَّمَ النَّبِیُّ بَیعَ الخِنزِیرِ)) (۱)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوٗر کی خرید و فروخت حرام کی ہے۔

جس طرح خنزیر نہ کھانا مشروع ہے اسی طرح اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

مأکولات محرمہ میں قرآن پاک کی حرام کردہ اشیاء مردار، سور، بہتا ہوا خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور ہیں۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حرام چیزوں میں کچھ اور جانوروں کا اضافہ کیا ہے، جیسے ذی ناب (۳) (کچلی)، ذی مخلب (۴) اور گھر کے پلے ہوئے گدھے وغیرہ۔ ان جانوروں کی حرمت بعض علماء کے نزدیک بسبب قطعیتِ احادیث ثابت ہے اور بعض میں اختلاف ہے۔ ذی ناب پرندہ حرام ہے۔ (۵)

((عَن اَبِی هُرَیرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ کُلُّ ذِي نَاب مِّنَ السِّبَاعِ فَاَکلُهُ حَرَام)) (۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "درندوں میں سے کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے۔" ذی ناب میں نیزہ، ریچھ، چیتا، بندر، سور، لومڑی، بجو وغیرہ شامل ہیں۔ کیونکہ یہ جانوروں کو چیر پھاڑ کر نوکدار دانتوں سے کھاتے ہیں۔ (۷)

درندوں میں پانچ اوصافِ ذبیحہ موجود ہوتے ہیں۔ حملہ کرنا، قتل کرنا، اچک لینا، غارت کرنا اور زخمی کرنا۔ ان کو حرام کرنے کی حکمت بھی یہی ہے کہ انسان میں یہ اوصافِ ذبیحہ پیدا نہ ہوں۔ (۸)

---

(۱) صحیح بخاری، عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، امام ۱۴۱۰ھ، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ص ۳۵۴

(۲) توفیق الباری، عبد الکریم محسن، ڈاکٹر، ۲۰۰۸ء، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ج سوم، کتاب البیوع، ص ۲۱۶

(۳) دانت سے شکار کرنے والا درندہ

(۴) پنجے سے شکار کرنے والا پرندہ

(۵) مظاہر حق جدید، ج ۴، ص ۵۴-۵۵

(۶) سنن ابن ماجہ، ص ۱۰۷۷، حدیث ۳۲۳۳

(۷) درس مشکوۃ، حافظ مولانا غیاث الدین، ۱۴۲۰ھ، مکتبہ نعمانیہ کراچی ج سوم، ص ۶۳۷

(۸) درس مشکوۃ، ج سوم ص ۶۳۷

ذی مخلب کا کھانا حرام ہے

حدیث پاک ہے:

((عَنِ ابنِ عَبَاسٍ نَهَى رَسُولُ اللهِ عَن كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِى مُخَلَّبٍ مِّنَ الطَّيرِ)) (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے جو کچلی والا ہو درندوں میں سے اور جو پرندوں میں سے اپنے پنجے سے شکار کرتا ہو۔ ذی مخلب میں باز، بحری شکرہ، چرغ، الو، چیل، گدھ وغیرہ شامل ہیں۔ (۲)

یہ تمام جانور اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں اسی لیے ان کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

گھریلو/پالتو گدھے کا گوشت حرام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَن اَبِى ثَعلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ لُحُومَ الحُمُرِ الاَهلِيَّةِ)) (۳)

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے۔

حدیث کی رو سے گھریلو گدھے کو انسانوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔

گھوڑے کا گوشت حرام ہے

گھوڑے کے بارے میں ارشاد پاک ہے:

((عَن خَالِدِ بنِ وَلِيدٍ رَضِىَ اللهُ عَنهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ نَهٰى عَن اَكلِ لُحُومِ الخَيلِ وَالبِغَالِ وَالحَمِيرِ)) (۴)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

---

(۱) جامع ترمذی، ص ۲۷۰، حدیث ۱۴۸۱

(۲) مرقاۃ شرح المشکوۃ المصابیح، راؤ محمد ندیم، مکتبۂ رحمانیہ لاہور، ج ۸، ص ۷۳

(۳) ابن ماجہ، ص ۱۰۶۰، حدیث ۳۱۹۶

(۴) صحیح بخاری، ص ۹۸۳، حدیث ۵۸۲۰

بلّی حرام ہے

بلی پالتو جانور ہے اس کی حرمت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَن جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ نَهٰی عَن اَكلِ الهِرَّةِ وَاَكلِ ثَمَنِهَا)) [۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلّی کا گوشت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث کے مطابق بلّی کا گوشت کھانا بالاتفاق حرام ہے اور بلّی کو بیچنا اور اس کی قیمت کھانا مکروہ ہے۔

گوہ کا گوشت حرام ہے

رسول اکرم ﷺ نے گوہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((عَن عَبدِ الرَّحمَانِ ابنِ شِبلٍ اَنَّ النَّبِیَّ نَهٰی عَن اَكلِ لَحمِ الضَب)) [۲]

حضرت عبد الرحمان ابن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث سے گوہ کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

ا۔ جلّالہ کا گوشت حرام ہے

وہ جانور جو نجاست کھاتا ہو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ حدیث پاک ہے۔

((عَن ابنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُولُ اللهِ عَن اَكلِ جَلَّالَةٍ وَاَلبَانِهَا)) [۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جلّالہ کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

اگر ایسا جانور کبھی کبھی نجاست کھاتا ہو تو ایسے جانور کو جلّالہ نہیں کہیں گے۔ [۴]

الجلالہ کی تعریف

لسان العرب میں جلالۃ کی لغوی تعریف بیان کی گئی ہے۔

الجلالہ الجلل سے ہے الجلالۃ: التی تاکل الجلۃ "جو نجاست کھائے"۔ [۵]

---

(۱) ابن ماجہ، ص ۱۰۸۲، حدیث ۳۲۵۰

(۲) بخاری، ص ۹۸۴، حدیث ۵۵۳۶

(۳) ابن ماجہ ص ۱۰۶۴، حدیث ۳۱۸۹

(۴) کنز العمال فی سنن اقوال وافعال، علاء الدین متقی، ۲۰۱۳، دار الاشاعت لاہور، ج ۸، س ۱۳۲

(۵) لسان العرب، ج ۱۱، ص ۱۱۶

کاسانی "بدائع الصنائع" میں جلالۃ کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

الجلا لة هی التی اغلب اكلها من النجاسة(۱)

جلالہ وہ ہے جس کی غذا میں نجاست زیادہ ہو۔

اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ جس جانور کی غذا کا اکثر حصہ نجس اور ناپاک غذا پر مشتمل ہو ایسا جانور جلالہ کے حکم میں شامل ہو گا۔

حیات الحیوان میں جلالہ کی تعریف کو مزید واضح کیا گیا ہے۔

"جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست و غلاظت میں رہتا ہو۔"(۲)

نجاست کھانے والا جانور اونٹ، گائے، مرغی، بھیڑ یا بکری وغیرہ میں سے ہو سکتا ہے جس کی اکثر غذا گندگی پر مشتمل ہو۔

جلالہ میں فقہاء کی آراء اور حکم

ایسا جانور جو غلاظت کھانے لگا ہو اس کی حلت و حرمت میں فقہاء کی اختلافی آراء موجود ہیں۔

حنابلہ

جلالہ حرام ہے اس کا دودھ بھی حرام ہے اور اس کا پسینہ ناپاک ہوتا ہے اس پر سوار ہونا مکروہ ہے لازم ہے کہ اسے تین دن تین رات تک باندھ کر رکھا جائے اور پاک غذا کے علاوہ کوئی چیز نہ دی جائے تب حلال ہو گا۔

مالکیہ

جلالہ کا گوشت مباح ہے لیکن اس کا دودھ مکروہ ہے۔

حنفیہ اور شافعیہ

جلالہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے اس کا دودھ پینا اور اس پر سواری کرنا بھی مکروہ ہے اکثر شافعی جلالہ کو مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔(۳)

---

(۱) بدائع الصنائع، علاء الدین ابی بکر، ۱۹۹۸ء، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ج۹، ص۳۹

(۲) حیات الحیوان، علامہ کمال الدین الدمیریؒ، ۱۹۹۲ء، ادارۂ اسلامیات، لاہور، ج اول، ص ۵۹۱

(۳) کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، عبد الرحمن الجزیری، ۱۹۸۲ء، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور، جز۵، ص۸

اگر نجاست کھانے والے جانور میں سے غلاظت کی بو آنے لگے یا اس کے گوشت کا مزہ اس نجاست کے باعث بدل جائے تو اس کا کھانا مکروہ ہے اور جلالہ کے دودھ اور انڈے کا حکم بھی یہی ہے۔

جلالہ کو پاک کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے اس کو باندھ کر رکھا جائے کہ اس کے گوشت کی بد بو جاتی رہے۔ باندھنے کی یہ مدت جانوروں کے اعتبار سے ذکر کی گئی ہے۔

اسی ضمن میں کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ میں بیان کیا گیا ہے:

"کراہت دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایسا اونٹ ہو تو چالیس روز تک باندھ کر رکھیں اور چارہ دیتے رہیں گائے بیل ہو تو تیس روز تک، بکری ہو تو سات دن تک اور مرغی ہو تو اسے تین دن تک باندھ کر رکھیں۔ [1]

اس مدت کا مقصد یہ ہے کہ نجاست خور جانور اتنی مدت میں نجاست کھانے سے باز رہے حتی کہ اس کا نام نجاست خور باقی نہ رہے تو اس کا گوشت، دودھ وغیرہ حلال اور پاک تصور کیا جائے گا۔

المحلی میں بیان کیا گیا ہے:

"جو اونٹنی، گائے یا بکری نجاست کھاتی ہو اس کا دودھ حرام ہے جب تک وہ نجاست کھانے سے باز نہ آجائے۔ متعین مدت مکمل کرنے کے بعد جب ان کا نام نجاست خور نہ رہے تب ان کا دودھ حلال ہو گا"۔ [2]

شیور مرغی کے بارے میں علماء کی آراء

جلالہ کے حکم کے تحت شیور مرغی کے بارے میں علماء کی مختلف آراء موجود ہیں۔ شیور مرغی چونکہ نجاست کھاتی رہتی ہے اور اس کی غذا میں نجس اور پاک اشیاء جیسے مردار، خنزیر وغیرہ کی چربی اور مختلف اجزاء شامل ہوتے ہیں اسی اعتبار سے اس کے جواز میں علماء کی آراء موجود ہیں۔

کاسانی "بدائع الصنائع" میں بیان کرتے ہیں کہ

"جلالہ جانوروں میں مرغی کا گوشت کھانا مکروہ نہیں ہے اگرچہ وہ نجاست کھاتی ہو اس لیے کہ نجاست کا کھانا اکثر نہیں ہوتا بلکہ اس کی یہ نجاست دوسری خوراک یعنی دانوں پر مشتمل ہوتی ہے"۔ [3]

---

(۱) کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ، ج۵، ص۹

(۲) المحلی، ابن حزم، ۱۹۹۹ء، دار الفکر، بیروت، قاہرہ، ج اول، ص ۲۸۳

(۳) بدائع الصنائع، ج۵، ص۹۸

شیور مرغی دانوں کے ساتھ نجاست کھاتی ہے اور اس کی غذا مخلوط ہوتی ہے اسی لیے وہ اونٹ کی طرح بدبودار نہیں ہوتی اور شیور کے جواز کا حکم بدبودار ہونے کے ساتھ متعلق ہے اسی بناء پر ائمہ کرام نے ایسے بکری کے بچے کے متعلق فرمایا کہ:

"جو بکری کا بچہ خنزیر کا دودھ پی کر پلے اس کا کھانا مکروہ نہ ہوگا اس لیے کہ اس کا گوشت متغیر اور بدبودار نہیں ہوتا ہے"۔ (۱)

یہ حکم اس بات کی دلیل ہے کہ کراہت نجاست خوری میں ہے ار اس کے گوشت میں بدبو اور تعفن پایا جائے تو ایسا جانور مکروہ ہوگا محض نجاست کھانے کی بناء پر جانور نجس نہیں ہوگا۔ اسی لیے اگر مرغی کی خوراک مخلوط ہے تو وہ مرغی مکروہ نہیں ہوگی اگرچہ اسے نجاست کھاتے ہوئے پایا جائے اس لیے کہ وہ متعفن نہیں ہوتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اصل اعتبار گوشت میں بدبو کے پیدا ہونے کا ہے محض نجاست کھانے کا نہیں ہے۔ افضل یہ ہے کہ مرغی کو تین دن تک باندھ کر رکھا جائے تاکہ اس کے پیٹ میں جو نجاست ہو وہ نکل جائے ایسا کرنا مرغی کو پاک کرنے کے لئے ہے۔

"امام یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ اسے تین دن تک باندھ کر رکھا جائے تاکہ اس کے پیٹ میں موجود نجاست ختم ہو جائے لیکن امام محمدؒ نے ابو حنیفہؒ سے قید رکھنے کی کوئی مدت مقرر نہیں کی ہے"۔ (۲)

فتاوی عالمگیری میں شیور مرغی کی خوراک کے بارے میں بیان کیا گیا ہے:

"مرغی کی خوراک میں خون، مردار اور خنزیر کا گوشت وغیرہ جیسی اشیاء ملائی جاتی ہیں یہ اشیاء انسانوں کے لیے حرام ہیں جانوروں کے لیے نہیں کیونکہ جانور مکلف نہیں ہیں اسی لیے شیور مرغی حلال ہے البتہ گوشت بدبودار ہو جائے تو ایسی صورت میں مکروہ ہوگی اور تین دن تک پاک غذا پر قید رکھی جائے گی"۔ (۳)

غلاظت کھانے والی مرغی سے نجاست کا اثر ختم کرنے کے لیے چند روز بند رکھنے کا حکم ہے لیکن اس حکم میں بھی بعض علماء کے نزدیک جو مرغیاں چھوٹی ہوں اور نجاست کھانے کی عادی نہ ہوں بلکہ پھرتے ہوئے ارد گرد سے نجاست کھا لیتی ہوں گوشت میں بدبو نہ ہو تو ان کو بند رکھا جائے کیونکہ وہ دانہ بھی کھاتی ہیں اور ساتھ ہی نجاست کو دوسری چیزوں سے ملا دیتی ہیں

---

(۱) بدائع الصنائع، ج۵، ص۹۸

(۲) ایضاً، ص۹۹

(۳) فتاوی عالمگیری، حضرت عالمگیرؒ از تفسیر مواھب الرحمن ۱۹۹۲ء، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج۸، ص۴۳۹

اسی لیے چھوٹی مرغیوں کی نجاست ان کی غذا میں غالب نہیں ہوتی ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ ان کو قید میں رکھ کر ذبح کیا جائے اور یہی بہتر ہے۔

فتاوی ثنائیہ میں مرغی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ

"مرغی شرعاً مکروہ نہیں ہے اس کو کھانا از روئے احادیث نبی ﷺ سے ثابت ہے ایسی مرغی جس کی اکثر غذا نجاست نہ ہو وہ ناجائز نہیں ہے دراصل جلالہ میں مبالغتہ ہے کہ جس کی اکثر غذا نجاست ہو اور اس کے گوشت، دودھ وغیرہ میں اثر آجائے وہ جلالہ ممنوع ہے اسی لیے مرغی مکروہ نہیں ہے"۔[۱]

حدیث پاک ہے:

" عن ابی موسی رایت رسول الله یاکل لحم الدجاج[۲]

ترجمہ: ابی موسی رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔

نجس غذا کا اثر نہ پایا جائے وہ کھانا جائز ہے کیونکہ نجاست کھانے سے وہ نجس نہیں ہوتی ہے۔

ابو الوفاء کے نزدیک مرغی کی قید کا مسئلہ شرعی نہیں بلکہ ذاتی خیال ہے۔ یہ مدت شرعی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ مرغی کا غلاظت کھانا ایسا ہی ہے جیسے کھیتوں میں کھاد کا پڑنا۔ دونوں کا حکم ایک ہی ہے نہ کھاد والے کی پیداوار حرام ہے نہ ہی شیور مرغی حرام ہے۔"[۳]

علماء سے ایسی مرغیوں کی قید کا مقصد یہ ہے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے۔ حافظ عبد اللہ محدثؒ شیور مرغی کے حکم میں بیان کرتے ہیں۔

"مرغی جلالہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ خدا نے مرغی میں ایسی حرارت رکھی ہے کہ اس کی اصلاح ہوتی رہتی ہے خواہ وہ کتنی ہی گندگی کھا جائے اس سے بدبو نہیں آتی اور اس کا گوشت بدستور لذیذ رہتا ہے"۔[۴]

ایسا جانور جس کی اکثر غذا نجس ہو یہاں تک کہ اس کے گوشت، دودھ اور پسینہ میں سے بدبو آئے تو ایسا جانور بے شک حرام ہے۔

---

(۱) فتاوی ثنائیہ، مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری، ۱۹۹۶ء، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، ج ۲، ص ۸۷

(۲) ابو داؤد، ج ۳، ص ۳۶۰

(۳) فتاوی ثنائیہ، ج ۲، ص ۸۸

(۴) فتاوی اہلحدیث، حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ، ۱۹۸۳ء، ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ، سرگودھا، ج ۱، ص ۲۵۱

شیور مرغی کے گوشت میں بد بونہ پائی جائے اور طبع سلیم اس کے کھانے کی طرف مائل ہو تو کراہت کے ساتھ کھانا جائز ہے"۔ (۱)

ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیور مرغی کا محض نجاست کھانا اس کو نجس نہیں کرتا بلکہ اگر نجاست مرغی کے گوشت وغیرہ میں اثر پیدا کرے تو اس صورت میں شیور مرغی مکروہ ہو گی کیونکہ نجاست مرغی کی غذا پر غالب ہو گئی اور غذا کو نجس بنا دیا۔

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"شیور مرغی کو نجس اشیاء کے ساتھ مخلوط غذا دی گئی اور یہ پاک غذا پر غالب ہو گئی تو جائز نہیں ہے کیونکہ حرام کا کھانا اور اس کی غذا بھی حرام ہے اور فاعل اس کا مکلف ہے اگر مرغی کے گوشت سے بد بو اور تعفن نہ پایا گیا تو اس صورت میں شیور کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ (۲)

نجس غذا کی وجہ سے شیور میں بد بو یا اثر پیدا ہونے کی صورت میں شیور مرغی کراہت کے ساتھ جائز ہو گی۔ اسی طرح اس کے انڈوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

اسلامی فقہ کونسل جو سائنسی تحقیق اور مذہبی معاملات پر مشتمل کمیٹی ہے کہ طرف سے صفر ۱۴۰۱ھ میں شیور مرغی کے گوشت اور انڈوں کے استعمال پر بیان جاری ہوا۔

Regarding the feeding of the chicken,s, there are different opinions among the scholars regarding the eating of its meat and its eggs, Malik and number of scholars said that eating its meal and its eggs is permissible because impure foods are purified by their transformation into meat and eggs, As-Shafi and Ahmad Said, it is forbidden to eat, as well as its eggs because its fodder was impure and it is "Jallalah", it may not be eaten, it is the most authoritative view.

---

(۱) احکام النجاسات فی الفقہ الاسلامی، عبد المجید محمود صلاحین، ۱۹۹۱ء، دار للنشر والتوزیع، جدۃ، ج اول، ص ۶۹۳

(۲) المبسوط، امام سرخسیؒ، ۱۹۹۵، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان ج ۱۱، ص ۲۵۵

"شیور مرغی کی خوراک کے اعتبار سے علماء کے درمیان اس کے گوشت اور انڈوں کے استعمال کو مباح قرار دیتے ہیں کیونکہ نجس غذا گوشت اور انڈوں میں تحلیل شدہ صورت میں ہوتی ہے امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ اس کو کھانے سے منع فرماتے ہیں کیونکہ اس کی غذا نجس ہے اور یہ جلالۃ ہے۔ یہ قابل ترجیح رائے ہے"۔[1]

شیور مرغی کے سلسلے میں مذہبی اسکالرز، علماء اور ڈاکٹرز کی رائے پر ایک سروے کیا گیا جو مقالہ ہذا میں منسلک کیا جارہا ہے۔

(1) Fatawah Islamiyah, Shaykh Abdul Aziz, Shaykh Muhammad bin Salih Al-uthaimin along with the permenant committee of the fiq council, 2002, Darussalam, Riyadh, V-6, P243.

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

الجواب منہ الھدایۃ والصواب :

فقہی اصطلاح میں گندگی کھانے والے جانور کو "جلالۃ" کہتے ہیں۔ اگر نجاست کھانے سے جانور کا گوشت یا دودھ بدبودار ہو جائے تو اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا ذبح سے پہلے یا دودھ استعمال کرنے کیلئے ایسے جانوروں کو اتنی مدت کیلئے تھان پر باندھ کر رکھا جائے کہ بدبو کا ازالہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ "انہ کان یحبس الدجاجۃ الجلالۃ ثلاثاً" "عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جلالہ مرغی کو تین دن بند رکھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) اور جلالہ مرغی کو تین دن قید رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کے گوشت سے بدبو زائل ہو جائے۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے:"والمعتبر فی جواز اکل زوال رائحۃ النجاسۃ عن تعلف بالشیی الطاہر علی الصحیح "(فتح الباری ج9 , ص 565)" جلالہ کے کھانے کا لائق ہونے میں معتبر چیز نجاست وغیرہ کی بدبو کا زائل ہونا ہے۔ یعنی جب بدبو زائل ہو جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ جلالہ مرغی فی نفسہ مکروہ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ اس صورت میں ممنوع ہے جب اس کے گوشت سے بدبو آئے اور بدبو کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرغی کو گھر میں روک کر رکھا جائے یہاں تک کہ اس سے بدبو چلی جائے تو اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جلالہ مرغی بھی فی نفسہ مکروہ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ علت کی وجہ سے ممنوع ہے اور وہ علت اس کے گوشت سے بدبو کا آنا ہے۔ اب جہاں تک برائلر اور شیور مرغی کی بات ہے تو ان کے گوشت سے بدبو نہیں آتی لہذا ان کا کھانا مطلقاً حلال ہے لہذا معلوم ہوا کہ مرغی کی غذا کا حلال ہونا شرط نہیں ہے، اس کی خوراک حرام اور نجس ہو سکتی ہے، بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا گوشت بدبودار نہ ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ برائلر مرغی کی غذا میں جو چیزیں استعمال کی جاتی ہے ان کی ہیئت کیمیائی عمل کے ذریعے تبدیل کر دی جاتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ برائلر مرغی کا کھانا حلال ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب
وصلی اللہ علیہ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم
(ڈاکٹر مفتی) محمد ظفر اقبال جلالی
سربراہ دار الافتاء و شرعی بورڈ پاکستان، پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ اسلام

تصدیق کنندہ
مفتی ماجد نواز جلالی

تائید کنندہ
مفتی رفاقت علی جلالی

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلّالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

جواب: اگر شیور مرغی کو بھی گندی غزا دی جائے تو اسکا حکم بھی جلّالہ مرغی کی طرح ہے۔ اگر اس کو ایسی کوئی غزا نہیں دی جاتی تو اس کا کھانا جائز ہے۔ مگر کراہت کے درجہ میں آتا ہے۔

مدرسہ سیدنا عمر فاروق

مولانا عالم زیب

10-6-2018

Date: 11-06-18 Ref No: 765

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

جواب۔ شریعت میں حلت وحرمت کے امر میں کسی بندے کا دخل نہیں ہے جیسے اللہ مالک الملک نے فرمایا۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (سورۃ النحل)

جلالہ کے بارے میں ائمہ محدثین کے تین قول ہیں۔

(1) جلالہ کھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ مرغی ہو یا کوئی اور دوسرا جانور ہو یہ امام مالک کا موقف ہے

(2) جب زیادہ نجاست کھانے کی وجہ سے اس کا گوشت متغیر ہو جائے وہ مکروہ ہے یہ شافعیہ قول ہے

مفتی ابوالحسن جواد عبدالباسط
دارالقضاء والافتاء اسلام آباد
موبائل: 0321-51 05 835

(3) یہ حرام ہے یہ حنابلہ کا موقف ہے

جلالہ سے ممانعت کی حدیث۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کا دودھ پینے سے منع کیا ہے (ابوداؤد کتاب الاطعمہ)

جلالہ کے بارے میں صحیح موقف ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ جلالہ مرغی کو تین دن قید رکھتے تھے پھر استعمال کر لیتے تھے (المصنف لابن ابی شیبہ باب فی لحوم الجلالۃ)

دیسی مرغی جس کی حلت پر آج بھی سب کا اتفاق ہے وہ بھی گندی نالیوں کوڑے کے ڈھیر سے گندگی کھاتی ہے۔ لیکن ایسے کوئی حرام نہیں کہتا مرغی کی خوراک میں جو حرام اشیاء مکس کی جاتی ہیں جیسے خون مردار۔ خنزیر کا گوشت وغیرہ یہ اشیاء انسانوں کے لیے حرام ہیں جانوروں کے لیے نہیں۔ کیونکہ وہ مکلف نہیں ہیں

مفتی ابوالحسن جواد عبدالباسط
دارالقضاء والافتاء اسلام آباد
موبائل: 0321-51 05 835

سروے (شیور مرغی)
سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم

جلالہ کا مطلب ہے کہ وہ جانور جسکی خوراک کا اکثر حصہ نجاست پر مبنی ہو۔ ایسے جانور کو 3 دن بند رکھ کر حلال اور پاک غذا کھلائی جائے پھر اُسکا گوشت کھایا جائے

آجکل کے دور میں شیور مرغی کو جو غذا کھلائی جاتی ہے اُس کے حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار ہے اگر واقعتاً اُس کی غذا (فیڈ) حرام اشیاء سے تیار کردہ ہے۔ اور فیڈ کا اکثر حصہ حرام ہے۔ جس کی وجہ سے گوشت میں بدبو پیدا ہو جائے تو پھر جلالہ والا ہی حکم ہے۔ لیکن عموماً جو چیز مشاہدہ میں آتی ہے کہ گوشت میں بدبو نہیں ہے اور فیڈ تیار کرنے والے بھی حرام اشیاء کے استعمال کا رد کرتے ہیں۔ تو پھر اُسکا کھانا جائز ہے۔

مولانا
(ساجد حسین شاہ)
12-06-18
امام و خطیب جامع مسجد مکی
فیض آباد اسلام آباد

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

شیور مرغی کی خوراک میں سٹیرائیڈ کا استعمال ہوتا ہے
اور خوراک میں جو اجزاء ملائے جاتے ہیں، وہ تمام صحت
کے لئے نقصان دہ ہے اس لئے استعمال میں گریز کریں، مرغی کا
گوشت استعمال کرنے سے عورتوں میں ہارمونز کا بیلنس
خراب ہو جاتا ہے۔ بچیوں کی گروتھ میں مسائل ہو رہے ہیں۔
دیسی خوراک سے تو بہتر کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے
مرغی کی خوراک سٹیرائیڈ کا استعمال کر کے جو 40 دن میں
مرغی کو 2 کلو تک موٹا کر دیا جاتا ہے جو کسی طرح
بھی قابل قبول نہیں ہے۔

KHALIL AHMED
Khalil Ah
8-8-[illegible]

Homoeo Diagnostic Clinic
پرانے پیچیدہ اور لاعلاج امراض کی تشخیص
بذریعہ [illegible] کمپیوٹر کی جاتی ہے
Cell: 0300-[illegible]477

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔
اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

The incidence of hirsutism menstrual disbalancy in young girls has been observed to be on the rise since the increase in ingestion of chicken. It is to evaluated whether the feed that these chicken are ingested has steroids in it or not or are there any other harmful substances.

9/6/18

Dr. Sahibzada Muhammad Taimur
Citi Clinic
Specialist in
Hair, Nail, Skin diseases,
Venereal diseases
Infertility. Laser therapy

سروے (شیور مرغی)
سوال: شریعت کی رُو سے جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟اور حکم بیان کریں۔

شیور مرغی کے کھانے انسانی جسم پر مضر اثرات مرتب
ہو سکتے۔ مرغی کے کھانے سے وہ تمام کیمیکل جو مرغی کی
خوراک میں اُس کے وزن کو بڑھانے اور کیلئے ڈالے جاتے
ہیں وہ انسانی جسم خاص طور پر جگر کے اعمال کو
متاثر کرتے ہیں جس کی وجہ سے انسانی خون میں
غیر ضروری تبدیلیاں واقع ہونے لگتی ہیں جو انتہائی
مضر ہو سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں خوراک میں Steroids
استعمال کئے جاتے ہیں جو بعد میں انسانی خوراک میں
شامل ہو کے منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔
ہارمونز میں غیر ضروری تبدیلی واقع ہو سکتی ہے
جو مرد اور عورت دونوں کیلئے نقصان دہ ہے۔

9/6/18
DR. TARIQ KHAN

Dr.Tariq Khan
Homoeopathic Physician
B.Pharm(KU), MSA(USA, D.H.M.S(KU),
D.Hom(London), MRCH(UK)
NCH Reg# 38537

سروے (شیور مرغی)

سوال: شریعت کی رُو سے جلاّ لة (نجاست کھانے والا جانور) مرغی کو تین دن بند رکھنے کے بعد کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔
اسی حکم کے تناظر میں شیور مرغی کو کھانے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور حکم بیان کریں۔

شیور کی مرغی انسانی صحت مند ہے۔ اسکا گوشت بڑے بھی
کھاتے ہیں اور بچوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ یہ ایک مکمل غذا ہے۔
اسمیں کوئی اسٹیرائڈ استعمال نہیں ہوتا اور نہ ہی اسکی خوراک
میں کوئی ایسی چیز ہے جو انسانی صحت کیلئے مضر ہو۔
یہ گوشت کی بہت زیادہ ضرورت پوری کرتی ہے۔ اگر یہ
نہ ہو تو ملک میں گوشت کا بحران پیدا ہو جائے۔

ڈاکٹر میر شاہد رسول

Natural Medicine Clinic
Dr. Mir. Shahid Rasool
Pakeeza Market, I-8/4,
Timing: 6:00 to

پاکیزہ مارکیٹ I-8/4
6/6/2018

ان تمام بیانات اور آراء کی روشنی میں شیور مرغی کا حکم واضح ہو جاتا ہے شیور مرغی کی غذا میں نجس اجزاء شامل کیے جاتے ہیں۔ ان نجس اجزاء کو اثر اگر مرغی کے گوشت میں بدبو کی صورت میں پایا جائے تو شیور مرغی کا کھانا مکروہ ہو گا اور اس کو پاک کرنے کے لیے تین دن تک صرف پاک غذا دینی ہو گی تا کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے لیکن اگر مرغی کے گوشت پر نجاست کا کوئی اثر بدبو وغیرہ نہ پائی جائے تو اس صورت میں شیور مرغی کا کھانا بلا کراہت جائز ہے۔

مجوسی کے کتے کا شکار کھانا حرام ہے

مجوسی کا کتا اگر شکار کرلے تو اس کے کھانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حدیث پاک ہے:

﴿عَن جَابِرٍ قَالَ نُهِينَا عَن صَيدِ كَلبِ المجوُسِ﴾ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں منع کیا گیا ہے مجوسی کے کتے کے شکار کئے ہوئے جانور کے کھانے سے۔

اس حدیث کے تحت غیر مسلموں کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حرام ہو گا اور مجوسی کے کتے کا شکار کھانا حرام ثابت ہوتا ہے۔

محرّماتِ خورد و نوش میں مشروبات محرّمہ کے ضمن میں شراب کو حرام کیا گیا ہے اور احادیث سے بھی اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث پاک ہے:

((سلمه عن ابن عمر قال: قال رسول الله كُلُّ مُسكِرٍ خَمرٌ وَّكُلُّ خَمرٍ حَرَامٌ)) [2]

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

شراب کی حرمت کے ساتھ اس کی بیع کی ممانعت بھی احادیث سے ثابت ہے۔

((عَن انس بِن مَالِک قَال: قَال رَسُولَ الله لُعَنَت الخَمر وَ عَلَى عَشرة او جه بعينا، و عاصر ها، و معتصر ها، و با ئعها، و مبتا عها، و حاملها، والمحمو لة اليه واكل ثمنها)) [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے معاملے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے؛

شراب نچوڑنے والا، نچڑوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، وہ جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والا، فروخت کرنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی جائے۔ ان سب پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ احادیث سے ہر نشہ آور چیز کی حرمت ثابت ہوتی ہے خواہ وہ انگور، کھجور یا کسی چیز کی شراب ہو ایسی شراب کو نبیذ کہا جاتا ہے چنانچہ ایسی نبیذ جو نشہ پیدا نہ کرے اور اس میں تیزی اور جوش نہ ہو جائز ہے۔

---

(۱) جامع ترمذی، محمد بن عیسی الترمذی، الحافظ، ۱۴۱۵ھ، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ص ۲۵۴، حدیث ۱۴۷۰

(۲) ابن ماجہ، ص ۱۱۲۴، حدیث ۳۳۹۰

(۳) ابن ماجہ، ص ۱۱۲۲، حدیث ۳۳۸۱

حدیث پاک ہے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے منقی بھگویا جاتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس سے ایک دن پیتے پھر اگلے دن پیتے پھر اس سے اگلے دن یعنی تیسرے دن کی شام تک پیتے"۔[1]

کلی طور پر یہ قاعدہ بیان کر دیا گیا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور خمر بہر صورت حرام ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، ص۸۹۷، حدیث ۵۳۳۲

فصل سوم

سابقہ اقوام و ملل اور محرّماتِ خوردونوش

فصل سوم

سابقہ اقوام و ملل اور محرّماتِ خوردونوش

محرماتِ خوردونوش میں اقوام و ملل کا مختلف طرزِ عمل رہا ہے اور قومیں غذا کے معاملے میں افراط و تفریط کا شکار رہی ہیں۔ اسلام نے غذائی معاملے میں اس افراط و تفریط کو ختم کر کے حلال و حرام کو مکمل طور پر واضح کر دیا تاکہ انسان پاک و حلال چیزیں کھائیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

سابقہ قوموں میں بعض قومیں حلال اجزاء کے استعمال کو ناجائز تصور کرتی تھیں اور اس سے مطلقاً منع کرتی تھیں اور بعض اجزاء کو حلال سمجھتے ہوئے استعمال کرتے تھے۔ اس طرح کے نقطہ نظر رکھنے والے تمام لوگ ہی قانونِ فطرت کے باغی تھے۔ خدا نے اس کائنات کے نظام میں تمام خلقت کا ایک دوسرے کی ضرورت کے مطابق تعلق رکھا کہ اعلیٰ مخلوق اپنے سے کمتر مخلوق کی بقا کا ذریعہ بنے۔ درندے اپنے سے کمزور جانور کر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ بعض جانور نباتات کھا کر گزارہ کرتے ہیں اور اسی پر ان کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ بڑی مچھلیاں اپنے سے چھوٹی مچھلیوں کا شکار کر کے اپنی غذا بناتی ہیں جبکہ چھوٹی مچھلیاں نباتات اور آبی حشرات کو خوراک بنا کر زندہ رہتے ہیں اور اسی طرح ایک نظام رواں دواں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کائنات کا نظام ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے اسی اصول کے مطابق زندگی گزار رہی ہے اور اسی اصول پر زندہ ہے اور اسی نظام میں اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام خوردونوش کا دائرہ محیط کر دیا ہے، جس کی خلاف ورزی کے سابقہ اقوام و ملل مرتکب رہے ہیں۔

اسلام نے خوردونوش کی حرمت و حلّت کے درمیان اعتدال کی راہ نکالی اور جو غذائیں انسان کے لیے فائدہ مند تھیں حلال کیں اور جن سے انسانوں کو نقصان پہنچتا ہے حرام قرار دیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[۱]

ترجمہ: پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھراتے ہیں۔[۲]

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام غذاؤں کے لیے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا۔

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۵۷/۷

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۲۱۰

محرّماتِ خورد ونوش میں مشروبات اور نباتاتی غذاؤں میں سابقہ اقوام وملل کے اختلافات کا دائرہ وسیع نہیں ہے البتہ مأکولاتِ حیوانی کے معاملے میں قومیں شدید اختلافات کا شکار رہی ہیں۔

دورِ جاہلیت میں عربوں کا نقطۂ نظر

دور جاہلیت میں عرب حلال جانوروں کو نجس قرار دے کر یا بتوں کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے خود پر حرام کر دیتے تھے۔ بت پرستوں نے حلال جانوروں بحیرہ، سائبہ وصیلہ اور حام کو بتوں کے نام پر اور ان کا قرب حاصل کرنے لے لیے حرام کر دیا تھا جبکہ وہ حلال تھے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ نے نہ بحیرہ کوئی چیز بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام بلکہ کافر اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور یہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔ (۲)

بحیرہ (۳)، سائبہ (۴)، وصیلہ (۵) اور حام (۶) یہ تمام نام اور چیزیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ نہیں تھیں اور نہ شریعت میں داخل تھیں نہ ہی ذریعۂ ثواب تھیں۔ عرب اپنی بے عقلی کی وجہ سے حلال حیوانات کو حرمت کے دائرہ میں داخل کر دیتے تھے اور خود پر حرام تصور کرتے تھے۔

تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے کہ سائبہ کا رواج سب سے پہلے عمرو بن لحیٰ نے نکالا اور یہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرے گا۔ کیونکہ اسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو سب سے پہلے بدلا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی رسموں کا رواج نکالا اور بحیرۃ کی رسم ایجاد کرنے والا عمرو بن لحی بن قمعہ کا لڑکا تھا۔ (۷)

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۵/۱۰۳

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۵۲

(۳) بحیرہ: وہ جانور جس کے بطن کا دودھ عرب اپنے بتوں کے نام کر دیتے

(۴) سائبہ: وہ جانور کہلاتا تھا جس کو عرب اپنے معبودِ باطل کے نام پر چھوڑ دیتے تھے

(۵)۔۔ تھے وصیلہ: وہ اونٹنی جسکے دو بچے اوپر تلے مادہ ہوں درمیان میں کوئی نر نہ ہو۔

(۶) حام: جس نر اونٹ کی نسل سے کئی بچے پیدا ہوئے ہوں۔

(۷) تفسیر ابن کثیر، ج دوم، ص ۲۸

جن جانوروں کے گوشت، دودھ یا سواری وغیرہ سے منتفع ہونے کو اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا تھا اس کی حلّت و حرمت پر عربوں نے اپنی طرف سے قیود لگانا گویا خود کو خدا سمجھنا تھا اور اپنی ان مشرکانہ و جاہلانہ رسومات کی بتوں کی خوشنودی اور قربت کا ذریعہ بھی تصور کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی کم عقلی کی بناء پر یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام معقول وجوہ کی بناء ہر ٹھہرایا ہے اور انسان کا حقیقی مفاد اسی سے وابستہ ہے۔

سورۃ الاعراف میں اصل حرام چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (۱)

ترجمہ: پوچھو تو کہ جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ (۲)

اس آیت کی رو سے ان عربوں کو کھلی دلیل دی گئی کہ اس کی حلال کردہ اور پاکیزہ خوراک کو کون حرام کر سکتا ہے جبکہ عرب اپنی جاہلیت کی وجہ سے اس کے مرتکب قرار پا رہے تھے؟

کھانے پینے کی حلال چیزوں کو حرام کرنے کے فعل سے روکا جا رہا ہے یہ سب چیزیں اللہ پر ایمان رکھنے والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کے لیے ہی تیار ہوئی ہیں قیامت کے دن یہ الگ کر دیئے جائیں گے اور صرف مومن ہی اللہ کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے۔

دورِ جاہلیت میں عربوں نے جس طرح حلال حیوانات کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا تھا اسی طرح حرام غذاؤں کو اپنے لیے حلال بھی تصور کیا۔ انہوں نے مردار اور بہتا ہوا خون جیسی ناپاک اور حرام چیزیں اپنے لیے حلال کر لی تھیں۔

تفسیر ابنِ کثیر میں مذکور ہے حضرت سدی بن عجلان اپنی قوم کی طرف گئے تاکہ انہیں اللہ کی دعوت دیں اور احکامِ اسلام ان کے سامنے پیش کریں، لیکن قوم نے مجھے خون کا پیالہ پیش کیا اور کہا آؤ سدی! تم بھی کھالو۔ میں نے جواب دیا۔ تم غضب کر رہے ہو اس کا کھانا ہم سب پر حرام کیا گیا ہے۔" (۳)

اللہ تعالیٰ نے عربوں کی ان جاہلانہ رسومات اور حلال کو خود پر حرام اور حرام کو خود پر حرام کرنے کے رد میں محکم آیات نازل فرما کر افراط و تفریط ختم کرنے کا حکم فرمایا۔

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۷/۳۲

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۹۰

(۳) تفسیر ابن کثیر، ج دوم، ص ۷۰۷

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ.وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو یقین جانو! اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو حلال وطیّب رزق اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشا ہے اسے کھاؤ۔ (۲)

برہمنوں کا نقطہ ء نظر:

جانوروں کا کھانا حرام ہے اور انتہائی ظالمانہ فعل ہے۔ ان کا گزارہ سبزیوں پر ہوتا تھا۔

حلال حیوانات کی تخلیق کا مقصد انسانوں کی خدمت اور فائدہ اٹھانا ہے۔ اور سنتِ الٰہی کے مطابق بھی ادنیٰ نوع کی مخلوق کو اعلیٰ نوع کی مخلوق کے لیے قربان ہونا پڑتا ہے۔ جیسے سبز نباتات حیوان کی غذا بنتی ہیں اسی طرح جانور کو انسان کی غذا کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں اگر انسان جانور کو ذبح کرنے سے گریز کرے تو دوسرے جانور اس جانور کو کھا جائیں گے یا پھر وہ اپنی طبعی موت مر جائے گا تو انسان کے فائدہ کے لیے جانور کو حلال کرنے میں اس کی کئی مصلحتیں سامنے آتی ہیں۔

اہلِ مذاہب میں برہمنوں اور اہلِ تفلسف حیوانی غذاؤں میں اسی افراط و تفریط کا شکار کر رہے ہیں۔ اور جانور کا ذبح کرنا اور اس کا کھانا خود پر حرام کرلیا ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے جن حیوانات کو انسان پر کھانا اور اس سے فائدہ اٹھانا حلال کیا جیسے برہمن اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی سے ان کو خود پر حرام ہونے کی قید لگاتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کا نقطہ ء نظر

یہودیوں اور اہلِ نصاریٰ نے بھی حیوانات کی حلّت و حرمت میں افراط و تفریط کا شکار تھے اور چوپایوں کے کھانے اور ان کے استعمال کو خود پر حرام قرار دیا۔ اور یہودیوں کا مقولہ تھا کہ "حضرت اسرائیل علیہ السلام نے اسے حرام کیا تھا اسی لئے ہم اسے اپنے آپ پر حرام کرتے ہیں۔"

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۸۷-۸۸/۵

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۴۹

(۳) اسلام میں حلال و حرام، ص ۴۷

اللہ تعالیٰ کو یہودیوں کے اس فعل کی تردید منظور تھی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام کیا اور اللہ تعالیٰ نے تردید کے ساتھ یہودیوں کو ان کے اس فعل کی اور سرکشی کی سزا دی۔ کیونکہ یہودیوں کی تحریم کا سبب ان کی لاعلمی نہیں بلکہ ظلم و معصیت تھا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ﴾ [۱]

ترجمہ: اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام کر دیا تھا اور گائے بکری کی چربی کو بھی ہم نے حرام کر دیا تھا بجز اس کے جو ان کی پیٹھوں پر لگی ہوئی ہو یا او جھڑی میں ہو یا ہڈی سے ملی جلی ہو۔ [۲]

ناخن دار جانور وہ جانور ہیں جن کی انگلیاں کھلی ہوئی نہ ہو جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ۔

تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے:

"آیت کے مطابق وہ چربی جو پیٹھ کے ساتھ لگی ہو انتڑیوں کے ساتھ، او جھڑی یا ہڈی کے ساتھ ہو وہ ان پر حلال تھی۔ یہ یہودیوں کی اس سرکشی کی سزا تھی جو انہوں نے حلال جانوروں کو خود پر حرام کیا تھا اس کے عادلانہ نظام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر یہودیوں پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا تھا۔" [۳]

اس سزا کے باوجود یہودی اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور مردار کی چربی حرام ہونے کے باوجود اس سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ نے سمرہ کو تباہ کیا، کیا اسے معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ یہودیوں کو تباہ کرے جب ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا اور گلا ڈالا۔" [۴]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت کو ختم کرنے نہیں بلکہ اس کو مکمل کرنے کے لیے آئے تھے لیکن نصاریٰ نے خود اس ناموس کو ختم کیا اور اپنی مقدس کتاب تورات کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے دیا۔ اور س طرح خورد و نوش کے معاملہ میں اہلِ نصاریٰ نے صرف اس جانور کو حرام قرار دیا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو درندوں اور خنزیر کو حلال قرار دیا۔

---

(۱) سورۃ الانعام: ۶/۱۴۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۸۱

(۳) تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۲۶

(۴) ابن ماجہ، ص ۱۱۵۷، حدیث ۳۵۰۰

اہلِ نصاریٰ نے سور کا گوشت بھی اپنے اوپر حلال کر لیا تھا حالانکہ تورات کے صریح حکم کے مطابق ان پر سؤر کا گوشت حرام ہے۔

"سب جیتے جانور تمہارے کھانے کے لیے ہیں، میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تم کو دیا مگر گوشت خون کے ساتھ اس کی جان ہے مت کھانا۔"(۱)

سابقہ اقوام و ملل کی ان افراط و تفریط کے رد میں اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے سامنے محرمات خورد و نوش واضح کر کے ان کے کھانے سے منع فرمایا اور باقی تمام اشیائے خورد و نوش کو حلال قرار دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلاَلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (۲)

ترجمہ: لوگو! زمین کی چیزوں میں جو پاک اور حلال ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(۳)

مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں حلال جانوروں کو بتوں کے نام کر کے حرام نہ بناؤ بلکہ اپنی حالت پر چھوڑ کر کھاؤ پیو کیونکہ غیر اللہ کے نام پر کر دینے سے یہ مردار اور نجس کے حکم میں ہوگا اور نجاست کی وجہ سے حرمت ثابت ہوگی۔(۴)

حافظ عماد الدین تفسیر ابن کثیر میں بیان کرتے ہیں۔

اللہ نے اس آیت میں انسان پر احسان کا ذکر کیا ہے کہ میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کیں جو لذیذ اور مرغوب ہیں جسم اور صحت کو ضرر نہیں پہنچاتی ہیں چنانچہ شیطان کے راستے پر نہ چلو اور حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔(۵)

---

(۱) عہد نامہ قدیم، پیدائش ۹:۴

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۶۸/ ۲

(۳) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۲

(۴) معارف القرآن، مولانا محمد شفیع عثمانی، اپریل ۲۰۰۰ء، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱/ ص ۴۱۲

(۵) تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۴۰

باب دوم

ماکولات محرّمہ اور ان کے اثرات

فصل اوّل: ماکولاتِ محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور ماکولاتِ محرّمہ

فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات

فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات

فصل چہارم: معاشی اثرات

فصل اوّل: مأکولاتِ محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مأکولات محرّمہ

مبحث اول: مأکولات کا مفہوم اور اہمیت

مبحث دوم: مأکولاتِ محرّمہ قرآن کی روشنی میں

فصل اوّل

مأکولات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکور مأکولات محرّمہ

محرّمات خورد ونوش کھانے پینے کی وہ اشیاء جو انسان پر حرام کی گئی ہیں ان میں کھانے اور پینے کی اشیاء کا بیان وضاحت سے الگ الگ بیان کر دیا گیا ہے اور ان اشیاء کی حرمت کا مقصد انسان کی خدمت اور راحت ہے ان اشیاء کے ضمن میں کھانے کی اشیاء کو مأکولات کہا جاتا ہے اور ماکولات محرّمہ کھانے کی وہ اشیاء ہیں جو انسان پر حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔

سورۂ مائدۃ، سورہ انعام، سورہ بقرہ وغیرہ میں محرّمات کی تفصیل ہے اور اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان حرام کھانے کی چیزوں سے بچیں یہی منفعت کا ذریعہ وسبب ہے اس فصل میں مأکولات کا تفصیلی بیان مباحث کے ذریعے ذکر کیا گیا ہے۔

مبحث اوّل

مأکولات کا مفہوم اور اہمیت

مبحث اوّل

مأکولات کا مفہوم اور اہمیت

مأکولات کا مفہوم

المنجد میں عبد الحفیظ بلیاوی بیان کرتے ہیں:

مأکولات لفظ اکل سے ہے مادہ أکل ہے ماکولات بروزن مفعولات أکل سے مشتق ہے، اکلاً وماْکلاً بمعنیٰ کھانا۔[1]

أكل الطعام بمعنیٰ کھانا کھایا سورۃ المومنون میں أکل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾[2]

ترجمہ: اور تمہارے لیے ان میں اور بھی منافع ہیں اور بعض کو تم کھاتے ہو۔

"أكل" کے معنیٰ کھانے تناول کرنے کے ہیں اور مجازًا" اكلت النار الحطب" کا محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی آگ نے ایندھن کو جلاڈالا اور جو چیز بھی کھائی جائے۔

اارشاد ہے، ﴿أُكُلُهَا دَائِم﴾ اس کے پھل ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔[3]

الأكلة مرة کا صیغہ ہے یعنی ایک مرتبہ کھانا۔[4]

مصباح اللّغات میں مأکولات کے ضمن لغوی تعریف کے مطابق أكل أكلا ومأكلا الطعام: کھانا کھانے۔[5]

أکل (ع۔ مذکر) اور درج ذیل تین معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱) کھانا

۲) غذا

۳) روزی

---

(۱) المنجد، مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، فروری ۲۰۰۲، مکتبہ ء قدوسیہ اردو بازار لاہور، ص ۴۱،

(۲) المومنون: ۲۱

(۳) لسان القرآن، مولانا محمد حنیف ندوی، ۱۹۹۸ء، علم و عرفان پبلشرز، ج، ا، ص ۹۷،

(۴) المفردات فی غرائب القران، ص ۳۶

(۵) مصباح اللغات، ص ۳۷

جامع اللغات کے مطابق،

أکل(مذکر) ہے بمعنیٰ دانہ، کھانا یعنی خورد ونوش۔[1]

قاموس القرآن میں زین العابدین بیان کرتے ہیں، بمعنیٰ کھانے پینے کی اشیاء۔

أکل : کھانا از باب نصر سے مصدر ہے اور مأکولات برزن مفعولات کھانے کی اشیاء ہیں۔[2]

نور اللغات میں ماکولات کی لغوی تعریف بیان کی گئی ہے۔

أکل(ع بالفتح) مذکر بمعنیٰ کھانا اور غذا۔أکل حلال مذکر کے معنیٰ میں ہے حلال روزی۔[3]

فیروز اللغات میں بیان کیا جاتا ہے کہ مأکولات کا لفظ أکل سے ہے،أکل اکلاً وماکلاً کھانا کے معنیٰ میں ہے۔[4]

اور اسی سے مأکل ہے مَأکِلٌ بمعنی خوراک۔کھانا،مأکل کی جمع ہے مأکول مآکِلٌ بمعنیٰ جو چیز کھائی جائے۔

القاموس الوحید میں مأکولات کو لغوی اعتبار سے یوں بیان کیا ہے:

المأکل بمعنیٰ کھائی جانے والی چیز[5]

اور المأکول بمعنیٰ کھانے کے قابل چیز، کھانا(ج)مأکولات اسی طرح مأکولات بمعنیٰ کھانے کے قابل اشیاء ہیں۔

المورد میں منیر بعلبکی ماکولات کو یوں بیان کرتے ہیں،

مأکول: eatable

۱) أکل الطعام eating meal[6]

جامع مفہوم کے مطابق مأکولات بمعنیٰ کھانے کے قابل اشیاء، محرّمہ حرام سے ہے حرام کی گئی اشیاء۔

مأکولات محرّمہ۔کھانے کی حرام کی گئی اشیاء وہ اشیاء جن کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

---

(۱) جامع الغات، عبد المجید، جامع اللغات کمپنی، ج۱، ص۲۲۷

(۲) قاموس القرآن، قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، جولائی ۱۹۷۸، دارالاشاعت کراچی، ص۸۱

(۳) نور اللّغات، ص ۳۴۰

(۴) فیروز اللّغات، ص۱۶

(۵) القاموس الوحید، مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی، جون ۲۰۰۱ء، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۱۳۰

(6). al.mawrid.munir balbiki,2001,darul,elm bait ul,lebanon,pg 30

ڈاکٹر ایف اسٹینگاس کی ڈکشنری کے مطابق:

أکل[1] akala-t,eating;ukl,food ma'kal,eat,consume.

رچرڈسن ڈکشنری میں ماکولات کو یاں بیان کیا گیا ہے:

آکل،[2] an eater,maakulat;eatable things.

المنجد فی اللغۃ میں ماکولات کی یوں بیان کی جاتی ہے:

أکل:أکل۔أکلاومأکلا الطعام بمعنیٰ تناولہ[3]

مدّ القاموس میں ماکولات کی تعریف مذکور ہے:

مؤاکلۃ؛[4] Things to eat.

اہمیت:

شریعت نے زندگی کے تمام اصولوں اور فرعی احکام ومسائل کو بیان کیا ہے،اللہ نے حلال جانوروں میں انسان کے لیے فائدے رکھے ہیں اور جن جانوروں میں کوئی جسمانی یا روحانی مضرّت نہیں ہے انہیں کو انسان کے کھانے کے لیے اجازت دی ہے اور جن جانوروں کا گوشت انسان کے لیے مضر ہے خواہ جسمانی طور پر کہ اس سے انسان کے بدن میں بیماری کا خطرہ ہے یا روحانی طور پر اور اس سے انسان کے اخلاق اور قلبی کفیات خراب ہونے کا خطرہ ہے۔[5]

اللہ نے ایسی ہی جانوروں کو اور کھانے کی اشیاء کو انسان کے مفاد کی غرض سے حرام قرار دیا ہے۔

ماکولات محرّمہ کی حرمت کی انسانی زندگی میں ہر لحاظ سے بہت اہمیت ہے یہ محرّمات جسمانی،سماجی،مالی،ہر اعتبار سے انسان کے لیے نقصان دہ ہیں،ان مضرّات کے جاننے سے ماکولات محرّمہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے،

انسان دوسرے جانوروں کی طرح نہیں ہیں کہ انسان کا مقصد زندگی میں کھانے،پینے،سونے،جاگنے،اور جینے مرنے تک محدود ہے انسان کو قدرت نے اشرف المخلوقات مخدوم کائنات خاص مقصد سے بنایا ہے اور وہ مقصد پاکیزہ اور حلال اشیاء و

---

(1)A leaner's Arabic_English dictionary,pg.69

(2)Persian_Arabic,English dictionary, ,pg.143

(۳)المنجد فی اللغۃ،الطبعۃ السابعۃ والثلاثون،ص 85

(4)مدّ القاموس,part 1,pg.71

(۵)معارف القرآن،ج ۳،ص ۲۸

اطوار کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا انسانیت کا دارو مدار انسان کے اخلاق اور اعمال صالحہ پر ہے اور تو ضروری ہے کہ تمام خبائث و مضرّات اور گندی اشیاء سے انسانوں کو پرہیز کرایا جائے۔ کیونکہ ایسی مأکولات انسان کے اطوار و اخلاق پر برا اثر ڈالتے ہیں، مأکولات محرّمہ کی اہمیت اور مصالح حرمت انسان کے اعمال صالحہ اور حسن اخلاق و اطوار سے پتہ چلتے ہیں کیونکہ حرام سے انسان کے بدن کا جزو بنے گی تو وہ انسان کو انسانیت سے دور اور شیطانیت سے قریب کر دے گی،

قرآن پاک میں ارشاد ہے،

﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ (۱)

اے رسول پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ (۲)

عمل صالح کے ساتھ حلال اشیاء کا حکم دیا گیا کیونکہ محرّمات عمل صالح کو ختم کر دیتے ہیں بالخصوص گوشت جو انسان کے جسم کا حصّہ بنتا ہے اسی لئے احتیاط کی ضرورت ہے کہ مضر اور فاسد گوشت جسم میں داخل نہ ہو اسی لیے ماکولات محرمہ کی حرمت کو اہمیت حاصل ہے۔

مأکولات محرّمہ سے طبع سلیم نفرت کرتی ہے اہل دانش اسے انسان کی شایان شان تصور نہیں کرتے۔ (۳)

حرام کھانے انسان کی نفیس طبیعت کو ناپسند ہوتے ہیں، حرام کھانوں کی حرمت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی ذہن سازی کے ذریعے طیب اور پاک اشیاء کی طرف مائل کروایا کہ مسلمان ایک طیّب قوم ہے اور ان کا رب طیّب ہے، دین اسلام طیّب ہے اور مسلمان طیّبات کا نمائندہ ہے تو تمام اشیاء طیّب استعمال کرے تاکہ روح کی صفائی کا حصول ہو۔

مأکولات محرّمہ سے پرہیز کرنے سے انسان میں اللہ کی اطاعت اور دین کی پاسداری کی قوّت وصفت پیدا ہوتی ہے، حرام مأکولات کی آیت (مائدہ:۳) یوم عرفہ ۱۰ ذی الحجہ کو نازل ہوئی اس دن اشیاء خورد و نوش کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو ضابطے تمہیں دیے جارہے ہیں ان پاسداری ہی کامل دین کی علامت ہے۔ (۴)

اسلام زندگی کا ایک مربوط نظام پیش کرتا ہے اور اس مربوط نظام کا بنیادی اصول مسلمانوں کو گندی اور خبیث چیزوں چاہے ظاہری گندگی ہو یا باطنی سب سے دور کرتا ہے،

---

(۱) المومنون:۵۱

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۴۳۶

(۳) اسلام میں حلال و حرام، ص ۵۲

(۴) جمال الفرقان، پروفیر محمد عبد الاعلیٰ دارانی، دار البلاغ لاہور، ص ۹۹

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾[1]

ہر پاک چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور گندی چیزیں حرام کردی گئی ہیں۔[2]

ماکولات محرّمہ انسان کی صحت، دین، اخلاق، اور عقل کی بربادی ہے اور مفسد ایمان ہے، انہیں مصالح اس کی حرمت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے خالق حقیقی کو انسان کی منفعت عزیز ہے۔ جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان میں ظاہری اور باطنی نجاست وخبائث کا پہلو ضرور موجود ہوتا ہے اور انسان کی عقل اس سے ماوراہے۔[3]

حرام ماکولات سے پرہیز وگریز میں انسان انتفاع حاصل کرسکتا ہے اسی لیے اس کی حرمت اہمیت کی حامل ہے۔

---

(۱) اعراف، ۱۵۷

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۲۱۰

(۳) فتاوی صراط المستقیم، مولانا محمود احمد میر پوری، اکتوبر ۱۹۹۹ء، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور، ص ۵۰۸

مبحث دوم

مأکولات محرّمہ قرآن کی روشنی میں

مبحث دوم

ماکولاتِ محرّمہ قرآن کی روشنی میں

کھانے کی حرام اشیاء کے سلسلہ میں قرآن مجید میں صریح احکامات بیان کیے گے ہیں،

ارشاد خداوندی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ [۱]

ترجمہ: تم پر حرام کیے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام قربان کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور جو کسی ضرب سے مر جائے اور جو اونچائی سے گر کر مر جائے اور جو کسی ٹکر سے مر جائے اور جس کو کوئی درندہ کھالے سوائے اس کے کہ جس کو ذبح کر ڈالو اور جو پرشش گاہوں پر ذبح کیا جائے۔[۲]

ماکولات محرّمہ کے سلسلے میں قرآن مجید کی یہ آیت سب سے زیادہ جامع اور احکام میں واضح ہے، اللہ نے تمام مسلمانون کو زمین کے وسیع دستر خوان سے پاک چیزوں کو نوش کرنے کی دعوت دی اور حرام اشیاء کو بیان کرتے ہوئے حکم دیا کہ شیطان کی راہوں سے بچتے ہوئے حرام اشیاء نہ کھائیں اور محرّمات بیان کر دیے۔

سورۃ البقرۃ میں مومنوں کو اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[۳]

ترجمہ: بے شک اس نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام کر دیا ہے البتہ جو شخص مجبور ہو جائے اور اس کا خواہش مند نہ اور نہ حد ضرورت سے تجاوز کرنے والے ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے ولا ہے۔[۴]

۱۔ المائدۃ:۳/۵

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۳۱

(۳) البقرۃ:۱۷۳

(۴) م ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۳

سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں ماکولات محرّمہ کی چار اصناف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی چیز کو اللہ نے حرام نہیں ٹھہرایا ہے۔

ماکولات محرّمہ کے سلسلے میں سورۃ الانعام میں ذکر کیا گیا۔

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۱)

ترجمہ: کہو جو وحی میرے پاس آتی ہے اس میں کوئی ایسی چیز کسی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو سور کا گوشت ہو کہ یہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں کچھ کھالے بغیر اس کے وہ اس کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کرنے والا ہو تو تمہارا رب بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (۲)

سورۃ النحل میں ماکولات محرّمہ کے بارے میں ارشاد ہوا،

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۳)

ترجمہ: بے شک اس نے حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور سؤر کا گوشت اور ہر وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اس میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ گناہ کرنے والا نہ ہو یا حد سے نکلنے والا ہو پس بے شک اللہ بخشنے ولا اور مہربان ہے۔ (۴)

قرآن میں مذکور محرمات

ان آیات کے اعتبار سے دس محرمات بیان کیے گئے ہیں اجمالاً چار اور مفصلاً دس، خون، مردار، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ اور مفصلاً، منخنقة، موقوذة، متردیة، نطیحة، درندوں کا پھاڑ کھایا ہوا گوشت یہ سب مردار کے حکم میں ہیں اور استھانوں پر ذبح کیا ہوا جانور غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کے حکم میں شامل ہے۔

---

(۱) الانعام۔ ۱۴۵

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۸۰

(۳) النحل۔ ۱۱۵

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۴۹

(۱)مردار(المیتۃ)

روح المعانی میں المیتیة کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

مالم یذبح ذبحا شرعیا

ترجمہ: جس کو شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے۔ [۱]

وہ جانور جس کے حلال ہونے کے لیے ازروئے شرع ذبح کرنا ضروری ہے مگر وہ بغیر ذبح کے کسی بیماری یا طبعی موت سے مر جائے۔ [۲]

مردار ہر وہ جانور ہے جس کے کھانے کے مباح ہونے کے لیے ذبح کرنا فرض ہے مگر وہ بغیر ذبح (اختیاری یا غیر اختیاری) ویسے ہی مر گیا ہو خواہ اپنی موت مرا ہو یا بغیر شرعی ذبح کیے ہوئے مرا ہو، یہ مردار حرام ہے۔ [۳]

تفسیر نمونہ میں آیت اللہ ناصر لکھتے ہیں:

حرام جانوروں کی حرمت کا ایک فلسفہ ہے کہ ان سے کافی مقدار میں خون نہیں نکلتا جب تک گردن کی اصلی رگیں نہ کاٹی جائیں اور خون طرح طرح کے جراثیم کا مرکز ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں ایسے گوشت میں زہریلا پن ہوتا ہے۔ [۴]

اللہ نے خبائث اور نجس مأکولات کو حرام کیا اور جن جانوروں میں کوئی جسمانی یا روحانی مضرّت نہیں ہے ان کو طیّب اور حلال اور انسانوں کے لیے مضر صحت و مضر قلب اشیاء کو کھانے کے لیے حرام قرار دیا،

قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ [۵]

اور ان پر گندی (خبیث) اشیاء حرام کی گئی ہیں۔

نص شرعی کی روشنی میں مردار اور مأکولات محرّمہ خبائث ہیں اور خبائث کو اسلام نے حرام کیا ہے۔

مردار کے تمام وہ اجزاء جن میں موت سرایت کرتی ہے جن سے زندگی اور موت کا تعلق ہے حرام ہیں۔

---

(۱) روح المعانی، محمود آلوسی البغدادی، ۱۴۲۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ج۳، ص ۲۸۷

(۲) معارف القرآن، ج۱، ص۴۱۷،

(۳) احکام القرآن، مولانا محمد جلال الدین قادری، جولائی ۲۰۰۳ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ج۳، ص ۳۴

(۴) تفسیر نمونہ، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، مصباح القرآن، لاہور، ج۲، ص ۳۰۱

(۵) الاعراف: ۱۵۷

ب)خون(والدم)

المائدہ کی آیات مذکورہ(مأکولات محرّمہ)خون کو حرام اور نجس قرار دیا گیا،سورۃ الانعام میں اس کے ساتھ مسفوح یعنی بہنے والا ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔روح المعانی میں آلوسی الدم کی تعریف یوں کرتے ہیں:

المسفوح منه وكان اهل الجا هلية يجعلون فى المبا عر و يشو نه و يا كلو نى واما الدم غير المسفوح فمباح[1]

ترجمہ: بہنے والا خون اور اہل جاہلیت بھوک میں اس کو نکالتے اور کھاتے تھے اور وہ جو بہتا نہیں ہے وہ جائز ہے۔

الاستاس فی التفسیر میں سعید حوی فرماتے ہیں:

اى المسفوح حرام و ما يبقى فى العروف بعد الذبح فهذا مباح[2]

ترجمہ: بہنے والا خون حرام ہے اور جو خون ذبح کرنے کے بعد رگوں میں باقی رہ جائے وہ جائز ہے۔

بہتے ہوئے خون کی حرمت اور نجاست پر نص قطعی کے علاوہ اجماع امّت قائم ہے۔

ج)سؤر کا گوشت(تحریم خنزیر)

تیسری چیز جو آیت میں حرام کی گئی ہے وہ لحم خنزیر ہے اور اس میں خنزیر کے تمام اجزاء،ہڈی،کھال،بال،پٹھے ،سب ہی بالا جماع حرام ہیں زمانہ جاہلیت میں چونکہ اس بد جانور کا گوشت ہی کھایا جاتا تھا اسی لیے آیت میں صرف گوشت کا ذکر کیا گیا ہے، خنزیر کا گوشت ذبح کرنے سے بھی پاک نہیں ہوتا کیونکہ وہ نجس العین بھی ہے اور حرام بھی ہے اور اس کے نجس العین ہو وہ گندگی ہے۔

---

(۱)روح المعانی،ج۳،ص ۲۳۱

(۲)الاستاس فی التفسیر،ج۲،ص۱۹

تفسیر التحریر والتنویر میں بیان کیا جاتا ہے:

لحم الی الخنزیر لا یما الی ان المحرم اکل لعمه لان للحم اذا ذکر له حکم فنما یرا د به اکله وعلة تحریم لخنزیر ان لحمه یشتمل علی جراثیم مضرة فاذا وصلت الی سم فاحدثت اضرار عظیمة منها مرض فی المعدة[۱]

ترجمہ: لحم الخنزیز اس لیے حرام کیا گیا ہے کیونکہ لحم کھایا جاتا ہے اور اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ خنزیر کا گوشت بہت سارے جراثیم کا حامل ہوتا ہے جب وہ خون میں پہنچتے ہیں تو بڑا نقصان کرتے ہیں اور معدہ میں بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

د) مردار کی اصناف

ا) غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ

﴿ما اهلّ به لغیر الله﴾

چوتھی چیز جس کو قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے وہ غیر اللہ کے لیے نامزد کیا گیا جانور ہے وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو خواہ وہ کسی ولی کا یابت، شیطان، طاغوت یا کسی اور مخلوق کا بہر حال وہ جانور حرام ہے اس کی حرمت قطعی ہے بوقت ضرورت غیر اللہ کا نام لینا حرام ہے۔[۲]

غیر اللہ کی حرمت میں المائدہ، النحل اور بقرۃ کے ساتھ ساتھ الانعام کی ایک اور آیت بھی ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾[۳]

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور یہ کھانا گناہ ہے۔

ایسا جانور مردار کے حکم میں شامل ہے اور اس کی کسی جز سے انتفاع جائز نہیں ہے۔

غیر اللہ کے ذبیحہ کی حرمت سے مقصود توحید کا تحفظ، عقائد کی تطہیر اور شرک وبت پرستی کے مظاہر کی مخالفت ہے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب تم یہود و نصاریٰ کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے دیکھو تو مت کھاؤ۔[۴]

---

(۱) تفسیر التحریر والتنویر، الجزء الخامس، ص ۲۳

(۲) احکام القرآن، ج ۳، ص ۳۵

(۳) الانعام: ۱۲۱

(۴) تفسیر کبیر۔ فخر الدین رازی، ۱۹۸۱ء، دار الفکر بیروت، ج ۳، ص ۲۰

المنخنقة:

وہ جانور جو گلا گھٹ جانے سے مر گیا ہو یا خود ہی کسی جال وغیرہ میں پھنس کر دم گھٹ گیا ہو یہ بھی مردار کے حکم میں ہے اور حرام ہے۔ تنویر المقیاس میں المنخنقة کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

وهی التی اختنقت بالحبل حتی تموت(۱)

ترجمہ: وہ جانور جو رسی کے ساتھ گلا گھٹنے سے مر جائے۔

تفسیر التحریر والتنویر میں مذکور ہے۔

هی التی عرض لها ما یختنقها وحکمة تحریم المنخفقه ان الموت بانجاس النفس یفسد والدم با نجاس فتصیر اجزاء اللحم المشتمل علی الدم مضرة لاکلة(۲)

ترجمہ: وہ جانور جس کا گلا گھٹ گیا ہو اور اس کی حکمت تحریم یہ ہے کہ اس کی موت سانس گھٹنے کی وجہ سے ہوتی ہے جس سے خون گندا ہو جاتا ہے اور گوشت تک وہ اجزاء پہنچ جاتے ہیں کھانے کے لیے وہ خون مضر ہوتا ہے۔

روح المعانی میں آلوسی لکھتے ہیں:

سدی کے نزدیک وہ جانور جس کا سر لکڑیوں کے درمیان پھنس جائے وہ مر جائے جبکہ ضحاک کے نزدیک جس جانور کے لے میں رسی پھنس جائے اور اس کی موت واقع ہو جائے۔(۳)

ج)موقوذة:

وہ جانور جس کی موت زود کوب کی چوٹ کی وجہ سے واقع ہو، وہ جانور جو ضرب شدید کی وجہ سے ہلاک ہوا ہو جیسے لاٹھی، پتھر وغیرہ سے مارا گیا ہو۔ الجامع لاحکام القرآن میں قرطبی لکھتے ہیں۔

هی التی تر می اور تضرب بحجر اور عصا حتی تموت من غیر تذکیة(۴)

ترجمہ: وہ جانور جو پتھر یا لاٹھی کے پھینکنے کی وجہ سے مر جائے اور ذبح نہ کیا جائے۔

---

(۱) تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۵

(۲) تفسیر التحریر والتنویر، الجزء الخامس، ص ۲۱

(۳) روح المعانی، ص ۲۳۱

(۴) الجامع لاحکام القرآن، الجزء الخامس، ص ۴۲۵

امام قرطبیؒ مزید فرماتے ہیں۔

قتادہ کے قول کے مطابق اہل جاہلیت ایسا کرتے تھے اور جانور کھاتے تھے ضحاک کے قول کے مطابق اہل جاہلیت ایسا کرتے تھے اور جانور کھاتے اور لکڑی کے ساتھ جانور کو اپنے بتوں کے لئے مارتے تھے اور پھر اس کو کھاتے تھے۔

ابو عمر کے نزدیک علماء میں بندوق، پتھر اور تیر کے ذریعے شکار کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ان اشیاء سے ہلاک ہونے والا جانور موقوذہ میں داخل ہے مگر یہ کہ ذبح کر لیا جائے اور تیر دھار کی طرف سے لگے یہی مالک، ابو حنیفہ، النووی اور شافعی کا قول ہے۔ مگر شامی اس سے اختلاف کرتے ہیں جبکہ اوزاعی کے نزدیک تیر دھار کی طرف سے لگے یا نہ لگے شکار کو قتل کر دے موقوذہ ہے۔

امام جصاصؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ

"المقتولة با لبند قة تلک الموقوذة"

بندوق کی گولی کے ذریعے جو جانور قتل کیا گیا وہ ہی موقوذہ ہے اس لیے حرام ہے۔

د)متردية:

وہ جانور جو کسی پہاڑ، اونچی عمارت یا کنویں وغیرہ سے گر کر مر جائے وہ بھی حرام ہے۔ (۱)

زمانہ جاہلیت میں ایسے جانور کو کھالیا جاتا تھا اسلام نے اسے حرام قرار دیا اگر کوئی شکار پہاڑ پر کھڑا ہے اور تسمیہ کے ساتھ تیر اس کی طرف پھینکا گیا اور وہ جانور پہاڑ سے گر کر مر گیا تو اس صورت میں اس کو نہ کھانے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ وہ تیر سے شکار ہوا ہے یا اونچائی سے گر کر خود مرا ہے وہ متردیۃ کے حکم میں داخل ہو گا۔ وہ جانور جو اونچائی سے گر کر اس طرح مر جائے کہ ذبح کی کوئی صورت باقی نہ رہے پس وہ حلال نہ ہو گا۔ (۲)

ہ)نطیحة :

ایک جانور کے حملہ کی وجہ سے دوسرے جانور کی موت واقع ہو جائے جیسے کوئی سینگ والا جانور سینگ مار مار کر ہلاک کر دے اسلام نے اسے بھی حرام قرار دیا ہے۔ جامع لاحکام القرآن میں اس کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے:

و هی الشاة تنطها اخری اغیر ذلک فتموت قبل ان تذکی (۳)

وہ بکری جو دوسری کو سینگ مار کر ہلاک کر دے ذبح ہونے سے قبل۔

---

(۱) الجامع لاحکام القرآن، الجزء الخامس، ص ۴۲۵

(۲) الاساس فی التفسیر، ج ۲، ص ۱۵

(۳) الجامع لاحکام القرآن، الجز خامس ص ۴۲۶

الاستاس فی التفسیر میں سعید حوی لکھتے ہیں

وهی التی ماتت بسبب نطح غیر ها لها فهی حرام و ان جرها القرآن، وخرج منها الدم ، ولو من مذبحا[1]

وہ جانور جو کسی دوسرے جانور کے سینگ لگنے سے مر جائے پس وہ حرام ہے اور اگر سینگ لگنے سے زخمی ہو جائے اور اس سے خون نکل آئے مگر ذبح کر لیا جائے تو حلال ہے۔

اور مزید اس کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

اگر نطیحۃ میں سے درندے شیر، بھیڑیا یا کتا وغیرہ بعض حصہ کھالیں اور پھر شکار مر جائے پس وہ حرام ہے۔

درندوں کا شکار :

سبع :

درندہ وہ جانور جس کو کسی درندہ جانور نے پھاڑ دیا ہو اس سے وہ مر گیا ہو، خواہ وہ درندہ جانور ہو یا پرندہ۔ درندہ جانور نے حلال جانور کو چیر پھاڑ دیا اس کا کچھ حصہ کھالیا مگر کچھ حصہ گوشت باقی رہا زمانہ ءجاہلیت میں ایسا گوشت عرب کھالیا کرتے تھے ایسا گوشت حرام ہے۔

جس حلال جانور کو درندہ نے چیر پھاڑ دیا مگر اس میں زندگی کے کچھ آثار باقی ہوں تو ذبح کر لینے سے جانور کا گوشت حلال ہے۔ شکار کیے گئے جانور میں اس کے ذبح کرنے سے پہلے تک اگر معمولی سی حرکت بھی پائی جائے تو وہ ذبح کے بعد حلال ہے یہی قول جمہور فقہاء ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، احمد کا ہے۔ امام مالک کے نزدیک شکار کیا گیا جانور درندے کے شکار کرنے کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہے ذبح کے بعد حلال ہو گا۔[2]

منخنقة ،موقوذة،متردية،نطيحة،اور درندوں کا چیر پھاڑ کیا ہوا جانوروں میں سے اگر کوئی جانور زندہ پایا گیا اور زندگی کی علامات محسوس کی گئیں اسی حالت میں اس کو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا تو وہ حلال ہے۔[3]

ذکّیتم لفظ ذکاۃ سے ہے ذکاۃ بمعنیٰ پورا ہونا تمام ہونا شرح میں بالقصد اللہ کا نام لیکر حلق اور سینہ بالائی کے درمیان رگوں کا کاٹ کر ابطال حیات کا نام تذکیہ ہے۔

---

(۱) الاستاس فی التفسیر ج۲ص ۱۹

(۲)الاستاس فی التفسیر ج ۲، ص ۱۹

(۳)معارف القرآن،، ج۳، ص ۳۰

وما ذبح على النصب:

نصب وہ پتھر ہے جو کعبہ کے گرد کھڑے کیے ہوئے تھے اور اہل جاہلیت ان کی پرستش کرتے اور ان کے پاس جانور لاکر ان کے لیے جانور کی قربانی کرتے تھے ایسا جانور اسلام نے حرام قرار دیا جو نصب پر ذبح کیا گیا ہو اور بعض کے نزدیک یہ وہ بت ہیں جن کو اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کے لئے نصب کئے جائیں۔ (۱)

امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وجرت عادةالعرب با لضياح با سم المقصود با لذبيحةوغلب ذلک فی استعمالهم حتٰى عبّر به عن النّية اللّتی هی علّة التحريم"

عرب کی عادت تھی کہ جس کے لیے ذبح کرنا مقصود ہو تا ذبح کے وقت اس کا نام بلند آواز سے پکارتے اور یہ رواج ان میں عام تھا یہاں تک کہ ان کی نیت تعبیر کی گئی جو کہ تحریم کی علت ہے ۔ (۲)

ابن زید نے کہا کہ؛

﴿ما اهلّ لغير الله" اور"وما ذبح على النّصب﴾

سے مراد ایک ہی ہے، دونوں قسم کے جانور استھانوں پر ذبح کیے جاتے (۳)

تفسیر ابن کثیر میں علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

کہ عجم اپنے تہواروں کے موقع پر جانور ذبح کرتے تھے اور مسلمانوں کو تحفہ دیتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس دن جو جانور ذبح کیے جائیں اس میں سے نہ کھاؤ۔ (۴)

---

(۱) روح المعانی، ج۳ ص ۲۳۱

(۲) تفسیر قرطبی، امام ابو بکر قرطبیؒ، ۲۰۱۲ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی، ج۲، ص ۳۰۷

(۳) تفسیر مظہری، قاضی محمد ثناء اللہ، اپریل ۲۰۱۰ء، دارالاشاعت کراچی، ج۳، ص ۲۳۸

(۴) تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص ۲۱۱

سورۃ الانعام میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾(۱)

اور تمہارے لیے کون سی رکاوٹ ہے جس کی بناء پر تم اس جانور سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور تمہیں تفصیل بتا دی ہے جو اس نے تم پر حرام قرار دی ہیں البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ۔(۲)

اس آیت کریمہ کی روح سے جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حرام ہے خواہ وہ ذبیحہ ہو یا شکار ہو ان پر اللہ کا نام لینا حلال ہونے کے لیے شرط ہے۔

سورۃ المائدہ میں اللہ کا ارشاد ہے،

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ﴾(۳)

اے ایمان والو: اپنے عہود کی پاسداری کرو تمہارے لیے مویشی حلال کر دیے گئے ہیں مگر یہ کہ جو تمہیں بتا دیئے گئے ہیں اور احرام کی حالت میں شکار حلال نہیں۔

مذکورہ بالا آیت میں انعام سے مراد وہ تمام جانور ہیں جو مویشی کی قسم سے ہوں جو نباتاتی غذا کھاتے ہوں اور جن کی کچلیاں نہ ہوں اس آیت سے درندوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

---

(۱) سورۃ الانعام:۱۱۹/۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۷۶

(۳) سورۃ المائدۃ:۱/۵

فصل دوم

سماجی اور معاشرتی اثرات

فصل دوم

سماجی اور معاشرتی اثرات

حیوانات محرّمہ کے بارے میں لوگ اعتدال سے دوراور قانون فطرت سے بغاوت کرتے ہیں چہ جائیکہ اللہ نے حیوانات محرمہ کو اصول مفاد کے تحت مسلمان پر حرام قرار دیا ہے انسان کی یہ بے اعتدالی اور غیر متوازن طبیعت انسان کے لیے ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے اور غذا کی یہ افراط و تفریط اور ماکولات محرّمہ کا استعمال انسان پر سماجی اور معاشرتی اعتبار سے برا اثر ڈالتا ہے، انسان پر اخلاقی اعتبار سے ان حیوانات وماکولات کے بدترین اثر کی وجہ سے معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

اسلام انسان کی انتہائی نجی زندگی سے اس طرح محبت کرتا ہے کہ اس کی پاکیزگی اور صفائی یقینی ہو جائے اس طرح کہ اسے صحت بخش اور پاکیزہ غذا مہیّا کی جائے تاکہ مسلمانوں کا قلب و ذہن پاک رہے اور منفعت بخش نتائج ملیں پاک اور صحت مند قلب و ذہن صحت مند اخلاق و کردار کے حامل افراد ہی صحت مند معاشرہ بناتے ہیں اور پاکیزہ کردار اور پاکیزہ معاشرے کا انحصار پاکیزہ غذا پر منحصر ہے،

ماکولات محرّمہ کے خبیثہ اوصاف انسان کے وجود میں بس جاتے ہیں جس سے وہ معاشرہ اخلاقی اعتبار سے تنزّلی کا شکار ہو سکتا ہے۔ جیسے خنزیر میں بے شرمی کی صفت پائی جاتی ہے درندوں میں کینہ، بے حسی اور سختی، لومڑی میں چالبازی وغیرہ جیسی صفات مشہور ہیں یہ انسان کے وجود میں آنے سے معاشرے میں فساد برپا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید نے انہی خبائث اوصاف سے انسان کو محفوظ رکھنے کے لیے اور صحت مند معاشرہ کے قیام کے لیے ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[1]

ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔

غذائے خبیثہ سماجی اور معاشرتی فساد کا سبب بنتے ہیں، حلال اور پاک اغذیہ کے معاملے میں اسلام معقولیت اور اعتدال کے اصولوں پر سنجیدگی سے کاربند ہے اور ماکولات میں وہ تمام اشیاء ممنوع قرار دی ہیں جن میں انسانی معاشرے کا نقصان ہے ماکولات محرّمہ کی ممانعت کوئی من مانا اور بے قاعدہ فعل یا اللہ کا کوئی آمرانہ فیصلہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسی مداخلت ہے جو انسانی معاشرہ کے بہترین مفاد میں ہے اور جب قرآن ماکولات کی اشیاء کو برا، ناپاک اور مضر بتاتا ہے تو اس کی محتاط نظریں انسانی اخلاقیات اور معاشرہ کی صحت، دولت اسکے تقویٰ اور عام زندگی میں اسکی روش پر رہتی ہے۔

---

(۱) الاعراف:۱۵۷

قدرت الٰہی کی اس مداخلت کے پیچھے متعدد اسباب ہیں اور وہ سماجی ،معاشرتی ، عقلی ،اخلاقی ،روحانی ،جسمانی اور اقتصادی ہیں اور اسکا ایک خاص مقصد انسان کو یہ بتانا ہے کہ وہ کس طرح زندگی میں ایک دیانتدارانہ روش اختیار کرکے اپنی نشوونما کرسکتا ہے تاکہ وہ خاندان کے اور پھر معاشرے کے اور بالآخر تمام انسانیت کے وسیع ڈھانچے میں ایک صحت مند اکائی کی حیثیت سے اپنی جگہ بنا سکے اور ماکولات محرّمہ کے استعمال سے انسان خود صحت مند نہیں رہتا اور پاک قلب وذہن کا حامل نہیں ہو تو وہ معاشرے کو صحت مند بنانے میں کردار ادا نہیں کرسکتا۔

حرام کھانے سے سماج میں حرام مال اور حرام اشیاء کو فروغ ملتا ہے اور گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے کیونکہ حرام اشیاء کھانے والا حلال اور حرام میں تمیز کرنا کھو دیتا ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام غذا کھاتا ہے اسکا تمام گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے وہ چاہیے خواہ نہ چاہے اس معاملہ میں وہ لاچار ہے۔ (۱)

اور اس صورت میں معاشرہ سے کلی طور پر گناہ اور ثواب، حلال اور حرام کی تمیز مفقود ہو جاتی ہے باطن ماکولات محرمہ کی خباثت کی سیاہ ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے ظاہراً تمام برائیاں جنم لیتی ہیں، اور معاشرہ برائیوں کا مجموعہ بن سکتا ہے۔

اسلامی نظریہ حیات میں پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

اسلام نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اگر ان کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جو یا تو فرد یا معاشرے کی جسمانی ،اخلاقی اور معاشرتی زندگی کو مجروح کرتی ہیں یا انسانوں کے درمیان حقیقی تعاون ،مساوات، آزادی جدوجہد، عدل وانصاف، اور قسط وتوازن کا قیام مشکل کر دیتی ہیں۔ (۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (۳)

ترجمہ: پس جو چیزیں تم کو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو بشرطیکہ تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (۴)

اسلامی معاشرے کی بنیاد اعلیٰ اخلاق وکردار اور پاکیزہ اطوار پر ہے اور پاکیزہ اطوار پاکیزہ غذا سے استوار ہوتے ہیں۔

---

(۱) اکسیر ہدایت از کیمیائے سعادت، ابوحامد محمد الغزالی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۱۷۵

(۲) اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف تالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی ۱۹۷۹ء، ایڈیشن، ص ۴۵۶،

(۳) النحل: ۱۱۴/ ۱۴

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۴۸

پروفیسر رفیع اللہ شہاب لکھتے ہیں:

دین اور اسلامی معاشرے کا ماخذ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تعلیمات تھیں اور ان معاشروں کو قائم کرنے والوں نے اپنے آپ کو احکام خداوندی کے آگے جھکا دیا اور علت معلوم کرنے کی کوشش نہ کی اور دوسرے معاشروں نے ان احکامات کی غرض معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن عمل کرنے میں ناکام رہے ایسے معاشرے ہر دور میں ناقص رہے۔ [1]

ناقص معاشرہ کی بنیاد اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے اور انسان پر ماکولات محرّمہ کی حرمت و حکمت میں ایک حکمت ان کے بدترین سماجی اور معاشرتی اثرات ہیں۔

ماکولات میں سے حیوانات محرّمہ کے چند نجس اوصاف کو مولانا خالد [2] یوں بیان کرتے ہیں۔

ان حیوانات میں درندوں، سانپ اور بچھو وغیرہ کی کینہ پروری اور ریشہ زنی معروف ہے گدھے میں حماقت ضرب المثل ہے، خنزیر میں جنسی بے اعتدالی و ہوسناکی کا اثر اس معاشرہ میں جنسی جرائم اور بے اعتدالی کو جنم دیتا ہے کتے کی حرص اور قناعت و استغناء سے محرومی لوگوں میں لالچ کو فروغ دیتی ہے، چھپکلی اور بعض حشرات الارض معاشرہ میں بیماریوں کا سبب بن کر لوگوں کو کمزور کر دیتے ہیں بندر کی بے شرمی، لومڑی کی چال بازی، گیدڑ کی بزدلی سماجی اعتبار سے لوگوں میں بے شرمی چال بازی اور بزدلی جیسی بری صفات پیدا کرتے ہیں۔ [3]

یہ تمام اوصاف بے شرمی، حرص بے حیائی، جنسی بے اعتدالی، بزدلی، ہوسناک، بیماریاں، حماقت وغیرہ ایک کمزور اور ناقص معاشرہ کی نشاندہی کرتے ہیں اور حیوانات محرّمہ سے انسانوں میں یہ تمام صفات پیدا ہوتی ہیں جو کہ معاشرہ میں برائیاں اور جرائم کو جنم دیتی ہیں جس سے سماجی کمزوریاں سہل انداز میں نمودار ہوتی ہیں۔

خنزیر سے پیدا ہونے والی جنسی بے اعتدالی بے شرمی اور بے حیائی سماج میں جنسی جرائم اور قانون کی خلاف ورزی پھیلاتے ہیں لوگوں میں حیوانوں کی طرح آزاد جنسی زندگی گزارنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں غلیظ ذہن کے حامل قوموں کے آزاد جنسی عمل کو درست سمجھا جانے کی وجہ سے حیاء، شرم، حجاب اور انسانی شرف و وقار کو دقیانوسی عمل سمجھنے کا رجحان طاقتور صورت اختیار کر جاتا ہے۔

---

(۱) اسلامی معاشرہ، رفیع اللہ شہاب پروفیسر، ۱۹۸۸ء، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ص ۴۹

(۲) مولانا خالد سیف رحمانی نومبر ۱۹۵۶ میں بہار انڈیا میں پیدا ہوئے بہت بڑے اسلامی اسکالر اور آل انڈیا مسلم لاء بورڈ کے بانی تھے۔ قرآن، سنت اور شریعت میں مسلمانوں کی جدید مسائل میں رہنمائی کی۔ اہم کتابوں میں علم اصول حدیث، فقہ القرآن، جدید فقہی مسائل مشہور ہیں۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

(۳) حلال و حرام، خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، مئی ۲۰۱۵ء، زمزم پبلشرز کراچی، ص ۱۲۲

اسی طرح ان حیوانات کے اثر میں کتّے کی حرص کی وجہ سے معاشرے میں حرص و طمع کی برائی پیدا ہوتی ہے اور حرص سے انسان کی ضرورتوں کا حصار اور دائرہ وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور لالچی انسان اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے تمام حدود اور قانون داروں کو پھلانگ جاتا ہے جو معاشرہ میں جرائم اور قانونی بگاڑ کا سبب پیدا کرتے ہیں۔

حرص کی برائی کو مولانا ہارون بیان کرتے ہیں،

لالچی فرد و حریص معاشرہ حلال و حرام کی تمیز کو کھو دیتا ہے ایسا فرد اور معاشرہ اپنے پست اور ادنیٰ مقصد کے لیے خون ریزی اور سفاکی سے بھی گریز نہیں کرتا اس ایک اخلاقی رذالت کی وجہ سے معاشرہ میں سینکڑوں برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں حسد، بخل، قطع رحمی، خیانت، بزدلی، بدگمانی اور عداوت کے شعلوں میں حریص انسان جھلستا رہتا ہے۔ [1]

ماُکولات محرّمہ کے استعمال کی وجہ سے ایسی رذیل صفات کے پیدا ہونے اور حلال و حرام کی تمیز کے ختم ہونے سے معاشرے میں اخلاق کی پر اقدار کو پامال کیا جارہا ہے اور انسانیت کے ہر شرف کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور ہمارا وہ اسلامی معاشرہ جو نور ایمان سے منور اور اللہ بتائے ہوئے حلال راستے اور روزی پر قانع ہونا چاہیے ،فسق و فجور کی طرح مائل ہو گیا ہے اسلامی معاشرہ کا مطالبہ ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں:

درندہ جانور جو اپنے شکار کو پنجوں سے نوچ کر کھاتا ہے سنگدلی اور بے باکی ضرب المثل ہے یہ وہ حیوانات ہیں جن کی فطرت لوگوں کو اذیت پہنچانا اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں چھیننا ہے، وہ القائے شیطان کو قبول کرتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں، حیوانات محترمہ میں گدھا ہے جو بے وقوفی (ضد اور ہٹ دھرمی) میں اور ذلّت کی زندگی بسر کرنے کے لحاظ سے ضرب المثل ہے بعض اوصاف میں شیاطین کی مانند ہے ان حیوانات کا گوشت مزاج انسانی کے خلاف ہے۔ [2]

ماُکولات محرّمہ میں اعتدال کی صفت نہ ہونے اور ایسے اوصاف رذیلہ معاشرتی طور پر انسان کو شیطانی افعال اور حرکات کی طرف مبذول کرواتے ہیں اور سماجی معاشرہ فتنہ وفساد کا شکار ہو جاتا ہے اور اسلامی معاشرے میں فیصلے اور احکامات اللہ کے قانون کے مطابق رائج نہیں ہوتے کیونکہ ماُکولات محرّمہ کے حرام کرنے کا حکم اللہ کی طرف سے رائج ہوا اور یہ تمام احکامات ایک منظم معاشرے کی بنیاد رکھنے اور معاشرے کے اجتماعی تعلقات کی حدود وقیود باعتبار زندگی کے ہر پہلو کے تھے۔

---

(۱) تعمیر معاشرہ اور ہماری ذمّہ داریاں، محمد ہارون معاویہ، مولانا، اگست ۲۰۰۶ء، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۵۳

(۲) حجۃ اللہ البالغۃ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، دسمبر ۱۹۸۳ء، قومی کتب خانہ لاہور، حصّہ دوم، ص ۱۹ے

تفسیر فی ظلال القرآن میں بیان کیا جاتا ہے:

قابل ذبح جانوروں میں تحلیل و تحریم، مختلف چیزوں میں سے حلال و حرام، مختلف جگھوں میں سے حلال و حرام کی حدود و قیود سب کی سب عقود ہیں یہ تمام عقود اور عہد و پیان ایمان کی بنیاد پر قائم ہیں (معاشرہ میں) عقود اور بندشوں پوری طرح پابندی کرو یہی ایمان کا تقاضا ہے۔[1]

اللہ کے احکامات اسلامی معاشرے و سماج کی حدود و قیود ہیں اور حرام کھانے سے معاشرہ ہر ایک اثر یہ بھی پڑتا ہے کہ اسلامی قوانین اور حدود کی خلاف ورزی اور اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے زندگی کے تمام ضوابط اس ایمان عقیدہ اور پابندی عقود پر استوار ہوتے ہیں یہی احکامات اور امور وہ ضابطۂ حیات استور کرتے ہیں جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾[2]

اے ایمان والو! بندشوں کی پوری پابندی کرو۔

حرام غذا کا استعمال انسان میں خواہشات نفسانیہ کے تابع کر دیتا ہے اللہ کے احکامات میں مأکولات محرّمہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ انسانوں کے لیے مصلحت مفاد پوشیدہ کیے اسی وجہ سے آج مغربی معاشرے میں ان حیوانات کی وجہ سے جنسی بے راہ روی، قانون کی خلاف ورزی اور بے سکونی کا ماحول پیدا ہو چکا ہے اور یورپ کے لوگ اپنے نفس کے تابع ہیں اور مغربی معاشرہ برائیوں کا مجموعہ ہے جن علاقوں میں خنزیر پالا جاتا ہے اور اسکا گوشت استعمال کیا جاتا ہے وہاں بے راہ روی اور جنسی جرائم میں بے تحاشا اضافہ پایا گیا ہے کیونکہ خنزیر کے جسم میں بے شرمی کی صفات پائی جاتی ہیں جو کہ انسان پر اپنا اثر کرتی ہے اور انسانوں کی وجہ سے تمام معاشرہ بے حیائی اور بے راہ روی کی زد میں آجاتا ہے۔

تفسیر عثمانی میں بیان کیا گیا ہے:

خنزیر بے غیرتی، بے حیائی اور حرص اور رغبت الی النّجاسات میں سب جانوروں میں پڑھا ہوا ہے اور اسی لیے اللہ نے اس کی نسبت فانّہ رجس فرمایا ہے بلاشک نجس العین ہے۔[3]

حیوانات محرّمہ انسانی معاشرے میں بے غیرتی جیسی صفات بھی پیدا کرتے ہیں جو انسان کی شخصیت اور معاشرے کے منصب کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔

---

(۱) تفسیر فی ظلال القرآن، معروف شاہ شیر ازی، سید، جنوری ۱۹۹۷ء، ادارہ منشورات اسلامی لاہور، ج ۲، ص ۴۱۵

(۲) المائدۃ: ۱/ ۵

(۳) تفسیر عثمانی، شبیر احمد عثمانی، مترجم محمود الحسن، ۲۹۹۳، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ج اوّل، ص ۱۲۰

حافظ ابن حجرؒ ان ماکولات محرّمہ اور انسانی معاشرے کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:
جہاں بے حیائی اور بے غیرتی پائی جائے گی وہاں گناہ ضرور پائے جائیں گے جو انسان کی شخصیت کو مجروح کرتے ہیں انسانی غیرت مردہ ہو جاتی ہے شرم وحیا کا جوہر فنا ہو جاتا ہے بے حیائی اور بے غیرتی یہ دونوں گناہ کا خاصہ ہیں۔ (۱)
قرآن پاک میں ارشاد ہے؛

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴾ (۲)

اور جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے فعلوں سے ہے اور وہ بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (۳)

سماجی اور معاشرتی ان تمام مضر رساں اثرات سے بچاؤ ماکولات محرّمہ سے گریز میں پنہاں ہے۔

---

(۱) معاشرے کی روحانی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج، احمد بن حجر، مترجم نصیر احمد علی، ۱۹۸۸ء، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، ص ۴۳
(۲) سورۃ الشوریٰ: ۲۵/۳۰
(۳) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۶۲۲

فصل سوم

نفسیاتی اور جسمانی اثرات

فصل سوم

نفسیاتی اور جسمانی اثرات

قرآن مجید میں کھانے کے لیے جن اشیاء کو حرام قرار دیا گیا ہے اس کے کھانے سے جسم پر برے اثرات پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور ان میں ایسے جراثیم اور وائرس ہوتے ہیں جو کھانے والے کے جسم میں داخل ہو کر اسے بیمار کر دیتے ہیں۔

خنزیر، جانوروں کا خون، درندے، درندوں کے کھائے ہوئے جانور وغیرہ جن کا کھانا انسان کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور انسانی مفاد ہی ان محرّمات کی حرمت کی حکمت ہے۔

مردار کے گوشت میں ایک اہم مسئلہ خون کا ہے:

جانور کو جب ذبح کیا جاتا ہے تو اس کے جسم کا سارا خون نکل جاتا ہے جبکہ مردار کے جسم میں اس کا سارا خون اس کے اندر موجود ہوتا ہے گوشت میں کیمیاوی طور پر ایسے زہریلے عناصر پید ہوتے ہیں جن کا استعمال تندرستی کے خلاف ہے اسی طرح تمام محرّمات خورد ونوش انسان کے لیے طبعی اعتبار سے مضرّ صحت ہوتے ہیں،

جسمانی اثرات:

اللہ نے حرام اشیاء کے کھانے سے انسان کو اسی لیے روکا ہے کیونکہ یہ اشیاء انسان کے لیے متعدد خطرات کا باعث بنتے ہیں قرآن مجید نے خون کو حرام کیا ہے اگر کوئی انسان خون پیے گا تو خون اس کے معدہ میں جا کر جم کر وہاں ہضم کرنے والے جوہروں کو بھی ناکارہ کر دے گا اسیطرح خون نہ ہضم ہوتا ہے بلکہ اپنے بعد آنے والی غذا کو بھی ناقابل ہضم بنا دیتا ہے۔[۱]

انسانی جسم میں خون کو ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی خون میں جراثیم ایک ہی دن میں کروڑوں کی تعداد میں بڑھ جاتے ہیں اس لیے خون کا استعمال متعدد خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔

اسلام نے سور کے گوشت نجس اور مضر صحت ہونے کی وجہ سے حرام کیا ہے سور کو تمام بیماریاں لاحق ہوتی ہیں جو انسانوں کو ہو سکتی ہیں، مثلاً اس کے خون کی نالیوں میں چربی آتی ہے اسے دل کا دورہ پڑتا ہے بلڈ پریشر بھی ہوتا ہے ہیضہ ہوتا ہے چیچک نکل آتی ہے جلدی بیماریاں ہوتی ہیں اس کی آنتوں میں متعدد اقسام کے طفیلی کیڑے پرورش پاتے ہیں جن کے انڈے مکھیوں کے ذریعے سے قریب کے لوگوں تک چلے جاتے ہیں۔[۲]

---

(۱) سنّت نبوی اور جدید سائنس، محمد طارق محمود چغتائی، دسمبر ۲۰۰۳ء، دار الکتاب اردو بازار لاہور، ج اوّل، ص ۴۰۹

(۲) سنت نبوی اور جدید سائنس، ص ۴۰۰

سور میں طفیلی کیڑوں کی ایک قسم Taenia solium موجود ہوتی ہے یہ گوشت میں جا کر اپنے گرد ایک حفاظتی دیوار بنا لیتا ہے تو پھر کسی دوائی کے ذریعے بھی اس تک پہنچنا ممکن نہیں رہتا یہ کیڑے جسم میں مسلسل درد، ورم اور اکڑن پیدا کرتے ہیں،

سؤر کے گوشت کی ممانعت کی سائنس نے متعدد وجوہ ڈھونڈلی ہیں اور سائنسدان اللہ کے اس واضح حکم کی تائید کرتے ہیں جو اس نے قرآن کی اس آیت میں دیا ہے۔[۱]

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ﴾[۲]

ترجمہ: بے شک کہ اللہ نے تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام کر دیا ہے،

مشہور جرمن میڈیکل سائنسدان ہینز ہائزک ریگوگ (hans heinrickweg) نے سؤر کے گوشت میں ایک عجیب قسم کی زہریلی میروٹین سٹوکین (sutoxin) کی نشاندہی کی ہے جس سے کئی قسم کی الرجی والی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ زہر اس قسم کی الرجی والی بیماریوں مثلاً ایگزیما اور دمہ کے دورے کا باعث بنتی ہیں اگر سٹوکسین کی مقدار کم بھی ہو تو بھی اس سے تھکاوٹ اور جوڑوں کا مرض لاحق ہوتا ہے۔

خنزیر کے گوشت میں ایک عنصر میوکو پولائزک چیرائڈ (mucopolysac charides) کافی زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے اور چونکہ اس میں گندھک (سلفر) ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے جوڑوں کی بہت سی بیماریاں پیدا کو جاتی ہیں۔

سؤر میں بڑھنے کے عمل میں تیزی پیدا کرنے والے ہارمون کثیر مقدار میں مرکوز ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے گوشت کے عادی لوگوں کے جسم کے عجیب بدنما اور عیب زدہ ہئیت ہو جاتی ہے۔

سؤر کے گوشت کے ذریعے ایک اور خطرناک بیماری شیپ وائرس (shape virus) ہو جاتی ہے یہ وائرس پھیپھڑوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔[۳]

سؤر کے چربی کے نقصانات:

سؤر کے گوشت میں ۳۵ فیصد چربی مرکوز ہوتی ہے جانوروں سے حاصل کردہ چربی ہمارے جسم میں جاتی ہے اور انسانی خون میں یہ سب سے کم مقدادر میں تحلیل ہوتی ہے چنانچہ اس کے کھانے سے خون میں چربی (lipid) اور کولیسٹرول (cholesterol) کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے اگر یہ اجزاء خون میں زیادہ عرصے تک موجود رہیں تو خون کی شریانوں کو

---

(۱) قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ڈاکٹر ہلوک نورباقی، مترجم سید محمد فیروز شاہ، ۱۹۹۰ء انڈس پبلیشنگ کارپوریشن کراچی، ص ۲۹۳

(۲) البقرۃ:۱۷۳/۱

(۳) قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ص ۲۹۴

سخت بنا دیتے ہیں اور آج کل اس بات کو پوری طرح مان لیا گیا ہے کہ خوراک میں چربی کا زیادہ مقدار میں ہونا ہی دل کی شریانوں کی بیماریوں کا بڑا سبب ہے۔[1]

خون میں چربی کی مقدار کا ضرورت سے زیادہ ہونا قبل از وقت بڑھاپے، کمزوری، فالج، اور دل کے دورے کی وجہ بنتی ہے۔

سوٴر کے گوشت میں بہت زیادہ چربی سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسانی جسم میں وٹامن ای (vitamin.e) ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جاتی ہے اسی لیے سوٴر کا گوشت کھانے والوں میں وٹامن ای اور فوراً تحلیل ہونے کے عمل سے اس وٹامن میں اندورنی مخفی کمی پیدا ہو جاتی ہے موٹے لوگ خاص طور پر سوٴر کھانے والے لوگ وٹامن ای کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً جنسیاتی طور پر سست اور نامرد ہو جاتے ہیں چونکہ وٹامن ای کی کمی آہستہ آہستہ وٹامن اے کی کمی بھی پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں مختلف قسم کی جلدی اور آنکھوں سے متعلق بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

مستقل گندی خوراک اور فضلہ کھانے سے سور کے جسم کا لمفی نظام متواتر حرکت میں رہتا ہے اور ان حفاظت دینے والے اجزاء سے بھرا رہتا ہے، جس میں مخصوص سفید چربی البومن (albumin) پائی جاتی ہے یہ اجزاء جو جسم کے محفوظ رکھنے والے (Immune) نظام میں پیدا ہوتے ہیں اور جن میں متعدی امراض سے متعلق تحقیقات ہو رہی ہیں جثیمے یا مخلوق اپنے اپنے جسم کی خلیوں کی حفاظت کے لیے جو مخصوص قسم کی پروٹین پیدا کرتا ہے وہی دوسرے جثیمہ یا اس کے کھانے والے خلیوں کے لیے زہر کا اثر رکھتا ہے اس حقیقت کی بناء پر سوٴر کے گوشت کے مسلسل استعمال سے مختلف قسم کی الرجی، بیماریاں اور پٹھوں کی سوجن کی بیماری بھی پیدا ہوتی ہے۔

خنزیر خود بہت ساری بیماریوں کا شکار رہتا ہے اسکا گوشت کھانے سے نقصان دہ سفید چربی البومنیر جیسے انٹی بوڈی کہتے ہیں انسانی جسم میں ہو جاتا ہے جس قدر نقصان دہ جراثیم اور جانوروں سے پیدا ہونے والے زہر (ٹاکسن) گوشت میں ایک ساتھ جمع ہوتے جائیں اسی قدر نقصان دہ اجزاء سوٴر کا گوشت مہیا کرتا ہے آیت کریمہ میں سور کے گوشت کو مردار سے اس لیے ملا دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں جراثیم سے آلودہ گندگی پائی جاتی ہے اور خون سے اس لیے ملایا گیا ہے کہ دونوں کے البومان میں نقصان دہ رطوبت (سیرم) پائی جاتی ہے۔

سوٴر اور کتے (درندے) کے جسم میں ایک خطرناک کیڑا (fasciolopsis buslci) پایا جاتا ہے اس کی وجہ سے اسہال، پیٹ درد اور موت ہو سکتی ہے یہ کیڑا کتوں اور سوٴروں کے قریب رہنے سے انسانی جسم میں داخل ہو کر زندگی بھر کی اذیت کا باعث بنتا ہے۔[2]

---

(۱) قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ص ۲۹۵

(۲) سنّتِ نبوی اور جدید سائنس، ج، اول، ص ۴۰۲

سور کے گوشت میں ایک موذی کیڑا(wueheria Bancrofti guinea worm)پایا جاتا ہے جو داء الفیل مرض کا سبب بنتا ہے داء الفیل کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے بعض حصوں میں پر ورم نمودار ہوتا ہے یہ ورم لمفی نظام میں طفیلی کیڑوں کی رکاوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔[1]

جنگ عظیم سے پہلے جرمنی کے لیے گوشت ارجنٹائن سے در آمد ہوتا تھااور یہ دیکھا گیا کہ سور کے گوشت کی وجہ سے لوگوں میں جوڑوں کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں تو جرمن حکومت نے گوشت کو ترسیل سے پہلے خوردبینی معائنہ سے گزارنا شروع کیااور ماہرین نے تصدیق کے ساتھ سرٹیفیکیٹ جاری کرنا شروع کیا۔

قرآن مجید نے بلندی سے گرے ہوئے ،لاٹھی سے مارے اور ٹکرا کر گرے ہوئے زخمی جانور کو کھانا حرام قرار دیا ہے اسلام کی یہ ٹھوس پابندی سائنسی حقائق پر مبنی ہے اسلام نے ان تمام کیفیات کا احاطہ کر دیا جن میں ہسٹامین پیدا ہوتی ہے اور جسم کو متاثر کرتی ہے وہ تمام حالات جن میں مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین پیدا ہوتی ہے گوشت کو بد ذائقہ ،بد رنگ اور مضر صحت بنا دیتے ہیں۔

In yousuf Al hajj Ahmad's book it is written that american doctor's extractel a parasitic warm from a woman's brain after eating the meat or the blood of the frog might cause swelling in the body, pale colour and ejaculation till death.

(یوسف الحاج کی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ امریکی ڈاکٹرز نے عورتوں کے دماغ سے ایک کیڑا مینڈک کے خون یا گوشت کے کھانے کے بعد نکالا، جو جسم پر سوجن، رنگ کی زردی اور موت تک انزال کا سبب بنتا ہے۔)

A period of health problems which effected her after she ate a famous maxican dish containing pork.[2] (خنزیر)

(امریکی ڈاکٹرز نے ایک متاثرہ عورت کے دماغ سے طفیلی کیڑا پایا جو میکسیکو میں سؤر کے گوشت پر مبنی ڈش کھانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا،اس کیڑے کا نام Teanas solium (pork tapeworn)بتایا گیا۔)

---

(۱)سنّتِ نبوی اور جدید سائنس، ج،اول، ص ۴۰۲

(2) The Islamic guideline in medicine, Dr. Yusuf Alhajj Ahmad, Darussalam, Riyadh, ch 10, Pg 159-160

Dr. Joseph Serfin explained the egg of the worm had attached itself the woman's stomach wall at first and then it had moved through the bloodstream until it finally reached her brain.(1)

ڈاکٹر جوزف سرفن کے مطابق اس کیڑے کے انڈے خود ہی معدے کی دیواروں سے چپک گئے اور پھر خون کے بہاؤ کے ساتھ حرکت کرتے ہوئے دماغ تک پہنچ گئے، اس کیڑے نے خاتون کے دماغ کو نقصان پہنچایا اور دماغ کے ٹشوز کو انفیکشن سے متاثر کیا۔

نفسیاتی اثرات:

محرّمات خورودنوش سے جسمانی اثرات کے ساتھ ساتھ نفسیاتی برے اثرات بھی پڑتے ہیں، درندوں کے منہ میں باؤلا پن کے جراثیم ہوتے ہیں شہروں میں رہنے والے کتوں میں باؤلا پن کے جراثیم جنگلوں کے درندوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں جب کوئی بھیڑیا، لومڑی، گیدڑ، جنگلی بلی، چیتا یا شیر کسی جانور کو منہ مارتے ہیں تو اپنے دانتوں کے ساتھ اس کے جسم میں باؤلا پن کے جراثیم داخل کر دیتے ہیں باؤلا پن یا rabies ان افسوس ناک بیماریوں میں سے ہے جس کا کوئی مریض آج تک زندہ نہیں بچا، جس شخص کو باؤلا پن کا حملہ ہو جائے کسی بھی علاج سے اس کی جان نہیں بچ سکتی۔(۲)

ماہرین علم جراثیم میں سے اکثر کا یہ خیال رہا ہے کہ یہ بیماری درندوں سے اس وقت ہو سکتی ہے جب ان کے اپنے جسم میں جراثیم کسی اور ذریعے سے داخل ہو چکے ہوں اور جب جراثیم اندر داخل ہو جائیں تو اس درندہ کی موت دس دن کے اندر واقع ہو جاتی ہے۔

کسی بھی درندے کا تھوک صرف باؤلا پن ہی نہیں بلکہ دوسری کئی بیماریوں کا باعث ہو سکتا ہے اس لیے کسی ایسے جانور کا گوشت کھانا جس کے جسم میں درندے کا تھوک داخل ہو گیا ہو انسانی زندگی کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر یوسف الحاج اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

It has been proved scientifically that dog transmit several serious diseases because there lives in the dog's Intestines a worm called roundworm, it grows in the organ and entered with larvae and a clear liquid, its symptoms depend on the part of the body effected, the most dangerous of which is the brain.

---

(۱)Healing with the medicine,Imam Ibn Qayyim Al-Juziyab,2010,Darussalam,Riyadh,pg.352

(۲)سنت نبوی اور جدید سائنس، ج، اوّل، ص ۴۰۸

There is another diseas namely rabies which is caused by a virus which affects the dog first then it is transmitted to humans via the dog's sliva, if it bites the human or lick a wound on the human's body.(1)

یہ بات سائنسی اعتبار سے ثابت ہو چکی ہے کہ کتے سنگین بیماریاں منتقل کرتے ہیں کیونکہ کتے کی آنت میں ، راؤنڈورم، کیڑا رہتا ہے یہ عضو میں پلتا ہے اور لاروا کے ذریعے اور لعاب کے ذریعے جسم میں داخل ہوتا ہے اس کی بیماریوں کی علامت جسم کے مختلف حصوں پر اثر کا نمودار ہونا ہے اور یہ زیادہ دماغ کے لیے خطرناک ہوتا ہے اور ایک اور بیماری، ریبیز، جو ایک وائرس کے سبب ہوتی ہے جو متاثرہ کتے سے لعاب کے ذریعے انسانی جسم پر اثرانداز ہوتی ہے ایسا کتے کے انسان کے کاٹنے یا انسان کے جسم پر موجود زخم کو کتے کے چاٹنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اسلام نے یہ اصول سامنے رکھ دیا کہ حرام جانوروں کا گوشت پاک نہیں ہے اسی لیے انسانوں کے لیے ہمیشہ خطرناک ہوگا، انسانوں کو خنزیر کھانے سے کم از کم ۴۷ اقسام کی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں جن میں جسمانی کے ساتھ مختلف دماغی بیماریاں بھی شامل ہیں کیونکہ خنزیر اور دوسرے حرام جانور انسانوں سے بیماریاں حاصل کرکے انہیں آگے پھیلانے کا باعث ہو سکتا ہے اس نقطۂ نظر سے ایسے جانور انسانوں کے لیے ہمیشہ خطرے کا باعث رہے گا اور وہ انسان جو ایسے دفینہ امراض جانور کا گوشت کھائے گا کبھی بھی خطرے سے باہر نہ ہوگا۔

حضور ﷺ نے کتے کو نجس قرار دیا ہے کتے کو محفوظ رکھنے کے لیے اسے پہلے باؤلے پن کا ٹیکہ لگائے پھر ڈسپنسر سے محفوظ کروائے اور اسے متعدد ٹیکے لگوائے، پھر بھی ان کے ضرر کے امکانات موجود ہوں گے۔(۲)

انسانی جسم پر ان مضر اثرات کی وجہ سے حرام جانوروں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ جانور خبیث اور گندے ہیں اور نجس اثرات کے حامل ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے،،

﴿ویحرم علیهم الخبائث﴾(۳)

اور ان پر گندگی چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔

---

(1)The Islamic guideline in medicine,,ch10/pg.204-205

(۲)حلال اور حرام جانور، محمد فیض احمد اویسی رضوی مفتی عطاری پبلیشرز کراچی، ص ۲۵،

(۳)سورۃ الاعراف: ۷/۱۵۷

اس آیت سے ہر خبیث چیز کا نجس و حرام ہونا ثابت ہو تا ہے اور ان کو طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے پاک طبیعت رکھنے والے ان اشیاء کی طرف رغبت نہیں کرتے اور یہ نفرت ان اشیاء کے خبث کی وجہ سے ہوتی ہے۔،

حیوانات محرّمہ انسانی جسم پر مضر اثرات و بیماریوں اور خبائث کی بناء پر انسانوں پر حرام کیے گئے ہیں یہ تمام اثرات حیوانات محرّمہ کی حرمت پر ثبوت و دلیل ہیں۔

فصل چہارم:

معاشی اثرات

فصل چہارم:

معاشی اثرات

اسلام زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے یہ دوسرے مذاہب سے ایک جداگانہ حثیت رکھتا ہے دین و دنیا میں ایک توازن کا قائل ہے اسی لیے اسلام نے معاش کو دین سے الگ نہیں رکھا، اور ایک مربوط، متوازن اور جامع معاشی نظام استوار کیاا اور اس نظام کو مسلمان کی زندگی کا لازم حصہ قرار دیا، اور حلال و حرام اشیاء کا تصور معاشی اعتبار سے بھی واضح کیا جن اشیاء کے کھانے سے اسلام نے منع کیا ان تمام اشیاء کی تجارت، کمائی، اور خرید و فروخت حرام ہے اور ایسا نفع جو حرام اشیاء سے حاصل کیا جائے وہ انسان کے لیے دوزخ میں سزا کا باعث بنے گا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے،

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾[1]

ترجمہ: اے لوگو: جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ

ماکولات محرّمہ سے کسب معاش باطل ہے باطل ہونے سے مراد اسلام نے جن اشیاء کو مستقلاً حرام قرار دیا ہے ان کی خرید و فروخت اور کسی قسم کی بیع حرام و باطل ہو گی، مثلاً سوٴر کی ہر چیز، کتا، مردار گوشت اس کی چربی وغیرہ اور ان سے متعلقہ تمام ذرائع سے دولت حاصل کرنا باطل ہو گا اور ان تمام اشیائے باطلہ و محرّمہ سے انسان کی معاشی زندگی پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں موجودہ زمانے کی معاشیات میں تجارت کے لیے منافع اور استبدال کی صلاحیت کا ہونا کافی ہے یعنی کسی چیز سے نفع حاص ہو اور ساتھ ہی اس چیز میں تبادلہ کی صلاحیت بھی موجود ہو تو ایسی تجارت کو صحت مند تجارت سمجھا جاتا ہے لیکن اسلامی شریعت میں جو تجارت اللہ اور رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حرام کردہ اشیاء اور متعلقہ حرام ذرائع سے ہو اس میں بظاہر فائدہ ہی کیوں نہ ہو باطل اور فاسد ہے۔

کیونکہ اسلام کی ان ہیں اخلاقی و معاشی تعلیمات کی بنیات پر تجارت کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے اور اصل تقوی انہیں محرّمات سے بچنا ہے بوجہ ہے معاشی معاملات میں اسلامی فلاح و بہبود اور اصلاح کی خاطر قرآن و سنت میں حرام اشیاء کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں اور ان ماکولات محرّمہ سے روزی میں فائدہ اٹھانا مسلمان کے عقیدہ اور ایمان کے خلاف ہے اور اس کا نتیجہ آخرت میں بہت برا ہو گا اور قانوناً دنیا میں سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

---

(۱) البقرۃ:۱۶۸

بندگان خدا کے لیے دنیا میں اور آخرت میں مضر اور گھاٹے کا سبب ہونے کی بنا پر حرام اور باطل طریقے پر مال کھانے والوں کو "اکالون للسّحت" کہا ہے سحت کے معنیٰ مٹا دینے والے کے ہیں اور حرام حیوانات رزق کو حرام کر کے انجام کے اعتبار سے کمانے والے کو تباہ کر دیتے ہیں۔[1]

حرام اور باطل کی کوئی قیمت شریعت میں نہیں ہے، اور خنزیر وغیرہ کو اسلامی شریعت مال تسلیم نہیں کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ﴾[2]

ترجمہ: یہ جھوٹی باتیں پھیلانے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور رشوت کا حرام مال کھانے والے ہیں"۔[3]

ماکولات محرّمہ اور ان سے متعلقہ اشیاء کو ذریعہ معاش بنانے کی ممانعت قرآن پاک اور سنت سے میں بیان ہوئی ہے جن کی پیروی ہر مسلمان پر فرض، اگر ان کی خلاف ورزی ہو گی تو کاروبار اور کسب معاش جائز نہیں ہو گا۔

حدیث پاک ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کی نبی ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سؤر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کر دیا ہے، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردار کی چربی کا استعمال بھی حرام ہے خواہ اس سے کشتیوں پر لیپ کیا جائے۔ کھالوں کو روغن دار کیا جائے یا روشنی حاصل کرنے کے لیے جلایا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہودیوں کو تباہ کرے اللہ نے جب مردار کی چربی کو حرام کر دیا تو انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔[4]

حرام جانوروں اور مردار کا گوشت اس کی چربی ہر حال میں حرام ہے لیکن مردار کی کھال پکانے کے بعد بیچنا جائز ہے مگر سور کی کوئی چیز کسی صورت میں بھی بیچنا جائز نہیں۔

ماکولات محرّمہ میں جو حیوانات حرام ہیں ان کی خرید و فروخت بھی بغیر کسی عذر شدید کے حرام ہے اسی طرح جو جانور پرندے یا شکار کھاتے ہیں جیسے، شیر، چیتا، باز، بھیڑیا، گیدڑ، شکرا، گدھ، چیل وغیرہ کا کاروبار بھی کراہت سے خالی نہیں۔

۱۔ اسلامی فقہ، مجیب اللہ ندوی، مولانا، اکتوبر ۱۹۹۱ء، ۴۰، بی پروگریسو بکس اردو بازار لاہور، ج ۲، ص، ۲۷۶

۲۔ المائدۃ: ۵ / ۴۲

۳۔ ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۴۰

(۴) تیسیر الباری، علامہ وحید الزمان، جون ۱۹۹۰ء، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ج دوم، ص ۴۳۲،

مردہ جانور خنزیر، غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ یہ حرام بالذات ہیں ان سے کسب معاش ناجائز اور حرام ہی تصور کیا جائے گا۔[1]

ماکولات محرّمہ سے متعلقہ اشیاء بھی حرام اور باطل بیع کے ضمن میں ہوں گی، کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اشکال کے بسکٹ بنا کر فروخت کرنا اسلام میں جائز نہیں۔[2]

اگر کتّا اور دوسرے درندے جن کے فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کی خرید و فروخت جائز ہے البتہ کتّے کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والا مال ناپاک اور مکروہ تصور کیا جائے گا اگر کتا گھر باہر کی نگرانی یا ریوڑ گلوں کی نگہبانی وغیرہ کرتا ہو۔

علامہ طیبیؒ کے نزدیک بلی کی قیمت کی ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے چناچہ علماء نے بلّی کی خرید و فروخت، ہبہ کرنا جائز قرار دیا ہے البتہ حضرت ابو ہریرہ اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔

ماکولات محرّمہ میں خون کے بیچنے سے منع فرمایا گیا ہے، ابن ابو جحیفہ کے والد نے ایک غلام جو سینگی لگانے کا کام کرتا تھا اس کے اوزار توڑ دیے گئے والد نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔[3]

خون بدن سے نکلنے کے بعد نجس اور ناپاک ہو جاتا ہے اور نجس چیز کا کسی دوسرے جسم میں داخل کرنا اور خرید و فروخت حرام ہے، البتہ شدید ضرورت اور علاج و معالجہ کی غرض سے شریعت نے اجازت دی ہے چناچہ خون کی خرید و فروخت بوجہ ضرورت جائز ہے۔

قرآن وسنت سے ماکولات محرّمہ کی خرید و فروخت کا یہ واضح بیان انسان کی معاشی زندگی پر مضر اثرات پر دلیل ہے کیونکہ اللہ انسان کی فلاح اور مفاد چاہتا ہے اور ان کی بیع کی حرمت کے احکامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کرنے میں انسان کا نقصان اور فساد ہے۔

ماکولات محرّمہ کی بیع کسب معاش پر مضر اثرات ڈالتی ہے چیدہ چیدہ مذکور ہیں:

صالح کسب معاش کی توفیق نہیں ملتی

انسان کے اعمال و اخلاق اور معاش میں صالح ذرائع کا دارومدار حلال کھانے پر ہے اور حرام مال انسان سے حلال کسب معاش کی توفیق چھین لیتا ہے۔

---

(۱) اسلام ایک روشن حقیقت، محوذہ عبد العاطی، ڈاکٹر، مترجم شریف احمد خان، ستمبر ۱۹۸۹ء، فینس بکس اردو بازار لاہور، ص ۱۵۱،

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل، محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا، مارچ، ۱۹۹۹ء، مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ، کراچی، ج ہفتم، ص ۱۶۳

(۳) فقہ کتاب وسنت، محمد صبحی بن حسن حلاق، احکام بیع، ۱۴۳۱ھ، دار السلام ریاض، ص ۵۱۳،

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (۱)

اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ۔ (۲)

باطل اور ناجائز ذرائع انسان کو حدود اللہ سے تجاوز کرنے پر مجبور کرتے ہیں جن سے انسان معیشت کے لیے ایک دوسرے کا حق مجروح کرتے ہیں، اور ایسی تمام ملازمتیں جس سے اسلام یا مسلمانوں کو ضرر پہنچتا ہو اور جو ظلم اور حرام کے کاموں میں معاون ہو غیر صالح اور حرام ہیں۔

مسائلِ کسب کے سلسلہ میں تمام اصول یہ ہیں کہ انسان اجتماعی مصالح کے پیش نظر کسب معاش کے مشروع اور صالح طریقوں کو اختیار کرتا ہے۔ (۳)

حرام بیع سے دعا اور اعمال قبول نہیں ہوتے

ماکولات محرّمہ کی خرید و فروخت سے جو حرام مال انسان کھاتا ہے اس سے اللہ اور رسول کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے جو اللہ اور رسول کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے نتیجتاً اچھے اعمال کی حلاوت بھی نہیں ملتی اور حرام خور کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

اللہ پاک ہے اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے حلال رزق بھی حرمت کی نجاستوں سے پاک ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ (٤)

ترجمہ: اے رسول حلال روزی کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔ (۵)

حرام مال سے پرہیز کرنا اس کی ساری محنت و مشقت اور عبادت، انسان کی دعا اور اعمال کو مؤثر بناتا ہے۔ دعا کی قبولیت اور اعمال کا اثر حلال رزق پر موقوف ہے۔

---

(۱) البقرۃ: ۱۸۸/ ۲

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۶

(۳) اسلام میں حلال و حرام، ص ۱۹۲

(۴) المؤمنون: ۵۱/ ۱۸

(۵) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۴۳۶

حرام ذرائع معاش سے کمائی میں برکت نہیں رہتی:

انسان مال کمانے کے لیے حرام ذرائع مثلاً ماکولات محرّمہ وغیرہ کی بیع اختیار کرتا ہے حاصل ہونے والی کمائی حرام ہوتی ہے جس کی وجہ سے اموال و اسباب موجود ہونے کی صورت میں ضروریات مکمل نہیں ہوتی کیونکہ کمائی میں برکت نہیں رہتی اور مال صحیح مصرف پر بچنے کے بجائے جس رستے سے آتا ہے اسی رستے سے نکل جاتا ہے انسان کی کمائی میں برکت نہیں رہتی اور ایسا ہیں مال اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہو گا، کمائی کے بابرکت اور پاک ہونے کے لیے ذریعہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔

کسب مال کے ناجائز اور بے برکتی کی بناء پر اس مال میں سے اللہ صدقہ بھی قبول نہیں کرتا کیونکہ حرام مال میں سے صدقہ دینا ثواب کا ذریعہ تو کیا ہو گا یہ خود ایک برائی اور گناہ ہے اور اللہ برے اعمال کو برائیوں کے ذریعے دور نہیں کرتا اسی لیے صدقہ و خیرات بھی حرام مال کی کمائی سے احسن نہیں سمجھا جاتا، اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے حرام مال میں سے کچھ اللہ کے نام پر صدقہ دیکر اپنے گناہوں میں تخفیف کا سامان کرے تو یہ ممکن نہ ہو گا کیونکہ حرام مال میں سے صدقہ دینا خود گناہ ہے۔

گناہوں میں تخفیف یا گناہوں کی بخشش تو نیک اعمال اور اچھے کاموں کے کرنے اور بابرکت مال کے ذریعے ہوتی ہے معاشی بے برکتی کے باعث انسان کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے اور معاشی ترقی کے بجائے معاشی بدحالی اور بے برکتی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔

حرام مال کے باعث معاشی قوانین کی خلاف ورزی:

ماکولات محرّمہ کو کسب معاش کا ذریعہ بنانے سے انسان میں جائز و ناجائز ذرائع کی تمیز کھو دیتا ہے کیونکہ حرص اور مال وزر کی ہوس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے جس کے نتیجے میں وہ کبھی جھوٹ بولتا ہے کبھی مکر و فریب سے کام لیتا ہے اپنی عزت کو داؤ پر لگا دیتا ہے اور انسانی شرف و مجد کی ساری حدود کو پار کر جاتا ہے۔

اسلامی معیشت کا پہلا قانون یہی ہے کہ کسب حلال ہر مسلمان پر فرض ہے اور حرام کسب کی خاطر انسان اسلامی شریعت کے اس معاشی قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [۱]

ترجمہ: پس اے لوگو: اللہ نے جو کچھ اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی اسی کی بندگی کرنے والے ہو۔

اور اسی طرح قرآن پاک میں حلال کسب کی اہمیت میں اللہ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ﴾ [۲]

اور جو حلال روزی اللہ نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو۔ [۳]

ماکولات محرّمہ کے ذریعے حرام کسب:

حرام مال اللہ کے واضح کردہ بنیادی قانون معیشت کی خلاف ورزی کا محرک بنتا ہے جبکہ اسلامی معیشت میں فیصلہ کن محرک زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کا (حرام کسب کے ذریعے) جذبہ نہیں ہے بلکہ طلب رزق حلال اور باہمی تکافل ہے۔

جو چیزیں فی نفسہ حرام ہوں ان محرمات قطعیہ کی حرمت معاش میں لوگوں کے عرف ورواج (حرص مال وزر) کی وجہ سے ختم نہیں ہو سکتی۔ [۴]

آج کل کے دور میں کسب حرام کی جتنی کثرت ہے اس کا احصاء مشکل ہو گیا ہے اسی کسب حرام سے لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرکے اچھے معیار زندگی کی خواہش کرتے ہیں جو سراسر غیر اخلاقی فعل ہے جو انسان کو معاشی سعادتوں سے بے پرواہ اور آخرت کی ابدی زندگی سے دور کر دیتا ہے۔

اسلامی معیشت کو دوسرا بنیادی اصول اور قانون اعتدال کا قانون ہے،

۱۔ النحل: ۱۱۴/ ۱۴

۲۔ المائدۃ: ۸۸/ ۶

(۳) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۴۹

۴۔ تفہیم المسائل از معاشی مسائل، گوہر رحمان، مولانا، فروری ۱۹۹۳ء، الجامعہ اسلامیۃ تفہیم القرآن مردان، حصہ دوم، ص ۱۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (۱)

ترجمہ: کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ (۲)

کلوا کا لفظ انسان کو کسب مال اور زندگی کے وسائل کی طلب کو غیر مشروط آزادی سے نکال دیتا ہے اور اعتدال کی راہ کی ہدایت دیتا ہے کسب حلال فرض ہے جتنا کمانے والے اور اہل وعیال کی معاشی ضروریات کے لیے کافی ہو جبکہ فرض کسب حلال سے زیادہ کمانا مستحب ہے اس شرط کے ساتھ کہ ضروریات سے زیادہ مال فقراء ومساکین اور دوسرے مستحق اقرباء پر خرچ کیا جائے گا یہ اعتدال معاش کی راہ ہے اس راہ کو چھوڑ کر اسراف میں مبتلا نہ ہو اور نہ بخل و تنگی کرے۔

ماُکولات محرّمہ کو کسب معاش کا ذریعہ بنا کر انسان معاشی اعتبار سے اعتدال کی راہ سے ہٹ کر اسراف کی راہ اختیار کرتا ہے اس کی کمائی مستحب بھی تصور نہیں کی جاتی کیونکہ حرام مال سے فقراء ومساکین پر خیرات ومدد اور صدقہ قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے ان کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (۴)

انسان خدا کے بتائے ہوئے حلال اور متوازن راستے کو چھوڑ کر کسب معاش میں اپنی عقل اور رائے پر اعتماد کرتا ہے اور حرص کی غرض میں زیادہ تر ظنّ وگمان کا شکار ہوتا ہے جو کہ معاشی بے اعتدالی کا سبب بنتا ہے۔

انسان کی عقل پر نفس کی خواہشات غالب آجاتی ہیں جو اس کو اعتدال کے خط مستقیم سے ہٹا کر افراط و تفریط کی طرف لے جاتی ہیں اور اس کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی گھٹاٹوپ اندھیرے میں گامزن ہو کہیں عقل سلیم اور علم صحیح کی بجلی اتفاق سے چمک گئی اور راستہ نظر آگیا۔ (۵)

۱۔ الاعراف: ۷/۳۱

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۸۹

(۳) المائدۃ: ۶/۸۷

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۴۹

(۵) فقہ السنۃ، محمد عاصم، مارچ ۱۹۸۵ء، منصورہ بک سینٹر لاہور، ص۴۱

اللہ انسان کو معاشی اعتبار سے بھی اعتدال اور توازن کی راہ دکھاتا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (۱)

بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔ (۲)

مأکولات محرّمہ سے کسب معاش کا برا اثر انسان کو معاشی اعتدال اور توازن کی راہ سے ہٹا کر اسکی زندگی میں بگاڑ پیدا ہونا ہے۔

حرام کی قلیل مقدار بھی کسب معاش کو مشتبہ بناتا ہے:

بعض لوگ حرام مال کی بڑی مقدار سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن کم مقدار میں اتنی زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیتے۔

حرام مال کی تھوڑی مقدار بھی اسی طرح حرام ہے جتنی زیادہ مقدار یہ قلیل مقدار باقی تمام کسب کو مشتبہ بنا دیتی ہے چاہیے وہ تمام حلال کسب ہی کیوں نہ ہو اور اس سے اجتناب و گریز کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انسان کے تھوڑے سے حرام مال سے اسکی باقی تمام حلال کمائی کا مشتبہ ہو جانا معاشی اثر میں ایک ضرر رساں اثر ہے، اسی لیے حرام کسب معاش اور حرام ذرائع کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔

خنزیر مردار جانور، جاری خون اور دوسرے مأکولات محرّمہ کا ہونا نص کے ذریعے بالکل واضح معلوم ہو گیا ہے ان کی بیع کے احکامات بھی واضح کر دیے گئے ہیں چنانچہ ان سے اجتناب و پرہیز کو واجب ضروری قرار دیا گیا ہے۔

---

(۱) التین: ۴/۳۰

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۷۸۶

حدیث پاک ہے:

((عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْت رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: "إنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقْد اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) (۱)

حضرت نعمانؓ ابن بشیر راوی ہیں رسول ﷺ نے فرمایا "حلال ظاہر ہے حرام ظاہر ہے۔ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے لہذا جس شخص نے مشتبہ سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو پاک و محفوظ کرلیا اور جو مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ چراگاہ کی منڈیر پر چراتا ہے اور ہر وقت اس کا امکان رہتا ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں گھس کر چرنے لگیں، جان لو: ہر بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی ممنوعہ چراگاہ حرام چیزیں ہیں اور انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست حالت میں رہتا ہے تو پورا جسم درست حالت میں رہتا ہے اور جب اس ٹکڑے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔"

جب انسان اپنی معاشی ضروریات پر اکتفاء کرلیتا ہے جس سے اسکا وجود اور عزت باقی رہے تو وہ دین میں غلو نہیں کرتا اور سلامت رہتا ہے مگر جب وہ ضرورت کی حد سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو حد مباح میں داخل ہو جاتا ہے حد مباح سے حد مکروہات میں داخل ہو سکتا ہے اور مسلسل اللہ کی چراگاہ سے باہر نکلنا بمعنیٰ حرام کسب معاش اختیار کرکے انسان کو حدّ محرّمات میں داخل کردیتی ہے جو اس کے نفس کی وجہ سے ہوتا ہے جو انسان کو ارتکاب گناہ اور معصیت پر مجبور کرتا ہے، اور اسطرح معاشی خواہشات نفسانی اس کے باقی حلال مال کو بھی مشتبہ بنا دیتی ہے۔

حرام کسب معاش کے ذرائع ووسائل کا فروغ:

ماکولات محرّمہ کو معاشی ذریعہ بنانا انسان کے حلال وحرام ومسائل کو فروغ دیتا ہے کیونکہ بوجہ حرام کمانے کے انسان کو جو بھی مال جس بھی ذریعہ سے ملے گا وہ مال حاصل کرے گا۔

---

(۱) جامع ترمذی، ص۳۸۶، حدیث ۱۲۰۵

اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ مال کیسے حاصل ہو رہا ہے،

اگر کوئی مسلمان باطل اور حرام ذریعہ معاش اختیار کرتا ہے تو اس معاملہ میں کسی نہ کسی انسان کا حق مارتا ہے اور نقصان کرتا ہے اور مزید حرام اور باطل ذرائع کی نئی نئی صورتیں پیدا ہوتی ہیں جو کہ انسان کو معاشی حدود کی خلاف ورزی پر مجبور کرتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (۱)

اور جو لوگ اللہ کی حدود سے باہر نکل جائیں وہی ظالم ہیں۔ (۲)

کسب حرام سے متعلقہ ملازمتوں اور اداروں سے منسلک اور حرام کاروبار میں ملوث لوگ ایسے اداروں اور کاروبار کی مضبوطی کا سبب بنتے ہیں۔

فتاوی صراط مستقیم میں بیان کیا جاتا ہے سوّر کی فروخت اور حرام کاروبار میں ملوّث افراد کو نصیحت کی جائے اور مسلمان پورے انشراح قلب کے ساتھ اسکی دکان سے خرید و فروخت کرنے سے باز آئیں اگر وہ لوگ حرام کاروبار سے باز نہ آئیں تو ان کا بائیکاٹ کیا جائے تاکہ اس کو اپنے غلط فعل پر نظر ثانی کا موقع ملے۔ (۳)

نظام معیشت کی خرابی کا نقطہ آغاز حرام ذرائع و وسائل کا فروغ ہونا ہے اور یہ فروغ لالچ مال کی وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان دانستگی سے حرام شعبہ جات میں کام کرنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسے ادارے اور حرام کمائی کا نظام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حرام کسب ذرائع کے معاملہ میں دو صورتیں بیان کی جاتی ہیں:

وہ لوگ جن کا کام جائز ہے لیکن ان کو اجرت ناجائز آمدنی سے ملتی ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ (۴)

۱)ایسا کام ہو جو تعاون علی الاثم کے قبیل سے ہو تو کسب حرام کو تشبیہ کی جائے گی کسب ذرائع حرام ہے مثلاً شراب کے مختلف شعبوں کا کام وغیرہ۔

---

(۱)البقرۃ:۲۲۹/۱

(۲)ترجمہ قرآن حکیم، ص ۴۵

(۳)فتاوی صراط مستقیم، صہیب حسن، ڈاکٹر، ۲۰۱۵ء، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور، ص ۳۶۱،

(۴)الفوز العظیم، سلطان نیر محمود، انجینئر، جولائی ۲۰۱۱ء، القران الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ص ۴۲۳،

۲)ایسا کام ہو اس میں تعاون علی الاثم نہ ہو تو ایسے لوگوں کے لیے آمدنی حلال ہو گی، مثلاً مزدور نے کسب حرام کا سامان اٹھایا ٹیکسی والے نے اسکو کسی جائز جگہ پہنچایا اور ایسا تمام تعاون حرام کسب معاش کو فروغ دیتا ہے تو ان تمام ذرائع میں امتیاز اور تمیز کرنا واجب و فرض ہے۔

حضور ﷺ کے معاشی اسوۂ حسنہ کا ایک نمایاں پہلو حلال اور حرام کی تمیز بھی ہے حضور اکرم ﷺ بحیثیت نبی حلال کے سوا کچھ بھی نہیں کماتے تھے اور یہی حلال ذرائع کی ترغیب نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے ملتی ہے۔[1]

ماکولات محرّمہ کے ان تمام مضر اثرات کے واضح بیان کے بعد ہر مسلمان پر حرام کسب معاش سے بچاؤ اور گریز فرض ہے، کیونکہ حرام کھانے کے نقصانات بہر حال ان سے بچاؤ پر کھلی دلیل ہے۔

حضرت مولانا محمد شفیع ارشاد فرماتے ہیں:

حرام کھانے سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں، عبادت کا ذوق جاتا رہتا ہے، دعا قبول نہیں ہوتی، اسی طرح حلال کھانے سے نور پیدا ہوتا ہے اخلاق رذیلہ سے نفرت، اخلاق فاضلہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے، عبادت میں دل لگتا ہے گناہ سے دل گھبراتا ہے دعا قبول ہوتی ہے۔[2]

ان تمام اثرات کے پیش نظر حلال کسب ذرائع کا استعمال کیا جائے۔

۱۔ صحیفہ ءحیات، عبدالرشید ارشد، ڈاکٹر، ۱۹۸۷ء، کاروان ادب ملتان، ص ۱۷۱،

۲ معارف القرآن، ج اول، ص ۴۱۶

باب سوم

مشروبات محرّمہ اور ان کے اثرات

فصل اوّل: مشروبات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکورہ مشروبات محرّمہ

فصل دوم: سماجی اور معاشرتی اثرات

فصل سوم: نفسیاتی اور جسمانی اثرات

فصل چہارم: معاشی اثرات

فصل اوّل: مشروبات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکورہ مشروبات محرّمہ

مبحث اول: مشروبات کا مفہوم اور اہمیت

مبحث دوم: مشروبات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں

فصل اوّل:

مشروبات محرّمہ کا مفہوم اور قرآن میں مذکورہ مشروبات محرّمہ

اللہ انسانوں کا خالق و مالک ہے اور انسانوں پر بے شمار احسانات وانعامات کئے ہیں، ان انعامات میں سے ایک انعام مضر رساں اشیاء کا انسان پر حرام قرار دینا بھی ہے محرّمات خورد و نوش میں سے جو پینے کی اشیاء خلق انسانی پر حرام قرار دی گئی ہیں وہ مشروبات محرّمہ کہلاتی ہیں۔ اسلام نے شراب کو حرام ٹھہرایا ہے کیونکہ شراب عقل میں نشہ، فتور، اور بے حسی پیدا کرتی ہے اور شراب سے متعلقہ تمام پینے کی اشیاء بسبب نشہ حرام ٹھہرائی گئی ہیں، فصل کے ذیلی مباحث میں مشروبات محرمہ کا تفصیلی بیان ہے۔

مبحث اوّل

مشروبات کا مفہوم اور اہمیت

مبحث اوّل

مشروبات کا مفہوم اور اہمیت

مشروبات کا مفہوم:

مشروبات کے مفہوم کو لغت کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

مفردات القرآن میں امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں:

"الشّرب" کے معنیٰ پانی یا کسی اور مائع چیز کو نوش کرنے کے ہیں۔ (۱)

المنجد میں مشروبات کے لغوی مفہوم کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے:

شرب سے شرباً، مشرباً مشتق ہیں بمعنیٰ پینا، گھونٹ لینا اور سیر اب ہونا ہیں۔ (۲)

مصباح اللّغات میں بیان کیا گیا ہے:

شرب سے مَشرَباً، شرباً مشتق ہے اور الشرب بھی اسی سے مشتق ہے بمعنیٰ ہر ایک کے پینے کی چیز (۳)

جامع اللغات میں مشروبات کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ مشروبات مادہ شرب سے ہے بروزن مفعولات اور پھر شرب کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ شراب مذکر ہے بمعنیٰ پینے کی چیز۔ (۴)

قاضی زین العابدین کے مطابق مشروبات کا لفظ شرب سے ہے اور شراب شربٌ سے مشتق ہے بمعنیٰ ہر پینے کی چیز۔ (۵)

مولانا وحید الزّمان القاموس الوحید میں بیان کرتے ہیں؛

"شرب الماء و نحوه و شرباً"

بمعنیٰ پینا یا گھونٹ بھرنا، هو شاربٌ، ج، شاربون وشربة۔

المشروب بمعنیٰ شربت، پینے کی چیز ہے۔ (۶)

---

(۱) مفردات فی غرائب القرآن، ص ۵۳۱

(۲) المنجد، ص ۱۲۲

(۳) مصباح اللغات، ص ۴۲۴

(۴) جامع اللّغات، ج ۲، ص ۱۳۱

(۵) قاموس القران، ص ۵۲۸

(۶) القاموس الوحید، ص ۸۵۲

اور اس کی جمع مشروبات ہے،المشروبات المنعشة بمعنیٰ فرحت بخش مشروبات۔

معجم مقالیس اللغۃ میں بیان کیا گیا ہے۔

"شرب مادہ الشین والراءوالباء اصل واحد منقاس مطرد وھوالشرب المعروف شربت الماء اشربہ شرباًوماء شروب وتشریب"(۱)

منیر بعلبکی المورد میں مشروبات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

یَشرَبُ یَنشَرِبُ اور اسی سے المشروب اخذ ہوتا ہے۔

مدّ القاموس میں مشروبات کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

A single act of drinking or the quantity that is drunk at once of water.(2)

(پانی کی وہ مقدار جو ایک بار پی جائے یا پانی پینے کا ایک بار عمل)

المنجد فی اللغۃ میں مشروبات کا مفہوم یوں میان کیا گیا ہے؛

شَرِبَ سے شُرباً و شُرباًشِرباًو مَشرِباًو تَسرَباًالماء مشتق ہے،

اَلشُرُوب ،بمعنیٰ الکثیر الشروب ۔ماء شروب ۔

المشرب ،(جمع) بمعنیٰ کل ما یشرب،(۳)

ان تمام تعریفات مشروبات کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے یعنی مشروبات ہر وہ چیز ہے جو پی جائے اور تمام پینے کی اشیاء مشروبات کہلاتی ہیں اسی طرح محرّمہ بمعنیٰ حرام کی ہوئی چیزیں اشیاء میں مشروبات محرّمہ سے مراد وہ تمام پینے کی اشیاء جو حرام قرار دی گئی ہیں اور پینے سے منع کیا گیا۔

اہمیت:

اس دنیا میں ہر انسان کو زندہ رہنے کے لیے غذا کی ضرورت ہے اور اس غذا میں مشروبات ایک اہم حصہ رکھتے ہیں ،ان مشروبات سے جسم کی پرورش ہوتی ہے اور جسم میں طاقت آتی ہے قیام صحت اور بقائے حیات کے لیے مشروبات نہایت ضروری چیز ہے اگر ایک تندرست آدمی کو چند دن تک پینے کی کوئی چیز نہ دی جائے تو وہ کمزور ہو جائے گا اور جسم مختلف بیماریوں کا شکار ہو جائے گا،انسانی جسم کو مشروب کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے تاکہ انسان کا جسم روزمرہ کی ذمّہ داریاں اور کام بخوبی سر انجام دے سکے۔

---

(۱) معجم المقالیس اللغۃ، ابی الحین بن الحسین بن زکریا، ۲۰۰۱ء، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ص ۵۳۶،

(2) مدّ القاموس، part 1,pg.1527

(۳) المنجد فی اللغۃ، الطبعۃ السابع والثلاثون، ص ۳۸۰

انسان جو کچھ پیتا ہے وہ سب اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں اللہ نے قرآن پاک میں حرام اور حلال کا قاعدہ بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ انسانی زندگی کے لیے کون سی اشیاء مفید ہیں اور کون سی اشیاء نقصان دہ ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[1]

اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

اس آیت میں خبائث کا بالمقابل الطیبات کو لا کر دونوں لفظوں کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے۔[2]

قرآن مجید نے سر سے لیکر پیر تک اور کھانے کی ہر چیز کی افادیت اور نقصان کی سمت اشارہ کیا ہے اس میں پرندوں سے لیکر مچھلی کے گوشت تک کا تذکرہ ہے۔[3]

اور مشروبات کا ذکر قرآن میں بدجہ اولیٰ کیا گیا ہے ان مشروبات میں حرام مشروب کو واضح کر دیا ہے کہ جس سے انسان کا منع ہونا لازم ہے کیونکہ حرام شراب کے پینے میں انسان کا فساد ہے جتنی اشیاء کو شریعت نے خبائث قرار دیا ہے وہ یقینی طور پر انسان کے جسم یا روح دونوں کو خراب کرنے والی اور انسانی جان یا اخلاق کو تباہ کرنے والے ہیں۔

اسی لیے ان کو حرام کر دیا گیا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حرام مشروبات سے پرہیز کر کے انسان ایک لمبی صحت مند زندگی گزارتا ہے، مشروبات محرمہ میں شراب حرام ہے اور قرآن پاک میں واضح حرمت اس سے پرہیز پر دلالت کرتی ہے اسے حرام قرار دینے کی حکمت انسان کی منفعت ہے ام الخبائث فساد فواحش اور منبع رذائل شراب کے پینے سے انسان مضرات کی طرف بڑھتا، اور ذاتی و اجتماعی فسادات کا سبب بنتا ہے اسی لیے یہ ضرورت تھی کہ ایسے تمام مشروبات کو انسان پر حرام قرار دیے جائیں جو انسانی زندگی کے لیے مضرّ صحت ہیں اسی بناء پر شراب کو انسان پر حرام کیا گیا۔

اسلام میں حلال و حرام کی تقسیم انسانی صحت و ثبات کے لحاظ سے کی گئی ہے شراب اور دوسرے تمام نشہ آور مشروبات کے بد اثر جو انسان کے جسمانی نظام اور معاشرہ کے تمام نظاموں پر پڑھتے ہیں اس کا اندازہ حرام مشروبات کے عادی لوگوں کی حالت سے، شراب خانوں سے اور عصر حاضر کی کاک ٹیل پارٹیوں میں جا کر لگایا جاسکتا ہے۔[4]

مشروبات محرّمہ کا ایک قاعدہ اور اصول تمام انسانوں کو بتا دیا گیا کہ جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔

---

(۱) الاعراف:۱۵۷

(۲) معارف القرآن، ج۳، ص۴۳

۳۔ طب نبوی اور جدید سائنس، ج۲، ص ۱۲

۴۔ سنّت نبوی اور جدید سائنس، ج۱، ص، ۲۵۴

مشروبات محرّمہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان مشروبات کے نقصانات کا ثبوت جابجا ملتا ہے خبر رساں ایجنسی اسٹار کی انڈیاناپولیس امریکہ سے ۱۹۵۸ء، کی اطلاع کے مطابق انڈیانا یونیورسٹی کے ادارہ ادویہ کے پروفیسر ڈاکٹر رولو ہارجر نے اپنی رپورٹ میں جو قانونی مسائل کی کمیٹی کے کتابچہ کا ایک حصہ ہے بتایا ہے کہ حرام مشروبات کے نشے اکثر دماغ تک جا پہنچتے ہیں اور ان کی معمولی مقدار بھی اپنے بد اثرات دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ [۱]

قرآن پاک میں واضح کر دیا ہے کہ نشہ آور مشروبات حرام ہیں اور اس کی ضرورت و اہمیت اس کے فسادات سے واضح ہو جاتی ہے ان مشروبات کے استعمال سے انسان کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور انسان حقائق کی دنیا سے دور چلا جاتا ہے ذکر اور نماز سے دوری پیدا ہوتی ہے،

مشروبات محرّمہ کے استعمال سے انسان کے باطل سے قدرت الٰہی پہ غور کرنے اور اللہ کے حضور عجز و انکساری کے اظہار کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ [۲]

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ انسان میں عقل و شعور کا ہونا ہے جو انسان میں صحیح اور غلط کی تمیز پیدا کرتا ہے اور حرام مشروب پینے سے انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ عزت و ذلت کی پرواکیے بغیر رذائل کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور اس سے انسان کی عزت و وقار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے، مشروبات انسان کو غذائی ضروریات اور تقویت پہنچاتی ہیں لیکن مشروبات محرّمہ ان حلال مشروبات کے برعکس کام کرتے ہیں۔ اور جسم کو تقویت پہنچانے کے برعکس مختلف موذی امراض کا باعث بنتے ہیں۔

علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں؛

ہمارا خیال یہ ہے کہ انسان کو جتنا نقصان شراب نے پہنچایا ہے اتنا کسی چیز نے نہیں پہنچایا ساری دنیا کے ہسپتالوں کے مریضوں کے اگر اعداد و شمار جمع کیے جائیں کہ پاگل پن اور دیگر تباہ امراض کا کیا سبب تھا تو معلوم ہو گا کہ شراب ہی کی وجہ سے وہ امراض پیدا ہوتے تھے۔ امراض عصبی، معدے کے امراض زیادہ تر ان کا سبب بھی شراب ہی بنتی ہے۔ [۳]

ان ہی اسباب کے پیش نظر خالق حقیقی نے مشروبات کا قانون وضع فرمایا جس میں انسانیت کی فلاح مضمر تھی اور اسی حرمت اور نقصان سے مشروبات محرّمہ کی حرمت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

---

(۱) سنّت نبوی اور جدید سائنس، ج ۱، ص، ۲۵۵

(۲) اسلامی حدود، محمد متین ہاشمی، مکتبہ ءبکس لاہور، ص، ۹۰

(۳) دائرۃ المعارف، فرید وجدی، ۱۹۹۲ء مکتبہ قدوسیہ ,لاہور، ج ۳، ص ۷۹۰

مشروبات کا استعمال ذہنی، جسمانی، معاشی، معاشرتی تقویت و طاقت کے لیے کیا جاتا ہے نہ کہ فسادات و مضرّات کا حاصل کرنے کے لیے اور مشروبات محرّمہ انسان کے ہر لحاظ سے مضرّت کا سبب بنتے ہیں۔

مبحث دوم

مشروبات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں

مبحث دوم

مشروبات محرّمہ قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن پاک میں انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر احکامات تفصیلی سے بیان کیے گئے ہیں تاکہ انسان مضرّات سے بچ سکے، شریعت کے تمام تمام احکامات کا مقصد انسان کی حفاظت و سلامتی ہے ان احکامات شریعت کے بنیادی پانچ مقاصد ہیں۔

جان کی حفاظت، دین کی حفاظت، عقل کی حفاظت، عزت وآبرو کی حفاظت اور مال کی حفاظت۔ (۱)

ان مقاصد پنجگانہ میں عقل کی حفاظت اس کے بغیر ناممکن ہے کہ جب تک عقل کو غیر متوازن کرنے والی اشیاء کو ممنوع قرار دیا جائے، اسی لیے شریعت میں ان مشروبات کو حرام قرار دیا گیا جو عقل کو غیر متوازن کرتے ہیں اللہ نے ان مشروبات محرمہ کو قرآن میں صریحاً بیان کر دیا ہے۔

شراب:

زمانہ جاہلیت میں اسلام سے قبل شراب نوشی حرام تھی اور عرب اس کے عادی تھے، آپ ﷺ بچپن سے ہی ان تمام اشیاء کی سخت نفرت کرتے ہیں جو خبائث میں شمار ہوتی تھی اور شراب کو بھی آپ ﷺ کی طبیعت شروع سے ہی ناپسند کرتی تھی، آپ ﷺ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا اور چند صحابہؓ حضرت فارق حضرت معاذ بن جبل اور چند صحابیؓ اسی احساس کی وجہ سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ شراب اور جوا انسانی عقل کو برباد کرتے ہیں اور مال بھی خراب کرتے ہیں آپ ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ (۲)

اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا﴾ (۳)

وہ تجھ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدہ بھی ہے، ان کا گناہ ان دونوں کا فائدے سے بڑھ کر ہے۔

عرب چونکہ شراب کے نہایت عادی تھے اس لیے شراب کی حرمت بتدریج ہوئی، یہ مرحلہ وار اور بتدریج حرمت کی پہلی آیت تھی جس میں مسلمانوں کو شراب سے روکا گیا اور نفع و نقصان دونوں ہیں لیکن گناہ اور نقصان زیادہ ہے یہاں گناہ

---

(۱) رد المختار علی الدر المختار، محمد امین ابن عابدین الشامی، ۱۸۸۶ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ج۵، ص ۳۰۴

(۲) معارف القرآن، ج۱، ص ۵۲۲

(۳) البقرۃ:۲۱۹/۲

سے مراد وہ تمام باتیں ہیں جو گناہ کے سرزد ہونے کا سبب بنتی ہیں اور شراب پینے سے انسان عقل و حواس کھو کر تمام گناہ کے کام کرنے لگتا ہے اسی لیے اس آیت کے ذریعے شراب کے مفاسد بیان کر دیئے گئے۔

عرب کے بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ گمان کیا کہ اگر مفاسد واقع نہ ہو تو شراب پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے مکمل پرہیز اور ممانعت عمل میں نہ آئی۔

ایک روز حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے صحابہ کرامؓ میں سے چند ایسے دوستوں کی دعوت کی کھانے کے بعد شراب پی کر نماز نماز مغرب میں ایک صحابی نے امامت میں غلطی کر دی اللہ کی طرف سے فوراً حکم نازل ہوا۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو: نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔

اس آیت کے اعتبار سے بھی نماز کے اندر شراب کی حرمت رہی باقی اوقات میں لوگ اسے پیتے رہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ شراب عقل کا ڈھانپ لیتی ہے اسی لیے حضرت عمرؓ کی چاہت تھی کہ کھلے لفظوں میں شراب کی حرمت نازل ہو۔

ایک واقع کے مطابق عتبان بن مالکؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ سمیت چند صحابہ کی دعوت کی شراب کا دور چلا اور نشہ کی حالت میں اپنی اپنی اقوام کی مدح و ثناء شروع کی حضرت سعدؓ نے ایک قصیدہ پڑھا جس پر ایک انصاری نوجوان غصہ آگیا اس نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر دے ماری جس سے ناک پر زخم آگیا حضرت سعدؓ نے حضور ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ بَيِّن لَّنَافِى الخَمرِبَيَاناًشَافِياً))

اے اللہ! شراب کے بارے میں کوئی واضح بیان عطا فرما۔

اس وقت شراب کو اسلام نے مکمل حرام نہیں کیا گیا اس واقعہ کے بعد تیسری آیت شراب کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی۔

تیسرے مرحلہ میں شراب کی حرمت کا صریح حکم نازل ہوا۔

---

(۱) النساء: ۴۳/۴

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۱)

اے ایمان والوں: بیشک شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب ناپاک اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بالکل دور ہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(۲)

اس آیت سے شراب کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہوا اور اس کو نجاست بھی قرار دیا گیا اور عمل شیطانی بھی کیونکہ یہ انسانوں میں فساد کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنے کا ذریعہ بھی ہے۔

علماء اکرام نے مذکورہ بالا آیت کی رو سے شراب کی حرمت کے کثیر دلائل بیان کیے گئے ہیں۔

چند دلائل یہ ہیں؛

شراب اور جوئے کا ایک ساتھ ذکر کر کے اسے ناپاک قرار دیا گیا ہے اور اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے،

شراب کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

شراب کو عداوت، بغض اور اللہ کی یاد سے روکنے کا سبب قرار دیا گیا ہے،

شراب سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔(۳)

قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ شراب انسان کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ (۴)

ترجمہ: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے باز رکھے سو کیا تم اب بھی باز نہ آوگے؟(۵)

شراب اور دیگر تمام محرّمات کو فروخت کرنا ان کی بیع بہت بڑا گناہ ہے۔

---

(۱) المائدۃ:۹۰/۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۴۹

(۳) احکام القرآن، ج۳، ص۲۸۸

(۴) المائدۃ:۹۱/۶

(۵) ترجمہ قرآن حکیم، ص۱۵۰

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۱)

تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ (۲)

اور شراب کی بیع میں شریک ہونے والے کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے ایسا شخص نافرمان اور ناقص الایمان ہے یہی اہلسنّت و الجماعت کا عقیدہ ہے۔ (۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (۴)

بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا گناہ جس کو چاہے بخش دے۔ (۵)

اللہ نے انسانوں کی فلاح کے لیے ان پر پاک اشیاء حلال کی اور گندی اشیاء حرام کی، اور شراب شیطان کی گندگی ہے۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (۶)

اور لوگوں کے لیے پاکیزہ اشیاء کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

شراب کی حرمت کے لیے یہ صفت کافی ہے کہ شراب مسکر (نشہ آور) ہے تحریم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ چیز استعمال کرنے والے کے لیے مسکر ہو۔ (۷)

آیت قرآنی میں لفظ سکر استعمال ہوا ہے اور شراب کو خمر سے تعبیر کیا ہے یعنی نشہ آور اشیاء۔ (۸)

انگور کا پانی جب گاڑھا ہو جائے اور جھاگ دینے لگے تو اسے خمر (شراب) کہا جاتا ہے۔

---

(۱) المائدۃ:۲/۶

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۵۰

(۳) فتاوی اسلامیہ، شیخ عبد العزیز، دارالسّلام، ریاض، سعودی عرب، ج ۴، ص ۳۳۳

(۴) النساء:۱۱۶،۱۱۷/۴

(۵) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۱۸

(۶) الاعراف:۱۵۷

(۷) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت اور مضرت، احمد بن حجر آل بوطاسی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی دہلی، ص ۱۳۴

(۸) احکام القرآن،، ج ۲، ص ۳۰۸

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾[1]

اور کھجور اور انگور کے میووں سے تم لوگ شراب بناتے ہو اور عمدہ کھانے کی چیزیں کھاتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو سمجھ رکھتے ہیں۔[2]

انسان کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے بھی انسان اپنی غذا اور نفع کی چیزیں بناتا ہے ایک نشہ آور چیز جس کو خمر یا شراب کہا جاتا ہے اور دوسرا رزق حسن کہ عمدہ رزق کہ کھجور اور انگور کو اپنی ہیئت میں ہی استعمال کریں یہ انسان کا انتخاب ہے۔

اسی طرح بنیذ چھواروں، کشمش، شہد اور گندم وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، ان تمام صورتوں میں جو چیز بھی نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔

جو چیز بھی عقل کو مدہوش کرے اور مخمور کر دے وہ خمر ہے اور اسی طرح ہر نشہ آور چیز شراب اور خمر کے حکم میں ہے۔

---

(۱) النحل: ۶۷/۱۶

(۲) احکام القرآن،، ج ۲، ص ۳۴۲

فصل دوم

سماجی اور معاشرتی اثرات

فصل دوم

سماجی اور معاشرتی اثرات

اسلامی شریعت کا اصول ہے کہ محرمات خوردونوش خبث اور مضرّت کا سبب ہوتے ہیں اور ان میں مشروبات محرّمہ کے اخلاقی، اجتماعی، سماجی اور معاشرتی نقصانات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ قوّت ممیّزہ، قوّت مدرکہ اور قوّت فیصلہ کو متاثر کرنے والی اشیاء ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے؛

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا﴾(۱)

وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں تو کہ دو ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کے لیے فائدہ ہے اور انکا گناہ ان دونوں کے فائدے سے زیادہ ہے۔

مشروب محرّمہ شراب کے نقصانات کو اس آیت کے ذریعے مزید واضح کرکے بیان فرمادیا ہے اس سے گناہ کی بڑی بڑی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان گناہ کی باتوں میں وہ تمام اسباب و محرّمات بھی شامل ہوں گے جو ان گناہوں کا سبب بنیں گے۔
مشروبات محرّمہ میں وہ تمام مشروبات شامل ہیں جو انسان میں نشہ پیدا کرکے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیں اور وہ اپنا شعور کھو دے جب انسان اپنی عقل و شعور کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو اس سے ایسے کام سرزد ہوتے ہیں جو انفرادی نقصانات کے ساتھ ساتھ جو رشتے اور لوگ اس سے منسلک ہوتے ہیں ان سے تعلقات پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

اور لوگ آپس میں مل کر ایک معاشرہ تشکیل کرتے ہیں مشروبات محرّمہ معاشرتی اور سماجی تعلقات اور استحکام پر اثر انداز ہوتے ہیں

ان مشروبات سے انسان میں غصہ اور زود رنجی کی کفیت پیدا ہوتی ہے جو اس کو معاشرے میں لاتعداد تنازعات میں الجھائے رکھتی ہے، صبر اور برداشت کی قوّت ختم ہو جاتی ہے جس سے انسان دوسری کی معمولی غلطی کو نظر انداز کرنے کے بجائے جھگڑا کرنے پر اکساتا ہے اور اس سے معاشرے کی فضا پر امن ہونے کے بجائے فساد کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔

---

(۱)البقرۃ:۲/۲۱۸

لاتعداد متواتر مشروبات محرّمہ کے عادی افراد معاشرے کے بنیادی ڈھانچے کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں اور نتیجتاً مجرمانہ ذہنیت کے حامل بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد معاشرہ کو کمزوری کی طرف مائل کرتے ہیں۔[۱]

نشہ کی ان اشیاء کا استعمال مزدور طبقہ پر بھی برا اثر ڈالتا ہے مزدور طبقہ ایک مضبوط معاشرے کا اہم ستون ہوتا ہے اور یہ طبقہ مستحکم ہو تو معاشرے کا استحکام یقینی ہوتا ہے۔

مختلف قسم کے کام کرنے والے مزدوروں اور کاریگروں پر نشہ آور مشروبات سستی، کاہلی اور بے دلی کا غلبہ کرتے ہیں اور ان اشیاء کی عادت ہونے کی وجہ سے بار بار طلب ہوتی ہے جو کام پر اثر انداز ہوتی ہے ان تمام وجوہات کی وجہ سے مزدوروں کی کارکردگی اور مہارت پر برا اثر ہوتا ہے اور ان کا کام متاثر ہوتا ہے جس کا نقصان کلّی طور پر معاشرہ کو ہی پہنچتا ہے۔

یہ مشروبات انسانوں میں باہمی ہمدردی کا جذبہ ختم کر دیتے ہیں جس سے بھائی چارے کی فضاء اثر انداز ہوتی ہے۔

حدیث پاک ہے؛

﴿الْمُسلِمُ مَن سَلِمَ الْمُسلِمُونَ مِن لِّسَانِهِ وَيَدِه﴾ [۲]

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

باہمی ہمدردی کا جذبہ ختم ہونے کی وجہ سے انسانوں میں بے حسی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں اور عقل و شعور کی صلاحیت کھونے کی وجہ سے انسان معاشرے میں ان تمام گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے جن سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے خود غرض اور مطلب پرستی کا غلبہ ہو جاتا ہے یہ تمام برائیوں معاشرہ اور سماج کو متاثر کرتی ہیں۔

تمام نشہ آور مشروبات انسان کو عقلی و جذباتی طور پر کمزور کرنے کی وجہ سے ان کو کمزور کر دیتے ہیں اور کسی معاشرے کی ترقّی ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہے جب انسان کی عقل کمزور ہو جاتی ہے تو اس میں قومی تفکّر بھی ختم ہو جاتا ہے، جو انسان میں معاشرتی مسائل کے خلاف جہاد اور ملک کی ترقی کے راہیں کھولنے کا قومی جذبہ پیدا کرتا ہے۔

مشروبات محرّمہ در اصل امّ الفواحش ہیں جو ان کا استعمال کرتا ہے وہ تمام فحش حرکتوں کا ارتکاب کرتا ہے اسی لیے ان کا استعمال گناہ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے۔

نفس کے ساتھ شرابی کی اور مدہوش و مخمور کی زیادتی یہ ہے کہ مدہوش شخص چاہے کسی کو نقصان پہنچائے خواہ وہ جانی ہو یا مالی ہو اسے کبھی احساس نہیں ہو پاتا۔

---

(۱) قرآن آیات اور سائنسی حقائق، ص ۱۳۶

(۲) صحیح بخاری، امام عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، مارچ ۱۹۹۱، دار السّلام، الریّاض، حدیث ۶۴۸۴

ایسے لوگوں کے ساتھ پیش آمد حوادث اور اپنے اوپر ان کے مظالم کا شمار واحاطہ نہیں کیا جا سکتا ہے ایسی تمام وجوہات معاشرہ کی برائیوں اور مظالم وفسادات میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔

ایک شخص کا گزر ایسے مدہوش انسان کے پاس سے ہوا جو ہتھیلی میں پیشاب کر کے اپنے چہرے پر مل رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پانی کو شراب طہور یعنی پاک مشروب بنایا۔

ابن دردی نے کیا خوب کہا ہے؛

و اهجرالخمر ان كنت فتى　　　　كيف يسعى فى جنون من عقل [1]

اگر تم جوان مرد ہو تو شراب چھوڑ دو، کوئی عقل مند پاگل پن میں مبتلا ہونے کی کوشش کیسے کر سکتا ہے؟۔

قصی بن کلاب نے اپنے بیٹوں سے کہا؛

"اجتنبو الخمر فانها تفسد الا ذهان"

شراب سے بچو یہ ذھن کو فاسد کر دیتی ہے۔ [2]

زمانہ جاہلیت کے بعض عقلاء نے ان مشروبات محرّمہ کے معاشرتی فسادات و مضرّات کو دیکھا تو اسے خود پر حرام قرار دے دیا، کیونکہ معاشرہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے عقل ضروری ہے اور ان اشیاء کی عظیم تر مضرت شراب خور کا زوال عقل ہے، ایام جاہلیت میں شراب کو خود پر حرام کرنے والوں میں سے عبد اللہ بن جد تمان قریشی اور العباس بن مرداس اسلمی ہیں۔

افراد کے آپس کے سماجی معاملات پر ان اشیاء کے استعمال کی وجہ سے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں آپس میں لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے بغض وعداوت کی لہر اٹھ جاتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ [3]

شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈال دے۔ [4]

---

(۱) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرّت، ص ۶۴

(۲) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرّت، ص ۶۳

(۳) المائدۃ: ۶/۹۱

(۴) احکام القرآن، ، ج ۲، ص ۱۵۰

انہی مضرّات میں اہم رازوں کا افشاء ہونا بھی ہے جس سے سماجی اعتبار سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں خصوصاً اگر وہ رازو و بھید حکومت و سیاست اور فوجی مصالح سے متعلق ہو اور اسی پر سی آئی ڈی اعتبار کرتی ہو حکومتی رازوں کا افشا ہونا معاشرتی کمزوری کا سبب بنتا ہے اور معاشرہ تنزّلی کا شکار ہوتا ہے جس قوم اور معاشرے میں نشہ آور مشروبات خصوصاً شراب کا استعمال زیادہ ہو جاتا ہے اسے معنوی و مادی اور عقلی اعتبار سے کمزور کر دیتا ہے۔

علمائے اخلاق کہتے ہیں؛

انسان کو سنجیدگی، عفّت، شرافت اور مروت کا محافظ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی شے اختیار نہ کرے جو ان صفات حمیدہ کو ضائع و برباد کرتی ہو۔ (۱)

علمائے اجتماع کہتے ہیں:

انسانی معاشرے کو اعلیٰ نظام و ترتیب پر قائم رکھنے کے لیے لازم ہے کہ معاشرہ ایسے اعمال کو نہ اپنائے جو اس نظام میں خلل انداز ہوں کیونکہ دوسری صورت میں نظام کے اندر خلل اور فساد ہوگا جس سے لاقانونیت پیدا ہوگی اور آپس میں تفرقہ پیدا ہوگا اور تفرقہ بازی دشمنوں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ (۲)

حکومت معاشرہ میں رعایا سے اور رعایا حکومت سے مضر اور تکلیف دہ اشیاء کے دور کرنے کا مطالبہ کرتی ہے اور معاشرے کے اعلیٰ ذمہ دار ان تمام مضر اشیاء کے پھیلانے کو قابو کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور تمام نشہ آور مشروبات معاشرہ کے نظام میں خلل ڈالنے کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے:

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ نہ تو شراب پیے اور نہ اس مجلس میں بیٹھے جہاں شراب پی جارہی ہو۔

اس حدیث کی رو سے ایسی مجالس سماجی کمزوری کا سبب بنتی ہیں۔ (۳)

معاشرتی و سماجی فسادات کے ان ہی اسباب کی بناء پر خالق کائنات ایسے مشروبات کو حرام قرار دیا بوجہ اسے انسانوں کے مفادات کا علم ہے اٹھارہویں صدی کے آغاز سے جب سے کہ مغربی استعمار نے مسلمانوں کے اقتدار کو ختم کرنا شروع کیا اور میدان سیاست کی شکست فکر و نظر کی شکست بننے لگی متجددین کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوگیا جو مغرب کی ذہنی غلامی کے زیر اثر

---

(۱) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرّت، ص ۱۱۱

(۲) ایضاً

(۳) رسالہ تحریم الخمر واللواط، نواب صدیق حسن خان، اشار پریس دہلی، ص ۳

مختلف تاویلات کے ذریعہ نشہ آور مشروبات کو حلال کرنے کی فکر میں لگ گیالیکن ان تاویلات کو مسترد کر دیا گیا کیونکہ آیات قرآنی اور ایسی محکمات کی بنیاد پر قانون وضع فرمادیا گیاہے وہی حق ہے، اور یہ اشیاء معاشرے میں لاقانونیت کا سبب بھی بنتی ہیں اسی لیے اکثر وپیشتر غیر مسلم ممالک میں ان اشیاء کا امتناع ہوچکاہے انسان عقل اور ہوش کھو کر قانون توڑتا ہے اور مختلف جرائم سرزد ہوتے ہیں جرائم کی بڑھتی ہوئی رفتار کے پیش نظر بھارت جو ایک غیر مسلم لادینی نظام حکومت کا حامل ملک ہے، وہاں شراب قطعاً ممنوع قرار دی گئی ہے اور حکومت نے اپنے سفارت خانوں کو حکم دیاہے کہ کسی بھی دعوت میں نہ تو شراب استعمال کی جائے اور نہ کسی مہمان کو مہیا کی جائے۔لاقانونیت سماج اور معاشرے کا ناقابل تلافی نقصان ہے اور ان کا سبب مشروبات محرمہ بنتے ہیں۔

علامہ طنطاویؒ اپنی کتاب تفسیر الجواہر میں مشروبات محرمہ کے حوالے سے سماجی اور معاشرتی اعتبار میں مفید اہم معلومات لکھی ہیں ان میں سے ایک درج ذیل نقل کی جارہی ہے۔

ایک انگریزی قانون دان بنتام لکھتے ہیں:

اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں شراب حرام ہے۔ہم نے دیکھا کہ جب افریقہ کے لوگوں نے اسے استعمال کرنا شروع کیاتو ان کی نسلوں میں پاگل پن سرایت کرنے لگااور یورپ کے جن لوگوں کو اس کا چسکہ لگ گیا ان کی عقلوں میں تغیر آنے لگا،لہذا افریقہ[۱] کے لوگوں کے لیے بھی اس کی ممانعت ہونی چاہیے اور یورپین لوگوں کو بھی اس پر شدید سزائیں دینی چاہیں۔[۲]

اور اسی قدم سے ایک معاشرہ مثبت انداز سے ترقی پاتا ہے، یہ مشروبات محرمہ رجس ہیں، شیطانی عمل، زہر، تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہیں اسی لیے ان کو ام الخبائث کہا گیاہے اور فرمایا؛

﴿فَهَل اَنتُم مُّنتَهُونَ﴾

پس کیاتم باز آوٴگے ؟[۳]

---

(۱)افریقہ:افریقہ دنیا کا دوسرا بڑا جزیرہ ہے اس میں ملے ہوئے ۳۰،۳ ملین کلو میٹر جزیرہیں۔یہ زمین کے ۲۰،۴۱ زمینی علاقے پر محیط ہے اس کی آبادی ۲۱۶،۱،بلین ہے الجیریا علاقہ کے اعتبار سے اس کا سب سے بڑا اور آبادی کے لحاظ سے نائیجیر یا افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔zambiam kwacha(zmw)افریقہ کی سب سے مضبوط کرنسی ہے۔

(۲)الجواہر فی تفسیر القران، شیخ طنطاوی جوہری، ۱۹۵۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص۵۲۹

(۳)معارف القرآن، ص۹۱

یورپی ممالک بھی ان کے برے معاشرتی اثرات کی خاکہ کشی کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے ممالک میں زیادہ تر اموات شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

American sen William Fulbright says of the Alcohol problems in the society, we have reached the moon but our feet are still sinking in the mud.It is a real problem when we realize that in the united stste are more than 11 million alcoholics and more than 44 million drinkers.(1)

(امریکی سین ولیم فل برائٹ شراب کے معاشرتی مسائل کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم چاند پر پہنچ چکے ہیں لیکن ہمارے پاؤں اب بھی کیچڑ میں ڈوب رہے ہیں۔یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ امریکہ(۲) کے ۱۱ ملین شرابی اور ۴۴ ملین پینے والے ہیں۔)

برٹش سائنسی جرنل میں بھی معاشرہ میں بڑھتی ہوئی اموات کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا گیا ہے:

The British Scientific Journal, The lancet published an article,"Craving Alcohol it is written "If you are craving alcohol then you will certainly die because of it."

More than 200,000 people die every year in Britain because of Alcohol.(3)

(اگر تم شراب طلب کر رہے ہو تو اس کی وجہ سے مر سکتے ہو۔برطانیہ میں شراب کی وجہ سے دولاکھ لوگ ہر سال مرتے ہیں۔)

انسان جس معاشرے میں رہتا ہے اس کے مختلف افراد سے اس کے روابط ہوتے ہیں اور مختلف افراد کے حقوق اور ذمہ داریاں اس سے متعلق ہوتی ہیں۔

---

(1)The Islamic guideline on medicine,pg.111

(۲)امریکہ؛

امریکی قومی زبان انگریزی ہے(باب ۳،ص،۲۴)عیسائیت مذہب ہے۔

امریکہ کا علاقہ (km۹،۵۴۹،۰۰۰ ۴۲،) ہے آبادی (10,001,559,000) تقریباً ہے نیویارک ، میکسیکو،لاس اینجلس امریکہ کے مشہور شہر ہیں۔امریکہ زمینی علاقے کے ۲۸۔۴ پر محیط ہے،امریکہ کی کرنسی ڈالر ہے امریکہ کا دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی ہے آبادی کے لحاظ سے نیویارک سب سے بڑا شہر ہے۔

(3) The Islamic guideline on medicine, pg.111

حرام مشروبات اور نشہ آور اشیاء کی لعنت میں مبتلا ہو کر نہ تو وہ کسی کا حق ادا کرنے کی پوزیشن میں رہتا ہے اور نہ اپنی کسی ذمہ داری کی انجام دہی کا کوئی شعور باقی رہتا ہے ان کا پورا خاندان اور گھرانہ عجیب بکھراؤ کا شکار رہتا ہے تربیت کا فقدان، تعلیم کی کمی ،اور بدحالی انہی بگاڑ کی راہوں کی طرف لے جاتی ہے۔

شراب کے ان گنت معاشرتی نقصانات کی وجہ سے اس کے ناموں میں سے ایک نام الاثم بھی ہے جس کے معنیٰ گناہ کے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ شراب اور گناہ و جرم میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ (۱)

عربی شاعر کہتا ہے؛

"شربت لاثم حتی ضل عقلی

کذاک الا ثم یذھب با لعقول "

میں نے گناہ کا سرچشمہ (شراب) پی یہاں تک کہ میری عقل ختم ہو گئی شراب اور گناہ سے اسی طرح عقلیں ختم ہو جایا کرتی ہیں۔ (۲)

مشروبات محرّمہ سماج میں جرائم کے پھیلاؤ کا سبب بنتے ہیں، قتل ،زنا، ظلم ،بدزبانی ،رشوت، فحاشی ،چوری ،راہ زنی ،اکثر جنسی جرائم اور پیشتر ٹریفک حادثات ان نشہ آور اشیاء کے استعمال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

---

(۱) منشیات اور شراب، مولانا محمد امجد قاسمی ندوی، دسمبر ۲۰۱۵ء، فرید بک ڈپو، ص ۵۲

(۲) شعب الایمان، بیہقی، دارالسلام، ریاض، ج،۵ ص ۱۳

فصل سوم

نفسیاتی اور جسمانی اثرات

فصل سوم

نفسیاتی اور جسمانی اثرات

اسلام میں حلال و حرام کی تقسیم انسانی صحت و ثبات کے لحاظ سے کی گئی ہے، مشروبات محرّمہ کے بد اثرات انسان کے جسمانی نظام پر پڑتے ہیں اس کا اندازہ ان مشروبات محرمہ خاص طور پر شراب پینے والوں کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔

خبر رساں ایجنسی اسٹار کی پولیس امریکہ سے ۱۹۵۸ کی اطلاع کے مطابق انڈیانا[۱] یونیورسٹی کے ادارۂ ادویہ کے پروفیسر ڈاکٹر رولو ہار جر نے اپنی رپوٹ میں جو طبی قانونی مسائل کی کمیٹی کے کتابچہ کا ایک حصہ ہے بتایا ہے کہ شراب کے نشہ کے اثرات اکثر دماغ پر پڑتے ہیں اور اس کی معمولی مقدار بھی اپنے بد اثرات دکھائے بغیر نہیں رہتی۔[۲]

ویٹیکن سٹی وعیسائی مذہب کے سب سے بڑے فرقے رومن کھیتولک کا مذہبی مرکز اور یورپ[۳] کے شہر کا مشہور اخبار، اوزر ویٹورومانو نے ۲۰ نومبر ۱۰۶۰ء، کے نمبر میں کھلے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ مشروبات محرمہ (شراب) کا روزانہ استعمال جسمانی تباہی کا موجب ہوتا ہے اس کے بد نتائج میں شراب خوری (عادتاً) خون کا دباؤ، اعصابی کمزوری، رعشہ، بے خوابی وغیرہ ہیں۔[۴]

حرام مشروبات متعدد مفسدات اور تباہ کاریوں کا سبب بنتے ہیں طبی اعتبار سے ان نقصانات کا حساب نہیں ملتا کئی موذی، امراض انسان کو لاحق ہو جاتے ہیں ان ہی اسباب و نقصانات کی بناء پر انسانوں کے خالق نے انسانی مفادات کی غرض سے ایسے مشروبات حرام قرار دیے ہیں۔

---

(۱) انڈیانا یونیورسٹی: انڈیانا یونیورسٹی (باب ۳، ص) امریکہ کے بلومینگٹن انڈیا میں واقع ہے، چالیس ہزار طالب علم اس میں زیر تعلیم ہیں۔ امریکہ کی ۱۰ بڑی یونیورسٹیوں میں اس کا نام آتا ہے، ۲۰ جنوری ۱۸۲۰، میں یہ یونیورسٹی قائم ہوئی۔ اسکا مقصد امریکہ میں معیاری تعلیم نظام قائم کرنا ہے اور ریسرچ میں اس یونیورسٹی کا بڑا نام ہے۔

(۲) طب نبوی اور جدید سائنس، ص ۲۵۵

(۳) یورپ؛ یورپ دنیا کے سات براعظموں میں چھوٹا برّ اعظم شمار کیا جاتا ہے یورپ کے شمال میں بحر منجمد، شمال اور مغرب میں بحر اوقیانوس سے سب سے چھوٹا برّاعظم ہے جسکا کل رقبہ ایک کروڑ چالیس لاکھ مربع کلومیٹر ہے یہاں معدنیات کے وسیع ذخائر موجود ہیں یورپ کی کل آبادی کا اندازہ ۲۵، ملین تک لگایا گیا ہے اس پر برااعظم میں کل پچاس ملک شامل ہیں جن میں جرمنی، اٹلی، پرتگال، قازقستان، روس وغیرہ شامل ہیں برا اعظم یورپ کی آب و ہوا معتدل ہے۔

(۴) طب نبوی اور جدید سائنس، ص ۲۶۱

علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں:

ہمارا خیال ہے کہ انسانوں کو جتنا نقصان شراب نے پہنچایا ہے اتنا کسی چیز نے نہیں پہنچایا ساری دنیا کے ہسپتالوں کے مریضوں کے اگر اعداد و شمار جمع کیے جائیں اور پتہ چلایا جائے کہ پاگل پن اور دیگر تباہ کن امراض کا سبب تھا تو معلوم ہو گا کہ شراب ہی کی وجہ سے وہ امراض پیدا ہوئے۔

قتل امراض عصبی، معدے کے امراض زیادہ تر ان کا سبب بھی شراب ہی بنتی ہے۔

علمائے طب ان مشروبات سے قطعاً رک جانے کو کہتے ہیں کیونکہ یہ بہت ضرر پہنچاتی ہے۔

علمائے طب کہتے ہیں؛

یہ ان خطرناک چیزوں میں سے ہے جو نوع بشر کے لیے خوفناک ہیں محض اس بنا پر نہیں کہ اس سے فوری طور پر وہ نقصانات پہنچتے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے بلکہ اس کے برے انجام اور نتائج کی بناء پر بھی۔[۱]

عقل سلیم لازمی طور پر اسباب صحت کے حصول کی متقاضی ہے اسی لیے اس کا حتمی تقاضا یہ بھی ہے کہ ایسے تمام ضرر رساں اسباب اور اشیاء سے بچا جائے جو بدن کو تکلیف پہنچاتے اور صحت کو خراب اور قوت کو کمزور کرتے ہیں اور مختلف امراض کا باعث ہوتے ہیں۔ ماہر اطباع کی شہادت سے بھی یہ بات وثوق سے ثابت ہو چکی ہے کہ یہ مشروبات صحت و قوت کو ناقابل تلافی ضرر پہنچاتے ہیں۔

اصطلاحات علم کیمیاوی کی رو سے پتہ چلتا ہے کہ شراب گلانے یا حل کرنے کے لیے ایک طاقت ور محلول ہے بطور خاص چربی کے لیے، غذا کی اصطلاحات میں یہ حل کرنے والی چیز نہیں بلکہ توڑ پھوڑ کے عمل پر منتج ہے دوسرے لفظوں میں بنیادی خوراک طور پر یعنی بیکٹیریا یا جراثیم کے ذریعے ہضم کرنے سلسلے میں پیدا ہونے ولی کیمیاوی ذیلی خوراک ہے ان وجوہ کی بناء پر ایسے تمام مشروبات انسانی جسم کے لیے ایک نقصان دہ کیمیکل مانا گیا ہے۔[۲]

بعض جرمنی اطباع کا بیان ہے کہ چالیس سال کے ان مشروبات کے عادی شخص کی ہئیت ساٹھ سال کے انسان کی ہو جاتی ہے اور وہ جسم و عقل ہر اعتبار سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔

فساد معدہ، خواہش طعام کا فقدان، اعضائے جسم کی ساخت میں خرابی یہ تمام ایسے لوگوں کے عام نشانیاں ہیں جو ان مشروبات کے عادی ہیں۔

---

(۱) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرّت، ص ۱۰۹

(۲) طب نبوی اور جدید سائنس، ص ۴۵

انگلینڈ[۱] کے طبی بورڈ کی رپوٹ کے ترجمے کے مطابق:

تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شراب اور ان مشروبات کا استعمال خواہ کثیر ہو یا قلیل حرکات بدنیہ کے نظام کو خراب کرتا ہے۔

نفسیاتی اثرات:

مشروبات محرّمہ کے انسانی عقل پر بدترین اثرات ان کے برے نفسیاتی اثرات کو واضح کرتے ہیں، ان مشروبات سے جب تک نشہ باقی رہتا ہے انسانی عقل کام نہیں کرتی ہے بعض اوقات پاگل پن کی حد تک اس کا اثر پہنچ جاتا ہے اور ڈاکٹروں کے مطابق یہ مشروبات نہ تو جسم کا حصّہ بنتے ہیں اور نہ ہی ان سے جسمانی قوّت حاصل ہوتی ہے،

یہ بغض وعداوت کا سبب بنتے ہیں جن کی وجہ سے لڑائی جھگڑوں میں اضافہ ہوتا ہے جنون پیدا ہونے کی وجہ سے انسان کا اعصابی نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے انسانی نفسیات کا تعلق اس سے اعصاب سے متعلق ہوتا ہے۔

اعصابی نظام پر اثرات:

انسان کا اعصابی نظام عصبی خلیوں پر شمار ہوتا ہے یہ مشروبات عصبی خلیوں کی باریک جھلی میں داخل ہو جاتے ہیں جو نامیاتی مرکب لائپڈ (lipid) کی حفاظت میں ہوتی ہے اس طرح یہ اعصابی نظام کے برقی رابطوں میں خلل ڈالتے ہیں۔[۲]

یہ اعصابی نظام کو روز بروز نقصان پہنچاتے ہیں جس سے کئی اقسام کی بیماریاں لگنی شروع ہو جاتی ہیں اور خراب اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے ہیں، پہلا اثر نشہ کے اچانک حملوں کی صورت میں اور پھر جھٹکوں تک پہنچ جاتا ہے، آج کے دور میں مریضوں کا علاج جدید طریقہ علاج سے کیا جاتا ہے لیکن اسباب ختم نہیں کیے جاتے۔[۳]

ڈاکٹر ملک مبشر اپنی کتاب نفسیاتی وذہنی امراض میں لکھتے ہیں:

"شراب کے مسلسل استعمال سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں آہستہ آہستہ مریض اس کا عادی ہو جاتا ہے اور زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے ذہن کی مخصوص کیفیت ہو جاتی ہے مریض کی حسیات اگرچہ تیز ہوتی ہیں مگر ان میں بے چینی اور شک کا رنگ آجاتا ہے کبھی

---

(۱) انگلینڈ: انگلینڈ کا دارالحکومت لندن ہے (باب ۳، ص، ۲۶) اسکی قومی زبان انگریزی ہے عیسائیت اس کا قومی مذہب ہے۔ علاوہ ازیں مختلف قومیت کے لوگ اس میں آباد ہیں اسکی آبادی تقریباً ۵۴،۷۸۶،۳۰۰ تک ہے اس کی کرنسی پاؤنڈ ہے جغرافیائی اعتبار سے برطانیہ کے دو تہائی مرکزی اور جنوبی طرف سے منسلک ہے اسکی حدود شمال میں اسکاٹ لینڈ اور مشرق میں ویلز سے ملتی ہیں۔

(۲) طب نبوی اور جدید سائنس، ص ۲۵۰

(۳) القرآن اور علم النّفس، محمد عثمان نجاتی، ناشران و تاجران کتب خانہ غزنی لاہور، ص ۳۶۰

کبھی ایسا انسان حقیقت سے بالکل دور چلا جاتا ہے یہ حالت سکائی زوفرینیا سے بہت ملتی جلتی ہے جس میں ڈپریشن کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے"۔[1]

طب نفسیات کے ماہر ڈاکٹر ملک حسین مبشر کی اس تحقیق کے مطابق مشروبات محرمہ انسان میں حسیات اور اعصاب پر برا اثر ڈالتے ہیں اور اعصابی نظام کو دبا دیتے ہیں۔

It is written in the book of Psychology, "The Science of behavior".

"Drugs that interfere with synaptic activity and block receptors. Some drugs depress behaviuor causing lss of consciousness and produce motor in-coordination cause of un-consciouness, comma and finally death.

Cocain can produce the symptoms of paranoid schizopherenia a serious mental disorder.[2]

الکحل، غیر قانونی مشروب، بہت نقصانات کا حامل ہے اور یہ کئی نفسیاتی اخلاقی بیماریوں کو جنم دیتا ہے یہ انسان کے اعصابی نظام، جذباتی نظام، حسیاتی نظام اور مکمل دماغ کو متاثر کرتا ہے"۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شراب اور دیگر تمام نشہ آور مشروبات انسان کے نفسیاتی نظام کو تباہ کر دیتے ہیں۔ نشہ آور مشروبات کے نفسیاتی اثرات کے ضمن میں ایک اور ماہر نفسیات ہیزی لکھتے ہیں۔

Alcholic people do not lose their sensory function suddenly but they eventually destroy neural tissue and reduce ability of the braoin.[3]

"الکحل کے عادی افراد اچانک اپنے حسی افعال کو تباہ نہیں کرتے بلکہ آہستہ آہستہ عصبی خلیات کو تباہ کرتے ہیں اور دماغی صلاحیتوں میں کمی کا شکار ہو جاتے ہیں"۔

---

(۱) نفسیاتی وذہنی امراض، ڈاکٹر ملک حسین مبشر، مارچ ۱۹۸۲ء، سائیکو پبلشرز، راولپنڈی، ص ۱۷۶

(2)Psychology, The Science of behavior ,Neil R, Carlson, III Edition, 1984, United State of America, P87,88,89.

(3)Psychology , Henry L. Roediger, 1984. Little Brown and Company, Boston , Toranto, P184

اور نفسیاتی بد اثرات کو مزید واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر بنجامن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

Alcoholic person have usually behavioural indications such as a lack of confidence, low seld-esteem negative evaluation of themselves and memory blackouts.(1)

نشہ آور اشیاء حسی فعلیات میں دخل اندازی اور عصبی خلیات کو بند کر دیتی ہیں چند نشہ آور ادویات پریشانی اور لاشعوری کی کیفیت کو جنم دیتی ہیں اور ربط میں کمی کو بڑھاتی ہیں جو آگے جا کر کوما اور بالآخر موت تک جا پہنچتی ہے۔ کوکین پیرانائیڈ شیزوفرینیا کو پیدا کرتا ہے جو انتہائی خطرناک دماغی بیماری ہے"۔

انسان کی نفسیاتی صحت کے اعتبار سے ایک اور کتاب میں The Personal Science میں لکھا جاتا ہے۔

Alcohol, the illegal one. Have serious side effects and it can cause a number of behavioural and psychological problems, it affects nervous centers, emotional centers, sensory area and entire brain.(2)

"الکحل کے عادی افراد میں عموماً کرداری علامات پائی جاتی ہیں۔ جیسے خود اعتمادی کی کمی، قوت ارادی کی کمی، منفی طرز خیال، اور یادداشت میں کمی کا پایا جانا قابل ذکر ہیں"۔

جسمانی اثرات:

مشروبات محرّمہ جگر پر بھی بہت برا اثر ڈالتے ہیں شراب خوری کے نتیجے میں جگر اپنے دوسرے افعال چھوڑ کر شراب کے جراثیم ختم کرنے میں لگ جاتا ہے اور جگر کا عمل درہم برہم ہو جاتا ہے اور جگر کمزور ہو جاتا ہے یہ تمام اثرات جگر کے لیے خطرناک اثرات پیدا کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جگر سکڑ جاتا ہے اور ان مشروبات کا استعمال جگر کے تمام افعال کو تباہ کر دیتا ہے۔

---

(1)Maladaptive Behaviour, An Introduction of Abnormal Psychology, Benjamin B-Lahey, 1980, Scotts Foresman and Company, USA, P 463.

(2)Pschology, the personal science, John C.Ruch, 1984, wadsworth publisher, Belmart Calofornia, P 237.

جگر دراصل خون کے اجزاء پیدا کرنے کا کام کرتا ہے اور چونکہ کمزوری اور سکڑنے کے نتیجے میں خون کے ان اجزاء کی پیداوار نہیں ہو پاتی اسی لیے خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے اسی وجہ سے ان محرّمات کا استعمال کرنے والے جسمانی طور پر کمزور اور خون کی کمی کا شکار ہوتے ہیں اور ان کی ہڈیوں کے گودے (bone marrow) تباہ ہو چکے ہوتے ہیں۔[1]

شراب بعض اوقات جگر کے فعل کے اچانک رک جانے کا سبب بھی بن جاتی ہے اور ایسے افراد کی موت واقع ہو جاتی ہے اسے جگر کا دیوالیہ پن (brikrupthey) کہتے ہیں۔

زیادہ خطرناک ممکنات میں سے یہ بھی ہے کہ شراب کا استعمال ایک ایک کر کے جگر کے تمام افعال کو ختم کر دے گا۔[2]

نظام دوران خون پر اثرات:

مشروبات محرمہ دل کے ٹشوز (myocardi tissues) پر بھی بلاواسطہ اثر کرتے ہیں جگر جو خون میں موجود چربی کو ختم کرنے اور پگھلانے میں اہم عمل کرتا ہے۔

اس میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے خون لے جانے والی نسیں سخت ہو جاتی ہیں ۔جیسے (arterioscierosis) کہتے ہیں۔

اور ان ستوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے بلڈ پریشر (hypertension) کا مرض لاحق ہوتا ہے اور شراب کی تیزی سے جل جانے کے عمل سے خون کی بہاؤ کے عمل میں بے قاعدگی واقع ہو جاتی ہے جس سے دل پر تھکان کا اثر ہونے لگتا ہے۔

گردوں پر اثرات:

انسانی گردے ایسے نشہ آور مشروبات سے سخت متاثر ہوتے ہیں کیونکہ گردے انتہائی حساس کیمیاوی جوہر کے ملاپ کے مقام پر چھلنی کا کام کرتے ہیں۔شراب اس کشیدی عمل کو نہایت نقصان پہنچاتے ہیں اور ایسے افراد کے گردے اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔

وہ وہ اسباب تمام حرام اسباب ہیں جن سے نفسیاتی الجھن پیدا ہوتی ہیں۔

قرآن اور باقی تعلیمات وہ نسخہ میسّر ہے ہیں جو تمام جسمانی و نفسیاتی ان اسباب کا خاتمہ کرتی ہیں جو انسان کے لیے مضر ہیں۔

---

(۱) طب نبوی اور جدید سائنس ، ص۲۴۹

(۲) قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ص۱۳۵

جوانی اور بچپن میں یہ اثرات نہایت جلدی اور دیرپا ہوتے ہیں اور مختلف اعصابی بیماریاں جیسے ہذیان(delirium) کیلپی (tremen) پلائینورائس(plyneurtis)اور کورساکوف(korsakof)ہو جاتی ہیں۔

اور اس کے نتیجے میں الفاظ کا بھولنا(amnesia)اور ہاتھوں کا رعشہ وغیرہ انسان میں پیدا ہو جاتے ہیں۔[۱]

چونکہ یہ مشروبات چربی پگھلاتے ہیں تو یہ تخلیقی خلیوں(Cells) میں اندر جاکر انسانی دماغ کو بے حد نقصان پہنچاتے ہیں جس کے نتیجے میں نئی نسل کی ذہانت میں کمی اور ناقص نشوونما ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

سروے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ معذور اور ذہنی طور پر غبی بچوں کے والدین اکثر و پیشتر نشہ آور مشروبات کے عادی تھے جو ان کی نسل میں ناقص بالیدگی کا سبب بن جاتے ہیں۔

شراب عورت کے تخم اور بیضہ دانی (egg cell) کے خلیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اسی وجہ سے اکثر بچے دماغی بیماریوں اور جھٹکوں کا شکار ہوتے ہیں۔[۲]

مشروبات محرمہ کے انسان کے جگر، پھیپڑوں، گردوں، دیگر اعضاء جسمانی اور دماغی بد اثرات پر مشتمل ایک میڈیکل رپورٹ منسلک کی جارہی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشروبات انسان پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔

---

(۱) قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ص ۱۳۴

(۲) طب نبوی اور جدید سائنس، ج ۲، ص ۲۵۱

میڈیکل رپورٹ

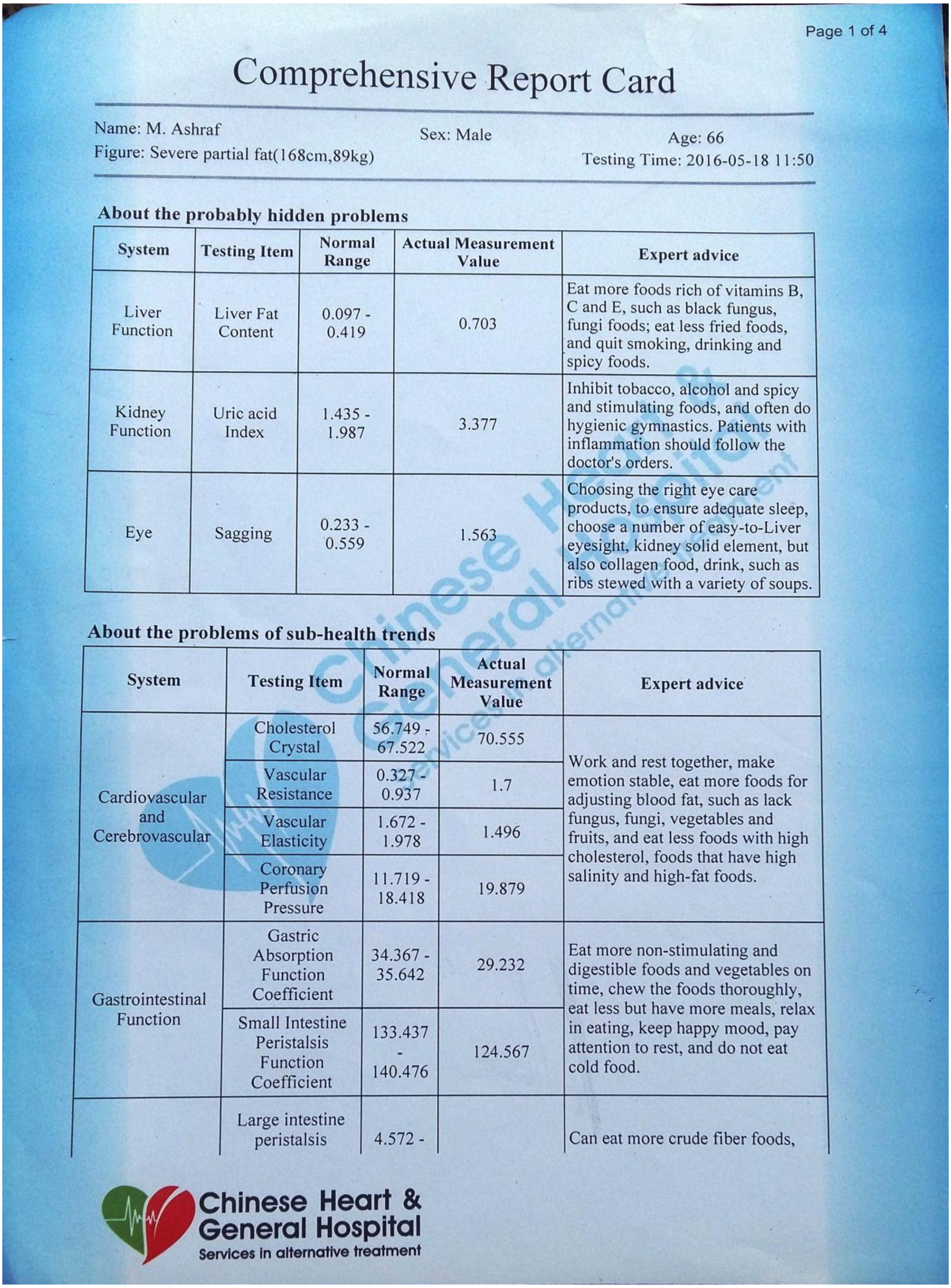

Page 1 of 4

Comprehensive Report Card

Name: M. Ashraf
Figure: Severe partial fat(168cm,89kg)
Sex: Male
Age: 66
Testing Time: 2016-05-18 11:50

About the probably hidden problems

System	Testing Item	Normal Range	Actual Measurement Value	Expert advice
Liver Function	Liver Fat Content	0.097 - 0.419	0.703	Eat more foods rich of vitamins B, C and E, such as black fungus, fungi foods; eat less fried foods, and quit smoking, drinking and spicy foods.
Kidney Function	Uric acid Index	1.435 - 1.987	3.377	Inhibit tobacco, alcohol and spicy and stimulating foods, and often do hygienic gymnastics. Patients with inflammation should follow the doctor's orders.
Eye	Sagging	0.233 - 0.559	1.563	Choosing the right eye care products, to ensure adequate sleep, choose a number of easy-to-Liver eyesight, kidney solid element, but also collagen food, drink, such as ribs stewed with a variety of soups.

About the problems of sub-health trends

System	Testing Item	Normal Range	Actual Measurement Value	Expert advice
Cardiovascular and Cerebrovascular	Cholesterol Crystal	56.749 - 67.522	70.555	Work and rest together, make emotion stable, eat more foods for adjusting blood fat, such as lack fungus, fungi, vegetables and fruits, and eat less foods with high cholesterol, foods that have high salinity and high-fat foods.
	Vascular Resistance	0.327 - 0.937	1.7	
	Vascular Elasticity	1.672 - 1.978	1.496	
	Coronary Perfusion Pressure	11.719 - 18.418	19.879	
Gastrointestinal Function	Gastric Absorption Function Coefficient	34.367 - 35.642	29.232	Eat more non-stimulating and digestible foods and vegetables on time, chew the foods thoroughly, eat less but have more meals, relax in eating, keep happy mood, pay attention to rest, and do not eat cold food.
	Small Intestine Peristalsis Function Coefficient	133.437 - 140.476	124.567	
	Large intestine peristalsis	4.572 -		Can eat more crude fiber foods,

Chinese Heart & General Hospital
Services in alternative treatment

Large Intestine Function	function coefficient	6.483	2.335	such as: corn, celery, sweet potato and other food, improve eating habits to accelerate intestinal peristalsis and accelerate defecation.
	Colonic absorption coefficient	2.946 - 3.815	1.746	
Gallbladder Function	Serum Total Bile Acid (TBA)	0.317 - 0.695	0.781	Eat less food with high calcium and cholesterol, and eat more fiber vegetables and more foods rich of vitamins B, C and E.
Kidney Function	Proteinuria Index	1.571 - 4.079	6.116	Do not eat spicy hot foods, such as chilli, pepper, ginger, onion, garlic, leek, dog meat, mutton, crucian, shrimp, and eels and so on.
Lung Function	Vital Capacity VC	3348 - 3529	3596.383	Eat more foods with high content of vitamins A, C, E and B, quit smoking and drinking, and often eat lily, black fungus, sponge gourd, honey, kelp, lotus seeds, lotus roots, walnuts, pears and other food.
	Arterial Oxygen Content PaCO2	17.903 - 21.012	21.434	
Brain Nerve	Memory Index (ZS)	0.442 - 0.817	0.207	Reduce stress, pay attention to rest, eat less meat and foods with high cholesterol, eat more vegetables, quit smoking and drinking, and be able to do appropriate exercises, such as: walking, jogging, playing tai chi, etc.
Bone Mineral Density	Osteoclast Coefficient	86.73 - 180.97	190.923	Have a reasonable diet, increase outdoor sports, supplement adequate calcium, usually pay more attention to appropriate exercise, such as walking, jogging, etc.
	Degree of Osteoporosis	0.124 - 0.453	0.532	
	None Mineral Density	0.796 - 0.433	0.2	
Rheumatoid Bone Disease	Osteoporosis Coefficient	2.019 - 4.721	6.109	Eat less bean foods and soy products, and do not eat stimulating food, tobacco and alcohol.
Bone Growth Index	Bone alkaline phosphatase	0.433 - 0.796	0.269	Maintain good sitting and stand, pay attention to rest during work, avoid prolonged standing without activities, and usually do more health-care massage and physical therapy.
	Osteocalcin	0.525 - 0.817	0.301	
Blood Sugar	Coefficient of Insulin Secretion	2.967 - 3.528	1.418	Eat less but have more meals, have a fixed amount and fixed timing for the meals, and eat light foods, foods with low fat and less oil, foods that are so sweet and salty, more vegetables, bean curd residue, high-fiber foods, corn and black fungus.
	Blood Sugar Coefficient	2.163 - 7.321	8.175	
	Urine Sugar Coefficient	2.204 - 2.819	3.129	
	Iron	1.151 -	0.62	

		1.847		
Trace Element	Potassium	0.689 - 0.987	0.402	Supplement corresponding lacking trace elements by using a variety of foods, or by using through drugs or health products, if necessary.
	Copper	0.474 - 0.749	0.19	
	Silicon	1.425 - 5.872	0.66	
Vitamin	Vitamin B3	14.477-21.348	10.247	Supplement corresponding lacking trace elements by using a variety of foods, or by using through drugs or health products, if necessary.
	Vitamin C	4.543 - 5.023	3.5	
Coenzyme	Nicotinamide	2.074 - 3.309	1.194	Supplement corresponding lacking trace elements by using a variety of foods, or by using through drugs or health products, if necessary.
	Pantothenic acid	1.116 - 2.101	0.788	
Human Toxin	Toxic Pesticide Residue	0.013 - 0.313	0.461	Eat the natural food instead of delicate food, eat fresh fruit as the most powerful purifying food, such as pineapple, papaya, kiwi fruit and pears, in addition, reduce irritating diet, correct the habits of drinking coffee and black tea, and drink flower tea and green tea.
Heavy Metal	Lead	0.052 - 0.643	1.132	Everyday life will inevitably inhale a lot of heavy metals, can be hard to detect, can only try to reduce the intake, such as eating pumpkin, mushrooms, seaweed, less variety of make-up, try to use glass to drink water and so on.
Basic Physical Quality	PH	3.156 - 3.694	2.891	Work and rest together, make emotion stable, eat more foods for adjusting blood fat, such as lack fungus, fungi, vegetables and fruits, and eat less foods with high cholesterol, foods that have high salinity and high-fat foods.
Obesity	Brown adipose tissue abnormalities coefficient	2.791 - 4.202	1.71	Proper control of food intake, and avoid high-sugar, high fat and high calorie diet, regular physical exertion and exercise. When diet and exercise therapy are not effective adjuvant treatment may be drugs.
	Triglyceride content of abnormal coefficient	1.341 - 1.991	5.459	
Skin	Skin Collagen Index	4.471 - 6.079	1.891	Eat more vegetables and fruits which are rich in Vitamin C, but less food with strong sensitive to light, esp. like caraway, red turnip, and celery, etc. Avoid yourself to
	Skin Grease Index	14.477 - 21.348	29.939	
	Skin Immunity Index	1.035 - 3.230	6.014	

	Skin Moisture Index	0.218 - 0.953	2.358	expose in sunlight too much, preventing the harm from ultraviolet rays.
	Skin Moisture Loss	2.214 - 4.158	7.123	
Eye	Bags under the eyes	0.510 - 3.109	7.795	Choosing the right eye care products, to ensure adequate sleep, choose a number of easy-to-Liver eyesight, kidney solid element, but also collagen food, drink, such as ribs stewed with a variety of soups.
	Collagen eye wrinkle	2.031 - 3.107	0.508	
	Lymphatic obstruction	1.116 - 4.101	7.668	
	Eye cell activity	0.118 - 0.892	1.72	
Collagen	Tooth	7.245 - 8.562	5.646	Eat more foods rich in collagen, such as beef tendons, trotters, chicken wings, chicken skin, fish skin and cartilage, while complementing the foods rich in vitamin C and collagen to help absorb. If necessary, by taking collagen products to supplement.
	Hair and skin	4.533 - 6.179	1.661	
	Motion systems	6.458 - 8.133	4.294	
	Fat Metabolism	6.338 - 8.368	4.058	
	Skeleton	6.256 - 8.682	2.744	
Prostate	Degree of Prostatic Hyperplasia	1.023 - 3.230	4.495	Have a rest, pay attention to personal physical health, avoid wearing too tight and gas-tight underwear, and quit drinking.
Male Sexual Function	Gonadotropin	4.111 - 18.741	2.341	Supplement vitamins and trace elements related to the sexual function.
	Erection Transmitter	3.241 - 9.814	1.859	

The test results for reference only and not as a diagnostic conclusion.

Chinese Heart & General Hospital
Services in alternative treatment

نظام انہضام پر اثرات:

مشروبات محرّمہ نظام ہضم پر نہایت ہی بدترین اثرات مرتب کرتے ہیں اور اس کی ابتدا منہ سے ہوتی ہے، منہ میں ایک خاص قسم کا مادہ فلورا(flora) ہوتا ہے جو تھوک کی صورت میں ہے فلورا کی قوت ان مشروبات کی وجہ سے کم ہوتی چلی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مسوڑھوں میں زخم اور سوجن ہونے لگتی ہے اور دانت بھی نہایت جلدی خراب ہو جاتے ہیں۔

منہ کے بعد نظام ہضم کا دوسرا اہم حصّہ گلے اور خوراک کی نلی (esophagus) ہے جہاں سے غذا گزرتی ہے اس میں نہایت پتلی جھلی (mucus membrane) ہوتی ہے اس حساس تہہ پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے اور یہ جھلی کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہے منہ اور گلے وغیرہ کا کینسر انہی وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے۔

ان مشروبات کا سب سے بڑا نقصان بڑی آنت پر ہوتا ہے جہاں غذا ہضم ہونے کے بعد کیمیاوی مادوں کی مدد سے اخراج کے لیے تیار ہوتی ہے ساتھ ہی یہ ہاضم لعاب (bile) کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

نظام ہضم گلے مکمل نظام کی ہم آہنگی اور حسن ترتیب ان مشروبات کی وجہ سے تہس نہس ہو جاتی ہے۔ ان کے زیادہ استعمال کی وجہ سے خلیوں کے درمیانی جگہ میں چربی کا ذخیرہ ہونا شروع ہو جاتا ہے یہ چربی دل کے پٹھوں کے نظام، مایو کارڈک ٹشو پر چھا جاتی ہے جس کے نتیجے میں دل کے خطرناک قسم کی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔

اطباء کا کہنا ہے کہ مسکر خون میں تحلیل نہیں ہوتا جس طرح دوسری غذائیں ہضم ہونے کے بعد خون میں تحلیل ہو جاتی ہیں یہ خون سے مزاحمت کرتا ہے۔

جس کی بناء پر خون کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور جسم کا توازن بگڑ جاتا ہے اور اعضاء کمزور پڑ جاتے ہیں۔

ڈاکٹرز کے نزدیک یہ مشروبات جسم کے مختلف حصوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

زبان: نشہ آور مشروبات حاسہ ذوق (ذائقہ کی حس) کو ختم کر دیتے ہیں۔

آنت: ان مشروبات سے آنت میں پھوڑے بن جاتے ہیں۔

نظام تنفس: یہ مشروبات نرخرہ کو کمزور کر دیتے ہیں اور عظیم ترین بیماریاں رسل یعنی پھیپڑے کی بیماری کو جنم دیتے ہیں۔[۱]

The toxic effects of alcohol vary according to its level in the blood when it reaches a level of 20-29 milligrams percent,it cause a change in mood. Lack of co-ordination

---

(۱) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرّت، ص ۹۴

and confusions.At a level of 100-229 milligrams percent in the blood,it causes nausea the brain,liver and endocrine glands are the most effected by alcohol.(1)

(شراب کے زہریلے اثرات باعتبار خون ۲۰-۲۹ملی گرام فیصد تک پہنچ جائیں تو یہ مزاج میں تبدیلی،عدمِ تعاون اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔۲۲۹۔۱۰۰ملی گرام تک پہنچ جائیں تو یہ نزلے کا سبب بنتے ہیں۔دماغ، جگر اوراینڈوکرائن گلینڈز شراب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔)

جگر پراثرات:

جگر جسم میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔یہ تمام غذائیت کو جمع کرتا ہے اور بائل پیدا کرتا ہے۔شراب جگر کے خلیات کے لیے نہایت زہریلی ہے۔

Alcoholic Hepatitis is a temporary problem that result from staying up and drinking.Its symptoms include abdominal pain,vomiting,fever,tiredness and enlargement of the liver. (2)

(شراب کا یرقان یہ سینے کے نچلے حصے میں عارضی مسئلہ ہے اور اس کی علامات پیٹ کے درد،الٹی،بخار،تھکن اور جگر کا بڑھ جانا ہے۔)

دل پراثرات:

The alcohol may be effected the heart, alcohol leads to hardening and narrowing of the viens of heart and irregular heartbeat.(3)

(شراب دل پر برا اثر ڈال سکتی ہے یہ دل کی وریدوں کی سختی، تنگی اور غیر متوازن دل کی دھڑکن کا باعث بنتی ہے۔)

جنسی افعال پراثرات:

مشروباتِ محرّمہ (شراب وغیرہ) جنسی افعال پر بھی اثر ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹرز کے مطابق الکحل عورتوں میں جنسی جبلّت کا اضافہ کرتے ہیں۔

---

(1) The Islamic guideline in medicine, pg.112

(2) The Islamic guideline in medicine, pg.114

(3)same as Pg 116

The female alcoholic menstrual cycle may become irregular.She may reach menopause years before her peers.Her ovaries may also suffer damage. (1)

(عورتوں میں ماہواری کا دورانیہ غیر متوازن ہو جاتا ہے وہ سن یاس کے درد کو دس سال قبل (معینہ مدّت ہے) پہنچ جاتی ہے اور اس کی اوووریز خراب ہو سکتی ہیں۔)

In man alcohol damage reproductive cells.Which leads to atrophy of the testicales,there may be deformed sperm which leads to deformed fetuses. (2)

(مردوں میں شراب تولیدی خلیوں کو تباہ کر سکتی ہے۔ مرد اور تولیدی اعضاء کو ناکارہ کر سکتی ہے۔اسپرم کی ناقص بالیدگی ناقص جنین کو جنم دیتی ہے۔)

شراب سے ہونے والی اولاد پر اثرات:

ڈاکٹر احمد شوکت کہتے ہیں کہ دو مشروبات محرّمہ کے عادی افراد کی شادی ہونے والی نسل کے لیے جسمانی و نفسیاتی اعتبار سے خطرناک ہوتی ہے اور ان کی اولاد اکثر صحت مند نہیں ہوتی۔ (۳)

The offspring or alcoholics,making them physically and psychologically weak,alcohol may also be transmitted to the infant via breast milk. (4)

(شرابیوں کی اولاد جسمانی اور نفسیاتی اعتبار سے کمزور ہوتی ہے ور شراب بچے کے اندر چھاتی کے دودھ کے ذریعے بھی پہنچ سکتی ہے۔)

جسمانی قوتِ مدافعت پر اثرات:

جسم بیماریوں کے خلاف جنگ کرتا ہے اور بچاؤ کا نظام پیدا کرتا ہے۔ مشروباتِ محرّمہ حالیہ سروے کے مطابق جسم کی قوتِ مدافعت کو کمزور کرتا ہے۔

---

(1) The Islamic guideline in medicine pg 116

(2) Same as Pg116

(3) Nazalat Fil Muskirat,Dr. Ahmad shaukat Al-shatti,2009,Darussalam,Riyadh,pg.122

(4) Rawai Al-Tibb An nabawi,Dr.Muhammad Nizar Al-daqar,2009,Darussalam,Riyadh,pg.220

فصل چہارم

معاشی اثرات

فصل چہارم

معاشی اثرات

مشروبات محرّمہ کا ضرر اور نقصان صرف جسمانی، اخلاقی، دینی، نفسیاتی، اور سماجی ہی نہیں بلکہ معاشی اعتبار سے بھی ہوتا ہے۔

یہ مال کو برباد اور ثروت کو فنا کر دیتی ہے۔

عنترہ کا قول ہے:

"فاذاشربت فان هلک مالی"

جب میں نے شراب پی تو میں نے اپنا مال برباد کر دیا۔

شراب دور حاضر کی طرح کسی زمانے میں مال و دولت کے لیے اتنی تباہ کن نہیں تھی اسی طرح عرب کے خلیجی ریاستوں اور ملکوں کی طرح کسی دوسری جگہ شراب اتنی تباہ کن نہیں تھی مشروبات محرّمہ کی مختلف انواع اور شراب کی مختلف اقسام بکثرت رائج ہیں ان میں سے بعض اقسام بہت گراں ہیں تاجرین شراب، تجارت شراب کے ساتھ بسا اوقات زناکاری بھی کرتے ہیں۔

معاشی زندگی میں خرید فروخت تبادلہ اشیاء تجارت وغیرہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے صرف و پیدائش کا عمل انہی عوامل کی تکمیل کی بناء پر ہوتا ہے۔

معاشرے کا ہر فرد کسی نہ کسی حیثیت سے ان عوامل سے گزرتا ہے اور اس کے اچھے برے اثرات سے متاثر ہوتا ہے، اسلام نے مصلحت و مفاد عامہ کے پیش نظر ان عوامل کو منضبط کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے کے اصول مرتّب کیے ہیں۔[1]

قرآن پاک اور احادیث میں معاشی نظام کو فضیلت والا خیر و برکت والا اور صحیح معنوں میں نافع بنانے کے لیے چند اصول مرتب کیے ہیں۔

۱) لین دین صرف حلال اشیاء کا ہو۔

۲) کوئی شخص حرام اشیاء کی خرید و فروخت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس معاملہ میں تعاون کر سکتا ہے۔

۳) ملاوٹ اور آمیزش سے اجتناب ضروری ہے۔

۴) حرام اشیاء کے استعمال کی طرح ان کی خرید و فروخت بھی ممنوع ہے۔

---

(۱) اسلام کا معاشی معیار اخلاق، حکیم محمد اسحاق، فروری ۱۹۷۷ء، ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی، حصہ دوم، ص ۵۸

انہی اصولوں کے پیش نظر مشروبات محرمہ کی خرید و فروخت تجارت لین دین اور منافع ہر اعتبار سے حرام ہیں یہ مال کی برکت کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا باعث بھی بنتا ہے۔

اسلام نے آجر کے اس حق کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے منافع کو زیادہ سے زیادہ بنانے کے لیے سعی وجدوجہد کرے لیکن اپنے طرز عمل میں حلال و حرام کی قیود کی مکمل طور پر پاسداری کرے اللہ کی خوشنودی اصلاً مقصود ہونی چاہیے یہی اسلامی معاشی نظام کی اصل ہے۔

مشروبات محرّمہ کے ذریعے معاش کمانے سے انسان اپنے آپ کو محفوظ رکھے تو مادی منافع کی کچھ قربانی سے اگر وہ رضائے الٰہی کو پالے تو اس کا حقیقی منافع اس صورت سے زیادہ ہو گا جس سے وہ ان حرام اشیاء سے مادی منافع کی زیادہ حد کو چھولے مگر اس عمل سے خالق حقیقی کی نافرمانی اور ناراضگی کا سبب بنے مثلاً ایک مسلمان تاجر کو چینی کی نسبت شراب کی تیاری اور فروخت سے زیادہ منافع کی توقع ہے، لیکن وہ شراب کے زیادہ نفع کو چھوڑ کر چینی کے کم نفع کو ترجیح دیگا کیونکہ اجر و ثواب کا منافع اس عارضی اور حرام مادی منافع سے زیادہ ہو گا۔

ان محرّمات کے معاشی اثرات میں سب سے بڑا اثر اللہ کی نافرمانی اور حکم عدولی کر کے اپنے ہی پیسے اور دولت میں بے برکتی کا حصول ہے، کیونکہ اسلامی نقطہ نظر سے حقیقی منافع مادی منافع اور اخروی منافع کا مجموعہ ہے اور اس منافع کے حصول کے لیے حلال و حرام کی حدود کی پاسداری کو ضرور سمجھنا ناہر مسلمان کا عین فرض ہے اگر وہ خالق حقیقی کی حکم عدولی کر کے مشروبات محرمہ سے دولت کمائے گا تو اس ذریعہ معاش میں اللہ کی ناراضگی کمائے گا اور اللہ کبھی اس دولت میں برکت نہیں ڈالے گا بلکہ اسطرح ناجائز ذریعے سے کمایا ہوا پیسہ ناجائز راستوں سے نکل بھی جاتا ہے۔

صرف ناجائز شکلوں میں ایک شکل حرام اشیاء شراب اور دیگر مسکرات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

معاشی نظام میں جہاں کمانے کی صورتیں واضح ہیں وہی صرف (خرچ) کرنے کے بھی اصول و ضوابط بیان کیے گے ہیں اور ان مشروبات محرّمہ سے حرام کمانا اور تسکین احتیاجات کے لیے غلط جگہ خرچ کرنا بھی حرام ہے۔[1]

شرعی احکام کی تعمیل و اطاعت میں روح و اخلاق کی اصلاح و بالیدگی کے جو اثرات ہیں اور جن سے اسکی ذاتی اور معاشرتی اور اجتماعی زندگی سنورتی ہے، اور دائمی زندگی راہ راست پر گامزن ہو کر آخرت میں فلاح و کامرانی کی منزل پر پہنچ سکتی ہے وہ حرام ذرائع سے بچاؤ ہے اور خالق کائنات کی نافرمانی سے عقل ان حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی ایسے مال سے انسان کا صدقہ تک قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

---

(۱) اسلامی معاشیات، پروفیسر عبد الحمید ڈار، علمی کتاب خانہ لاہور، ص ۵۳

مشروبات محرمہ سے حاصل کردہ رزق اور مال صدقہ وخیرات میں خرچ کرنے سے پاک وحلال نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی اجروثواب ملتاہے دنیامیں بھی اس کی سزااور آخرت میں خدائی حدود واحکام کی نافرمانی دخول جہنم کا سبب بنتے ہیں۔

مشروبات محرمہ بذات خود حرام قرار دی گئی ہیں شراب اور تمام مسکرات سے بذریعہ معاش نفع اٹھانا اور خرید فروخت ہر اعتبار سے ممنوع قرار دی گئی ہے۔

حدیث پاک ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللهِ اِنَّ اللهَ اِذَا حَرَّمَ عَلٰی قَومٍ أَکلَ شَیءٍحَرَّمَ عَلَیهِم ثَمَنَهُ اِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بیعَ الخَمرِوَالمَیتَةِوَ الخِنزِیرِوَالاَ صنَامِ)) (۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے جن چیزوں کا کھانا حرام قرار دیاہے ان کی تجارت بھی اللہ نے حرام قرار دی ہے بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیاہے۔

ایک اور حدیث میں بیان کیا گیاہے؛

((قَالَ رَسُولُ اللهِ خُذُو مَااُحِلَّ وَاترُکُوا مَاحُرِّمَ)) (۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رزق حلال حاصل کرو اور حرام کے تمام طریقے ترک کرو؛؛

حدیث پاک میں ارشاد ہے؛

((فَاِن تُعسِّرَ عَلَیکُم شَیءٌ مِّنهُ فَاطلُبُوهُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ)) (۳)

کسب معاش میں اگر تمہیں کوئی تنگی اور مشکل پیش آئے تو اسے حاصل کرنے کے لیے تعلق باللہ کا سہارا اختیار کرو۔

مذکورہ بالا حدیث سے واضح کیا جارہاہے کہ حرام اشیاء سے کامیابی اور فائدہ چاہے کتنی جلدی اور زیادہ حاصل کیوں نہ ہو حرام ہے اور کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے جبکہ رزق حلال مطلوب ہے خواہ کتنی ہی مشقت اور قلیل مقدار میں کیوں نہ حاصل ہو۔

---

(۱) صحیح بخاری شریف، الجزء الخامس، ص ۹۸۴، حدیث ۵۵۳۱

(۲) سنن ابن ماجہ، ص ۳۰۸، حدیث ۲۱۴۴

(۳) معجم الکبیر للطبرانی، ابو قاسم سلیمان الطبرانی، ۲۰۱۳ء، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۲۱

حضور کا ارشاد اسی مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے:

((اَلَافَاتَّقُوا اللهَ وَاجمَلُوا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحمِلَنَّکُم اِستِبلَاءَ الرِّزقِ---)) [۱]

خبر دار اللہ سے ڈرتے رہو اور رزق حاصل کرنے میں جائز اور اخلاقی طریقے اختیار کرو حصول رزق میں ذرا سی تاخیر نہ کرو۔

اتقو اللہ میں تمام غیر اخلاقی غیر منصفانہ اور حرام ذرائع اور طریقوں سے بچنے کی کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور مشروبات محرّمہ انہی ذرائع میں داخل ہیں۔

اللہ کی معصیت ونافرمانی کا ارتکاب رکھنے والا ذریعہ معاش باطل اور ناپاک ہے اور اس سے مال میں بے برکتی ہوتی ہے۔ [۲]

حرام کی روزی کھانا اور اسکی فکر و تدبّر کرنا اور اس کی کمائی میں لگنا سب معاصی اور اللہ کی نافرمانی ہیں اور موجب عذاب ہیں،

انسان حرام ذرائع سے مال کمانے میں لگ جاتا ہے جبکہ اسلامی معاشی نظام کی بنیاد پر حلال ذریعۂ معاش ہے اور اسی بنیاد کی نفی کرتے ہوئے انسان پست مقاصد کے کانٹوں میں الجھ جاتا ہے اور اس سے بدترین معاشی اثر حرام ذریعہ معاش اور کمائی کے گناہ میں طلب لذت کا پیدا ہوتا ہے، اسی حرام کمائی اس کے گھر والوں اور اسکی اولاد کے لیے بھی نقصان دہ ہوتی ہے، بظاہر دنیاوی فائدہ ضرور ہوتا ہے لیکن اس کا اثر اولاد کی غلط تربیت کی صورت میں ہوتا ہے انسان رزق حلال کی کشش ولذت کی وجہ سے اپنے فرائض منصبی اور فرائض خلافت سرانجام دینے کے بجائے لذائذ نفس کی دلفریبیوں کا شکار ہو جاتا ہے شیطان ایسے لوگوں کو ہمیشہ فریب کا دانہ اطمینان دلاتا ہے۔ کہ ذرائع معاش حرام بھی ہوں تو دنیا کمانے اور پیٹ پالنے کے لیے اپنی جگہ جائز ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ [۳]

اب میں زمین میں ان لوگوں کے لیے گناہوں کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔ [۴]

اور ایسے انسان میں اللہ کے ہاں محاسبے کا کھٹکا بھی نہیں رہتا یہ ایک گمراہ کن نظریہ ہے جو حرام ذریعہ معاش سے انسان میں پیدا ہوتا ہے، اس معاشی نظریہ کے تحت انسان حرام کمائی میں سے یتیموں، درس گاہوں، سماجی و رفاہی کاموں میں کبھی

---

(۱) السنن کبریٰ للبیہقی، ص ۱۰۳

(۲) اسلام کا معاشی و معیار اخلاق، ص ۳۸

(۳) الحجر: ۱۴/۳۹

(۴) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۲۸

کبھار چندہ دینے کے بعد بقیہ مال کو طیّب تصور کرتا ہے اوراس کی حرص وہوس مزید بڑھتی چلی جاتی ہے اور رزق حرام کی لذت وکشش کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ "چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی"[1]

مثنیٰ بن سعید کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن العزیز نے عدل بن ارطاق کو فرمان بھیجا کہ وہ محاصل کی تفصیلات دریافت کیں، تفصیلات کے مطابق عشر خمر (محصول شراب) کی رقم چار لاکھ درہم تھی؛

حضرت عمر بن عبد العزیز نے انہیں لکھا:

خمر پر نہ عشر ہے نہ وہ فروخت کی جاسکتی ہے نہ خریدی جاسکتی ہے جیسے ہی میرا یہ فرمان دیجیے فوراًیہ رقم واپس کردو[2]

حضرت عمر کے اس فعل سے معاشی اعتبار سے مشروبات محرّمہ کا استعمال کی ممانعت اور واضح ہوتی ہے اور ایسا کرنے والا شخص گناہ گار ہو گا۔

غرض یہ کہ بے شمار مفاسد اور برائیوں کی بنیاد پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب اور اس کی تجارت اور معاشی اعتبار سے انتفاع کو حرام قرار دیا ہے اور اسی سے متعلقہ معاملات کے اعتبار سے مشروبات محرّمہ کی دکان میں ملازمت کرکے روزی کمانا شراب کی درآمد برآمد سب حرام ہے اسلام نے مشروبات محرّمہ کو انسانی ضرورت ومعیشت سے قطعی اور کلّی طور پر نکال دیا ہے ایسا کرنے سے ایمان کی کمزوری بھی پیدا ہوتی ہے، کیونکہ خالق حقیقی کی معصیت دلوں کو سخت کر دیتی ہے گناہ کا احساس ختم ہو جاتا ہے اس طرح ایک صحت مند اور صالح معاشی نظام استوار نہیں ہوتا اور انسان غلط طریقوں سے حرام روزی کمانے کے لیے حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ-إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [3]

اے لوگو: زمین کی چیزوں میں جو حلال اور پاکیزہ ہیں ان کو کھاؤ اور اس بارے میں شیطان کے قدموں پر مت چلا کروہ وہ تمہارے واسطے کھلا دشمن وہ تم کو برائی اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں ۔[4]

---

(۱)اسلام کا معاشی ومعیار اخلاق، ص ۳۸

(۲) زاد المعاد، حافظ ابن قیم، نفیس اکیڈمی، کراچی، حصہ ۴، ص ۱۷۴

(۳)البقرۃ:۱۶۸-۱۶۹

(۴)ترجمہ قرآن حکیم، ص ۳۲

اس آیت میں اللہ نے صریح الفاظ میں شیطان کے بہکانے میں آکر حرام اشیاء سے کسی طرح بھی فائدہ اٹھانے کو منع کیاہے ان کو ذریعہ معاش بنانا بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور معاشی اثرات میں محرّمات اشربہ کے ایک بدترین اثر شیطان کے حیلے بہانوں میں آکر ناجائز ذرائع اور جھوٹ وخیانت کو ذریعہ بنانا ہے۔[۱]

انسان کمانے میں ایمان داری اور سچائی سے کام لینے کے بجائے ایسے اوہام اور افکار کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کو ارتکاب جرائم پر مجبور کرتے ہیں اور اس طرح وہ قانون کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں قانون میں بھی حرام اشیاء کی خرید وفروخت سے منع کیا گیاہے۔

مسلمان کا اسباب ملک مثلاً بیع، شراب، اور ہبہ وغیرہ کے ذریعے سے اس کا مالک بننا حرام ہے اس لیے کہ ان سب چیزوں کے ذریعے شراب سے نفع اٹھایا جاسکتاہے اور مسلمان کے لیے اسے ذریعۂ معاش بنانا حرام ہے۔[۲]

حرام ذریعہ معاش انسان کو گناہوں اور برائیوں پر اکساتا ہے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر مجبور کرتا ہے حدیث مشروبات محرّمہ میں سے شراب کو مکمل طور پر کسی بھی صورت معاشی لحاظ سے حرام کر دیا گیاہے۔ حدیث کے پیش نظر مشروبات محرّمہ کی فیکٹریوں میں کام کرنا جائز نہیں ہے۔

اور وہ شخص ملعون ہو گا یہ گناہ اور ظلم کی باتوں میں تعاون ہے۔[۳]

حدیث پاک ہے:

قال رسول الله جاءنی جبرئیل و قال یا محمد ((عَاصِرُهَا مُعتَصِرُهَاوَشَارِبُهَاوَحَامِلُهَاوَالمحَمُولَةُ اِلَیهِ وَبَائِعُهَاوَمُبتَاعُهَاوَسَا قِیُهَا وَمُستَقِیُهَا)) [۴]

نبی ﷺ نے فرمایا؛

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ: بلاشبہ اللہ نے شراب اسکے نچوڑنے والے اور جس کے لیے شراب نچوڑی گئی اٹھانے والے جس کی طرف اٹھائی گئی ہو اس کے بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور اسکے پینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

---

(۱) اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، محمد عبد السلام، ۱۹۹۳ء، ص ۸۷، اسلامی کتب خانہ کراچی، ص ۸۷

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، ستمبر ۲۰۱۳ء، دار الاشاعت کراچی، ج ۴، ص ۲۰۶

(۳) فتاوی اسلامیہ، ج ۳، ص ۴۱۵

(۴) سنن ابی ابو داؤد، رقم الحدیث، ۳۶۷۴

مشروبات محرّمہ کے بدترین اثرات میں انسان کی خالق حقیقی کی نافرمانی، معاشی نظام کے قوانین کی خلاف ورزی، اپنے فرائض اور منصب خلافت سے غیر ذمہ داری، اولاد کی غلط تربیت، مال کی لالچ و حرص، ایمان کی کمزوری وغیرہ شامل ہیں، اسی لیے اسلامی معیشت کے بنیادی اصولوں میں اہم اصول حرام ذریعہ معاش سے احتیاط و گریز ہے تاکہ ان تمام برائیوں اور معاصی سے بچا جاسکے اور معاشی نظام اسلام کے اصولوں کے مطابق ہو اور صالح اور مضبوط معاشی نظام استوار ہو سکے۔

باب چہارم

محرّمات خوردونوش میں فقہاء کی آراء

فصل اوّل: مأکولات محرّمہ اور فقہاء کی آراء

فصل دوم: مشروبات محرّمہ اور فقہاء کی آراء

فصل اوّل: مأکولات محرّمہ اور فقہاء کی آراء

مبحث اول: محرّمات سباع (درندے) اور فقہاء کی آراء

مبحث دوم: حیوانات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

فصل اوّل: ماکولات محرّمہ اور فقہاء کی آراء

ماکولات محرّمہ کی حرمت کا مقصد صحت انسانی اور اصلاح عقیدہ بھی ہے قرآن وحدیث کے ذریعے ماکولات محرّمہ کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے ماکولات کے مختلف مسائل کے ضمن میں فقہاء کی مختلف آراء پائی جاتی ہیں، جن کو اس فصل میں زیر قلم کرنے کی کوشش کی گئی ہے فقہاء کا یہ اختلاف ان ماکولات محرّمہ کی حرمت پر ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کی حرمت پر اتفاق ہے، ان ماکولات سے کئی مسائل انسان زندگی سے وابستہ ہیں ان کی خرید وفروخت، ذبیحہ کا حکم اور جسمانی نفع وغیرہ کے معاملہ میں فقہاء کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے جو ذیلی مباحث میں بیان کیا گیا ہے۔

مبحث اول

محرّمات سباع (درندے) اور فقہاء کی آراء

مبحث اول

محرّمات سباع (درندے) اور فقہاء کی آراء

قرآن پاک اور احادیث میں مأکولات محرّمہ کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے، درندے بھی مأکولات محرّمہ ہیں اور آپ ﷺ نے درندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

قرآن پاک میں قاعدہ بیان کر دیا گیا ہے۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (۱)

ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔

اور سباع یقینی طور پر تمام انسانوں کے لیے ثابت شدہ حقائق سے مضر صحت ہیں۔

درندہ ہونے کی وجہ سے اصولی طور پر تمام فقہاء کے نزدیک ایسے جانور حرام ہیں۔

امام مالک کے بارے میں مختلف روایتیں منقول ہیں مگر صحیح یہی ہے کہ وہ بھی درندوں کو حرام قرار دیتے ہیں امام مالک نے اپنی کتاب مؤطا میں حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے جو درندوں کی حرمت کے بارے میں لکھتے ہیں اور یہی رائے مذکور ہے۔

"وَهُوَ الحَرَام عِندَنَا" (۲)

وہ ہم پر حرام ہیں۔

پرندوں کے سلسلے میں بنیادی اصول یہ بتایا گیا ہے کہ پرندوں میں بھی درندے حرام ہوں گے اور درندوں سے مردہ پرندے جو پنجوں سے اپنا شکار کرتے ہیں اسی لیے فقہاء پنجے سے شکار کرنے والے اور دوسرے پرندوں پر حملہ آور ہونے والے پرندوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

درندوں کی حرمت:

قرآن وحدیث سے درندوں کی حرمت ثابت ہے۔

---

(۱) الاعراف:۱۵۷/۷

(۲) المؤطا، امام مالک بن انس، ۱۹۹۲، دار سحنون، استنبول، ج۱، ص ۴۹۲

ابن القاسم نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ درندوں کا گوشت مکروہ ہے اسی قول کی بنیاد پر تمام اصحاب نے موقف اختیار کیا ہے اور یہ قول ان کے نزدیک غالب ہے۔ [1]

امام مالک نے المؤطا میں جو ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ درندوں کا گوشت حرام ہے دلیل میں وہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

"عن ابی ھریرۃؓ قال النبی ﷺ اکل کل ذی ناب بن السباع حرام"

ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر دانت والے درندے کا گوشت کھانا حرام ہے۔ [2]

امام شافعیؒ، اشہب، اصحاب مالک اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے۔

مگر حرام درندوں کی جنس میں ان کے نزدیک اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ: گوشت کھانے والا ہر جانور درندہ ہے یہاں تک کہ ہاتھی اور گوہ بھی درندوں میں شامل ہونگے اور نیولا بھی اسی فہرست میں ہے۔

امام شافعیؒ: گوہ اور لومڑی کا گوشت کھایا جاتا ہے، حرام درندے وہ ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں جیسے، شیر، چیتا، اور بھیڑیا۔

مالکیؒ: یہ دونوں اقوال مالکی مسلک میں موجود ہیں۔

جمہور علماء: بقدر کا گوشت نہیں کھایا جائے گا اور نہ اس سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک کتا بھی حرام ہے اور اس سے استفادہ بھی ممنوع ہے کیوں کہ اس کے جھوٹے کے نجس ہونے سے اسے نجس العین سمجھا ہے۔

ذی مخلب اور ذی ناب کا بیان:

حدیث پاک ہے؛

((عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ عَن كُلِّ ذِى نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِى مُخَلَّبٍ مِّنَ الطَّيرِ)) [3]

حضرت ابن عباس سے روایت ہے نبی ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجوں سے شکار کرنے والے پرندے سے منع فرمایا ہے۔

ذی ناب بن السباع: سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے مثلاً شیر، بھیڑیا، چیتا، وغیرہ۔

---

(۱) بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد، ابن رشید، مترجم عبید اللہ قاضی، توصیف پبلی کیشنز لاہور، ص ۱۴

(۲) المؤطا، ج ۱۔۲۔ص ۴۹۲

(۳) ترمذی، ص ۲۷۰، حدیث ۱۴۸۱

ذی مخلب: وہ پرندہ جو اپنے پنجوں سے شکار کرتا ہو جیسے باز، چیل شکر، شاہین وغیرہ۔

شوافع نے پرندوں کے بارے میں چند منضبط اصول مقرر کیے ہیں۔ تین طرح کے ے پرندوں کو کھانا حرام ہے۔

۱)وہ پرندہ جو خود درندہ ہو۔ جیسے باز، شاہین وغیرہ۔

۲)وہ پرندے جن کو شریعت نے کھانے سے منع فرمایا ہے جیسے مکھی، وغیرہ۔

۳)وہ پرندے جن کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے چیل وغیرہ۔

امام شعبیؒ اور سعید بن جبیر: پرندوں میں کوئی پرندہ حرام نہیں مباح ہیں۔

آیت: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾(۱)

"تم یہ فرمادو: جو چیز میری طرف سے وحی کی گئی اس میں ایسی چیز کوئی نہیں پاتا جو حرام کی گئی ہو"

امام اوزاعی: پرندوں میں سے کوئی پرندہ حرام نہیں ہے۔(۲)

امام مسلمؒ: پنجہ والے پرندے سے مراد وہ پرندے ہیں جو پنجہ سے شکار کرتے ہیں جیسے باز، شکرہ، چیل، گدھ وغیرہ اور الّو بھی اپنے پنجے سے شکار کرتا ہے پس وہ حرام ہو گا لیکن بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں الو کو حلال لکھا ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ کبوتر اور چڑیا بھی اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں وہ بھی حلال ہیں۔

چنانچہ ایسے تمام پرندوں کا گوشت حرام ہے جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں بخلاف ایسے پرندوں کے کہ جن کے پنجے تو ہیں لیکن وہ ان سے شکار نہیں کرتے جیسے کبوتر، چڑیا وغیرہ لہذا وہ حلال ہیں۔

مالکیہؒ: ہدہد کا گوشت حلال ہے لیکن مکروہ ہے تمام پرندے حلال ہیں طوطا مکروہ ہے بعض علماء طوطے کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں اقوال مشہور ہیں، کوا کسی بھی قسم کا حلال نہیں ہے۔

حنفیہؒ: خطاف کا گوشت حلال ہے لٹورا اور ہدہد مکروہ ہیں عقعق (کوّے کی ایک قسم) حرام ہے۔

امام محمدؒ ابراہیم نخعی: کراہت کے ساتھ حلال ہے کیونکہ وہ دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے باقی تمام نوکیلے دانت والے پرندے حرام ہیں۔

امام شافعیؒ: ہدہد اور مور حرام ہیں اور نوکیلے دانت والے پرندے حرام ہیں۔

جمہور: ہدہد اور مور حلال ہے۔

---

(۱)الانعام: ۱۴۵/۷

(۲)المؤطا، ص ۵۹۷

خطاف دریائی بھجنگا، زخم گدھا کی قسم، طواط جنگلی یا بیل، لٹورا بڑے سر والے پرندے جو چڑیوں کا شکار کرتا ہے اور عقعق کوے کی ایک قسم ہے۔

ان پرندوں کو حلال کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کسی جانور کو قتل کرنے کی ممانعت آگئی ہو تو جب تک کوئی دوسری دلیل نہ ہو صرف ممانعت قتل کی بناء پر اس کو حرام یا مکروہ نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

لومڑی اور بجو میں اختلاف ہے:

ابو حنیفہؒ: دیگر درندوں کی طرح یہ بھی حرام ہیں۔

شافعیؒ: محض وہی درندہ حرام ہے جو حملہ کر کے چیڑ پھاڑ کرنے والا ہو اور لومڑی اور بجو اس طرح نہیں ہیں اس لیے حلال ہیں۔ (۱)

راجح: لومڑی اور بجو کو کھایا جا سکتا ہے اسکی دلیل وہ حدیث ہے جس میں حضرت ابن ابی عمار نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا کہ الضبع صید ھی) کیا بجو شکار ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، پھر انہوں نے پوچھا کیا میں اسے کھاؤں؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں پھر دریافت کیا۔

((اَأَكَلَهُ رَسُولُ اللهِ هٰذَا؟؟)) کیا رسول اللہ سے نے اسے کھایا؟؟ تو جابرؓ نے جواب دیا، نعم، ہاں۔ (۲)

کیلوں (دانت پھاڑنے والے) جانوروں کا بیان:

جو جانور کیلوں والے ہوں جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، کتا، بلی، گیڈر، لومڑی وغیرہ ان کی حلت و حرمت میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ: امام شافعیؒ؛ امام یوسفؒ: کیلوں والے جانور حرام ہیں۔

امام مالکؒ: کیلوں والے جانور مکروہ ہیں۔

---

(۱) الفقۃ الاسلامی وادلتہ، ج ۴، ص ۲۵۹۵

(۲) جامع ترمذی، ص ۴۲۴، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی اکل الضبع، حدیث ۱۷۹۱

دلیل مالکؒ: امام مالک نے فرمایا:

آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾[۱]

کہہ دو میں حرام نہیں پاتا ہوں جو مجھ پر وحی کیا گیا ہے کھانے میں سے کچھ بھی کھانے والے پر جو اس کو کھاتا ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک آیت میں جس کی حرمت کا ذکر نہیں وہ حرام نہیں ہے۔

دلیل:

امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ کے نزدیک آیت سے اس وقت حرام اشیاء کا بیان واضح ہوتا ہے لیکن اس کے نزول کے بعد ان مذکورات کے علاوہ کسی اور کو حرام نہیں کیا گیا اس کا ثبوت اس آیت سے نہیں ملتا ہے۔

اور دوسری اشیاء کی حرمت صحیح احادیث میں آچکی ہے۔[۲]

حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ہر کیلوں والے درندہ اور ہر ناخن دار پنجوں والے پرندہ کھانے کی ممانعت فرمائی ہے"[۳]

حضرت ابو ثعلبہ کی روایت ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کیلوں والے درندوں کو کھانا حرام ہے"[۴]

درندوں کا شکار:

وہ جانور جس پر شیر، چیتا، بھیڑیا اور کتا وغیرہ حملہ کرے اور اس کا کوئی حصّہ کھا جائے اور سبب سے مر جائے تو اس جانور کو کھانا بھی حرام ہے اگرچہ اس سے خون بہا ہو بلکہ اگرچہ ذبح کرنے کی جگہ سے ہی خون نکلا ہو تاہم وہ جانور بالا جماع حرام ہے۔

جمہور کا مؤقف: جمہور فقہاء کا یہی مذہب حرکت بھی اس جانور کی ایسی ظاہر ہو جائے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس میں حیات ہے تو وہ حلال ہو گا۔

---

(۱) الانعام:۱۴۵

(۲) تفسیر مظہری، ج۳، ص۲۴۷

(۳) تفسیر مصباحین شرح تفسیر جلالین، ج دوم، ص ۳۰۶

(۴) جامع ترمذی، ص۳۵۹، حدیث، ۱۴۷۷

امام مالک: اگر درندہ شکار کی آنتیں نکال لے تو ذبح نہ کیا جاے اس میں سے کس چیز کا ذبیحہ ہو گا؟ اگر شکار بالکل آخر تک پہنچ گیا ہو تو کھانا کراہت کے ساتھ حلال ہے،

درندوں میں شکار اکثر کتوں کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے۔

سورۃ المائدہ میں بیان ہے؛

﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ﴾ (۱)

تم جن شکاری جانوروں کو شکار پکڑنا سکھاتے ہو۔

شکار کو مکّلب اور مکّلبین کا مطلب شکاری لوگ ہیں۔

المکّلب کتّوں کو سکھانے والے کو کہا جاتا ہے۔

کتّے کے شکار سے متعلق فقہی اختلافات:

۱) کتّے کو چھوڑتے وقت شکاری ذبح اور اباحت کی نیت کرے تو شکار کا کھانا حلال ہو گا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"جب تم اپنے کتّے کو چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لو تو تم کھالو" (۲)

اگر کتّے کو چھوڑتے ہوئے لہو و لعب کا قصّہ ہو تو فقہاء کا اختلاف ہے۔ (۳)

امام مالکؒ: ایسا شکار کھانا مکروہ ہے۔

ابن عبد الحکیم: ایسا شکار جائز ہے۔

جمہور علماء: کتّا یا باز چھوڑتے وقت زبان سے تسمیہ ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا، تو اللہ کا نام ذکر کرے۔

اہل ظاہر اور اہل حدیث: کتّے کے شکار پر اگر کسی اعتبار سے اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا تو شکار نہیں کھایا جائے گا۔

احناف: اگر تسمیہ عمداً بھی ترک کر دے تو شکار کھانا جائز ہے۔

امام مالکؒ: اگر تسمیہ سہواً ترک کیا تو شکار حلال ہو گا عمداً ترک کرنے کی صورت میں حرام ہو گا یہی قول فقہ الامصار کا بھی ہے۔

۲) کتّا خود ہی شکاری کے ہاتھ سے بغیر ابھارے شکار کے پیچھے لگ جائے تو اس کا شکار کھانا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) المائدۃ: ۴/۶

(۲) جامع ترمذی، ص ۳۵۷۔ کتاب الصید، حدیث ۱۴۷۰

(۳) احکام القرآن، ابی بکر احمد بن علی الرازی، ۱۴۱۲ھ، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الجزء الثالث، ص ۳۱۲

جمہور امام مالک، امام شافعی، ابو ثور، اصحاب الرائے کے نزدیک کتے نے شکاری کے دخل کے بغیر اپنے لیے خود شکار کیا ہے اس لیے شکار کا کھانا جائز نہیں ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

((اِذَا اَرسَلتَ کَلبَ المُعَلَّم)) (۱)

جب تو اپنے سکھائے ہوئے کتّے کو چھوڑے۔

عطا بن ابی رباح اور اوزاعی کے نزدیک شکار کھایا جائے گا کیونکہ اس کتّے کو شکار کے لیے ہی نکالا ہے۔

۳) اگر کتّا یا درندہ شکار کا خون پی لے تو اس کا شکار کھانے میں علماء کے مختلف نظریات ہیں:

عطاء: اس شکار کا خون پینا اور کھانا جائز نہیں ہے۔

شعبی اور سفیان ثوریؒ: اس شکار کا کھانا مکروہ ہے۔

جمہور علماء: علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ایسے شکار کا کھانا جائز ہے۔

شکار کی اباحت کا سبب کتّے یا درندے کا شکار کو کاٹنا ہے اور اس کاٹنے میں یقین کا ہونا ضروری ہے۔ کوئی دوسرا شک نہ ہو شک ہونے کی صورت میں نہ کھائے۔

۴) کتّے یا درندے کے غائب شکار کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے اور اس کے متعلق تین اقوال ہیں:

۱) اسے کھایا جائے گا خواہ اسے تیر نے قتل کیا ہو یا کتّے نے شکار کیا ہو۔

۲) اگر وہ غائب رہے تو اس میں سے کچھ نہیں کھایا جائے گا کیونکہ شکار میں حشرات وغیرہ کی مدد کا شک شامل ہے۔

۳) کتّے کا شکار ایسی صورت میں نہیں کھایا جاے گا۔

امام شافعیؒ: ایسا شکار جائز نہیں ہے،

ابن عباسؓ: ایسا شکار ایک رات بعد بھی ملے تو نہ کھاے،

ثوریؒ: ایک دن بعد ملنے والا شکار مکروہ ہے،

اوزاعیؒ: کتّے کے شکار کے بعد دوسرے دن ہی مردہ پائے تو کھانا جائز ہے،

---

(۱) صحیح مسلم، ص ۸۶۰، کتاب الصّید والذّبائح، حدیث ۴۹۷۲

بعض علماء کے نزدیک یہ معلل ہے جس سے اس کے کھانے سے ضرر کا خوف ہوتا ہے، تو اس تعلیل کی بناء پر اس کا کھانا حرام ہے۔

۵) یہودی اور نصرانی کے کتّے کے ساتھ شکار کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

حسن بصری: مکروہ ہے مجوسی کا کتّا، باز، شکرا کے ساتھ شکار، حضرت جابرؓ، حسن، عطاء، مجاہد، نخعی، ثوری اور اسحاق نے بھی مکروہ کہا ہے۔

امام مالکؒ: امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے کتوں کے ساتھ شکار کرنا اور اس شکار کو کھانا جائز ہے بشرطیکہ کے شکاری مسلمان ہو اگر شکاری مجوسی ہو تو کھانا جائز نہیں۔(۱)

شکار اہل کتاب میں سے ہو تو امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں باقی تمام جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے۔

ابن وہب اور اشہب کے نزدیک یہودی اور نصرانی کتّوں کے ساتھ شکار کرنا اور کھانا جائز ہے۔

ابو ثور: دو اقوال ہیں۔

۱) جمہور علماء کے قول کے مطابق مسلمان شکاری ہو تو جائز ہے۔

۲) مجوسی اہل کتاب سے ہے اور ان کا شکار جائز ہے۔

پرندوں (درندوں) کے شکار میں اختلاف:

درندوں میں سے جو پرندے شکاری ہیں ان کے شکار میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

جمہور امام شافعیؒ: ایسے پرندے کتّے کے حکم میں ہیں اگر یہ شکار میں سے کچھ کھالیں تو شکار حلال نہ ہو گا۔

امام ابو حنیفہؒ مزنی احمد: شکاری پرندوں نے شکار کا گوشت کھالیا تو وہ حرام نہ ہو گا بلکہ جائز ہو گا۔

اس لیے کہ پرندوں کو کتّوں کی طرح سدھا بھی نہیں سکتے اور وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ہیں اس لیے قابل معافی ہیں۔(۲)

---

(۱) احکام القرآن، الجز الثالث، ص ۳۱۶

(۲) احکام القرآن، الجزء الثالث، س ۳۱۲

مبحث دوم

حیوانات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

مبحث دوم

حیوانات محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

طہارت کے مقابلے میں نجاست بولا جاتا ہے اور نجاست کا اطلاق گندگی پر کیا جاتا ہے یعنی وہ چیز جس کو شرعاً گندا سمجھا جائے۔

فقہاء کی آراء کے اعتبار سے نجاستیں دو قسم کی ہیں:

ا) وہ نجاست جن پر فقہاء کا اتفاق ہے،

سوّر کا گوشت خواہ اس کو شرعی طریقے سے ذبح ہی کیوں نہ کیا جائے، کیونکہ یہ قرآنی نص سے نجس العین قرار پاتا ہے اس کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء بدن یعنی بال، ہڈی، کھال، خواہ دباغت شدہ ہو سب ناپاک ہیں اور مالکیہ معتمد بات یہ ہے کہ ماسوائے سوّر اس کا پسینہ، آنسو، ناک کی رینٹ اور تھوک پاک ہے، خون والے جانور کا مردار جو پانی میں نہ رہتا ہو۔

ب) انسان کا اور خشکی کے جانوروں کا خون جو اس سے نکلا ہو زندہ یا مردہ حالت میں اگر مسفوح ہو اور زیادہ ہو تو وہ ناپاک ہے یعنی خون کے ناپاک ہونے کا حکم سے بہتا ہوا خون ناپاک ہے۔

مالکیہ اور شوافعؒ کے ہاں اگر مچھلی، مکھی، وغیرہ سے بہتا ہوا خون نکلے تو وہ بھی ناپاک ہو گا۔

ج) حرام گوشت والے جانوروں کا پیشاب پاخانہ اور قے ناپاک ہے ماسوائے چوہے اور چمگادڑ کے پیشاب کے کہ احناف کے ہاں یہ ناپاک نہیں ہیں۔

ان نجاستوں سے طہارت حاصل کرنے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں:

ان نجاستوں کو دور کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے اگر پانی موجود نہ ہو تو تیمم کافی ہو جاتا ہے حیوانات محرّمہ کی نجاسات و طہارت میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں؛

مردار کی نجاست کا بیان:

علماء نے اس مردار جس کے اندر خون نہ ہو اور سمندری جانور کے مردار میں اختلاف کیا ہے۔

امام مالکؒ: جس جانور میں خون نہ ہو اسکا مردار طاہر ہے اور سمندر کا مردار بھی طاہر ہے۔

امام شافعیؒ: خون والے مردار اور بے خون مردار طاہر نہیں ہیں البتہ سمندری مردار اس سے مستثنیٰ ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ: بری اور سمندری مردار طاہر نہیں ہیں البتہ بے خون مردار اس سے مستثنیٰ ہیں۔

فقہاء میں اختلاف کا سبب آیت کے معنیٰ میں اختلاف ہے،

﴿حُرِّمَت عَلَیکُمُ المَیتَة﴾ [۱]

تم پر مردار حرام کیا گیا ہے۔

علماء نے اس آیت میں خاص کے معنیٰ مختلف لیے ہیں بعض فقہاء نے خاص سے سمندری مردار اور بے خون کے مردار کو مستثنیٰ کیا، بعض علماء نے صرف سمندری مردار کو مستثنیٰ کیا اور بعض نے صرف بے خون مردار کو مستثنیٰ کیا۔

امام شافعی کے نزدیک حدیث سے مذکورہ مفہوم کمزور ہے کیونکہ مردار اور خون دو مختلف انواع کے محرمات ہیں ایک میں ذبح کا عمل ہوتا ہے اور وہ مردار ہے اور ذبح کا عمل حلال جانوروں میں ہوتا ہے جس کا گوشت حلال ہے اور خون میں ذبح کا عمل نہیں ہوتا اس لیے کہ دونوں حکم میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور دلیل میں حدیث پیش کرتے ہیں۔

عن جابرؓ نبی ﷺ نے فرمایا؛

((ھُوَ الطَّھُورُ مَاءُہ وَ الحِلُّ مَیتَةُ)) [۲]

اس کا پانی پاک ہے اور اسکا مردار حلال ہے۔

امام ابو حنیفہؒ دلیل کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا مفہوم قطعی اور حدیث کا مفہوم ظنی ہے اس حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے لیے رخصت تھی۔

حیوانات محرّمہ کا پیشاب اور پاخانہ:

حیوانات محرمہ کا پیشاب اور پاخانہ کے مسئلہ میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ: تمام حیوانات کا بول وبراز نجس ہیں،

امام مالک اور بعض فقہاء کے نزدیک: حیوانات کا بول وبراز ان کے گوشت کے اعتبار سے حلال وحرام ہے، غیر ماکول اللحم کا بول وبراز نجس اور حلال جانوروں کا پاک ہے، اور جلّالہ کا گوشت کے ساتھ پیشاب اور پاخانہ بھی مکروہ ہے۔

بلی کے جھوٹے کا بیان:

قلیل اور طاہر پانی سے بلی نے پی لیا ہو لیکن گھریلو بلی ہو نہ کہ جنگلی بلی کہ اس کا جھوٹا نجس ہوتا ہے اور اس طرح آزادانہ پھرنے والی مرغی (جلالہ) اور درندوں کا نجس جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ یہ سب گندگی سے نہیں بچتے ہیں، یہ عمل استحسان کے مطابق ہے کیونکہ لوگوں کی آسانی اسی میں ہے۔

---

(۱) المائدة:۳/۶

(۲) ابن ماجہ، ص ۱۰۸۱، حدیث ۳۲۴۶

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ اپنے پانی کا برتن بلی کے آگے جھکا دیتے اور پھر آپ ﷺ اس بچے ہوئے پانی سے وضو فرماتے۔"[۱]

البتہ جب کوئی دوسرا پانی دستیاب نہ ہو اس وقت ایسی پانی کی کراہت نہیں رہتی۔ امام شافعیؒ بلی کے منہ اور جھوٹے کی طہارت کے قائل ہیں احناف کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے۔

گدھے یا خچر کے جھوٹے کا بیان:

جس پانی میں سے خچر کا گدھے نے پیا ہو خچر اور گدھے کا جھوٹا پاک تو قطعا ہے لیکن جس پانی سے گدھے یا خچر نے پیا ہو،

احناف: ایسے پانی کی طہوریت مشکوک ہو جاتی ہے کسی کے پاس پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں ایسے پانی سے وضو کرلے اور تیمم بھی کرے۔

مالکیہ: طہوریت کو ختم کرنے والی شے وہ ہے جو پانی میں مل جائے تو اس کے اوصاف (رنگ، بو، مزہ) میں سے کسی ایک وصف کو بدل دے لیکن وہ زمین کے اجزاء میں سے نہ ہو نہ وہ پانی کہ برتن کو دباغت دینے والا کوئی مادہ ہو۔

ایسا پانی پاک ہو گا اور وہ مضر نہ ہو گا اسکی طہوریت متاثر نہیں ہو گی۔

شوافع: پانی کی طہوریت ختم کرنے والی چیز ہر وہ پاک ملنے والی چیز ہے جس کی ضرورت پانی کو نہ ہو اور وہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی ایک وصف اتنا متغیر ہو جائے کہ پانی کا نام اس پر نہ بولا جا سکتا ہو۔

البتہ پانی کو متغیر کرنے والی چیز مٹی اور نمک نہ ہو تب ایسا پانی پاک ہو گا،

حنابلہ: وہ پاک چیز جو پانی کے اوصاف کو بہت بدل دے تو اس صورت میں پانی ماء مستعمل نہیں رہے گا۔[۲]

تمام حیوانات یعنی خچر، گھوڑے، گدھے، اور درندے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا جھوٹا طاہر ہے،

حضرت جابرؓ سے روایت ہے؛

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم گدھوں کے چھوڑے ہوئے پانی سے وضو کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں،، اور ان سب سے بھی جنہیں درندے پی کر چھوڑ دیں۔

---

(۱) جامع ترمذی، ص ۲۵، حدیث ۹۲

(۲) الاشباہ والسیوطی، جلال الدین عبد الرحمن السیوطی ۱۴۱۸ھ، مکتبہ نزاد الباز، مکہ ریاض، الجز الثانی ص ۱۷۲

سؤر، کتّے اور درندوں کے جھوٹے کا بیان:

سؤر الکلب سے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔

احناف: کتّے کا جھوٹا ناپاک ہوگا اور جھوٹا کبھی مکروہ بھی ہوتا ہے کبھی مشکوک بھی، احناف کے ہاں جھوٹے کا حکم پینے والے کے لعاب کے پانی میں مل جانے کے سبب ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جھوٹے کی ۴ قسمیں بیان کرتے ہیں۔

۱) طاہر ۲) مکروہ ۳) مشکوک ۴) نجس

۱) طاہر؛ انسان اور حلال جانوروں (جلاّلۃ) کا جھوٹا طاہر ہے کیونکہ وہ تھوک جو پانی پینے کے دوران اس میں ملاوہ پاک ہے۔

۲) مکروہ؛ بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ وہ ہر طرف پھرنے والی ہے۔

۳) مشکوک؛ گدھے یا خچر کا جھوٹا بذات خود پاک ہے لیکن صرف اس کے جھوٹے پانی سے طہارت حاصل کرنا مشکوک ہے۔

۴) نجس؛ وہ جھوٹا جو نجاست غلیظہ سے ہو، جیسے کتا، سؤر، درندے وغیرہ،

حدیث شریف ہے،

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا،

"اگر کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال سے تو اس کو سات مرتبہ دھولو"(۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے؛

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جب کتا برتن میں منہ مارلے تو برتن کو ساتھ مرتبہ دھولو اور آخری اور پہلی مرتبہ مٹی سے دھولو، اور جب بلی برتن میں منہ ڈال دے تو ایک مرتبہ دھولو"(۲)

اور سور اس لیے کہ وہ نجس العین ہے، درندے بھی اس حکم میں اس لیے داخل ہوتے ہیں کیونکہ ان تھوک ان کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا گوشت حرام ہے۔

مالکیہؒ: مالکیہ سے دو اقوال منقول ہیں طہارت کا قول راجح ہے،

جانوروں اور درندوں کا جھوٹا پاک ہے لیکن جلاّلۃ کا جھوٹا مکروہ ہے کیونکہ وہ گندگی کھاتا ہے۔

کتّے اور سؤر کا جھوٹا ناپاک ہے اور اس برتن کو سات بار دھونا ضروری ہے، کتّے کے برتن کے ساتھ بار دھونے میں اتفاق ہے لیکن سؤر کے جھوٹے برتن کو سات بار دھونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، ص ۱۳۲، حدیث ۶۵۱

(۲) جامع ترمذی، باب ماجاء فی سؤر الکلب، حدیث ۹۱

امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ: تمام جانور بشمول محرّمہ کا جھوٹا پاک ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے:

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم گدھوں کے جھوڑے ہوے پانی سے وضو کریں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ،ہاں، اور اس پانی کو بھی جس کو درندے چھوڑ دیں۔

ایک سے زیادہ حیوانات محرّمہ کا جھوٹا ناپاک ہوگا، کیونکہ اس طرح نجاست زیادہ پیدا ہوگی یہ راجح قول ہے۔ (۱)

حضرت یحیٰ بن عبد الرحمٰن کی رویت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں تشریف لے گے جن میں عمر بن عاص بھی تھی، ایک حوض پر پہنچے عمر بن عاصؓ نے حوض کے مالک سے پوچھا کیا تمہارے حوض پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے حوض کے مالک! ہمیں مت بتاؤ چونکہ ہم پرندوں پر وارد ہوتے ہیں اور وہ ہم پر وارد ہوتے ہیں۔ (۲)

حیوانات محرّمہ کی اشیاء واجزاء میں اختلاف

حیوانات محرّمہ کی مختلف اشیاء میں بھی اختلاف ہے۔

احناف: سوٗر کے علاوہ کسی بھی جانور کی وہ اشیاء واجزاء جن میں خون نہیں ہو تا مردہ یا زندہ کی قید نہیں ہے حلال اور حرام جانور اس حکم میں برابر ہیں حتی کہ کتا بھی ان سب کی اشیاء واجزاء پاک ہونگی، مردار کی چربی نجس ہوتی ہے اور ہڈی پاک ہوتی ہے، ان حیوانات کا بال، چونچ، پٹھے، ہڈی جس پر چربی نہ ہو یہ سب پاک ہیں۔

دار قطنی میں روایت ہے،

"رسول اللہ ﷺ نے مردار جانور کا صرف گوشت حرام کیا ہے، کھال، بال، اور ان کے بارے میں کوئی حرج نہیں" (۳)

نجس اجزاء کو دھواں اور راکھ پاک ہے۔

حنابلہؒ: ایسے حیوانات محرّمہ کی اشیاء واجزاء پاک ہیں جو زندہ حالت میں پاک سمجھے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ بلّی جیسے یا بلّی سے چھوٹے ہوں اور گندگی سے پیدا نہ ہوئے ہوں، ان اشیاء کی جڑیں مردار یا حیوانات کے جسم میں اگی ہوں وہ ناپاک ہے اور پانی کو ناپاک کر دیں گی۔

وہ پرندے جو حلال نہیں ہیں جیسے، شکرا، شاہین، عقاب وغیرہ، ان کی بیٹ امام ابو حنیفہؒ اور امام یوسفؒ کے ہاں پاک ہے۔

---

(۱) الفقہ اسلامی وادلتہ، ج ا ص ۲۰۷

(۲) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج ۵، حصہ نہم ص ۸۷

(۳) دار قطنی، السید عبد اللہ ہاشمی یمانی، ۱۹۶۶ء، دار المحاس قاہرہ، ص ۳۵۲

کیونکہ یہ پرندے ہوا میں بیٹ کرتے ہیں اور ان سے کپڑوں اور دوسری اشیاء کا محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہے۔
مالکیہ: ہر مردہ حیوانات محرّمہ تمام زندہ جانور اصل میں پاک ہیں خواہ وہ کتّا ہو یا سور اور اس نے نجاست کھائی ہو خود بھی ناپاک ہے اس کا پسینہ، آنسو، رینٹ، تھوک پاک ہے لیکن جو تھوک معدے سے نکال ہو وہ زرد رنگ کا ہوتا ہے وہ ناپاک ہے، نجس اشیاء کا دھواں اور راکھ آگ میں جلنے کی وجہ سے پاک ہے۔ (۱)
شوافع: تمام حیوانات سوائے کتّے اور سور کے پاک ہیں اور ان کے اجزاء پاک نہیں ہوتے، نجس چیز کا دھواں اور راکھ پاک نہیں ہیں کیونکہ آگ مطہّر نہیں ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کی طہارت کا بیان:

مچھلی اور ٹڈی جب پانی میں مر جائیں خواہ پانی کی مقدار کم ہو یا زیادہ وہ پانی نجس اور ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲)
حدیث پاک ہے:

((وَ عَنِ ابنِ عُمَرَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ وَ أُحِلَت لَنَا مَيتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا المَيتَتَانِ فَالحُوتُ وَالجَرَادُ وَأَمَّا الدَمَانِ فَالكَبِدُ وَالطَّحَالُ)) (۳)

حضرت ابن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مری ہوئی چیزیں اور دو خون ہمارے لیے حلال کیے گئے ہیں اور وہ مری ہوئی چیزیں ٹڈی اور مچھلی ہے اور دو خون جگر اور تلی ہے۔

شوافع: ٹڈی کے سوا تمام مرے ہوئے جانور نجس ہیں۔ (۴)
حنابلہؒ: حنابلہ نے برّی حیوانات محرّمہ کے پاک ہونے کی یہ شرط لگائی ہے کہ وہ نجاست میں پیدا نہ ہوئے ہوں۔
شوافع اور حنابلہ نے کیکڑا، مینڈک اور دریائی سانپ کو ان جانوروں سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ (۵)
یہ حرمت دلیل ہے کہ ٹڈی چاہے خود اپنی طبعی موت مرے پاکی سبب سے حلال ہے۔

---

(۱) طہارت کے مسائل، محمد اقبال گیلانی، حدیث پبلیشرز لاہور، کتاب الطھارۃ، ص ۳۷،
(۲) الاشباہ والنظائر، الجز الثانی، ص ۱۸۱
(۳) سنن ابن ماجہ، ص ۴۶۷، حدیث ۳۲۱۸
(۴) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج ۱، ص ۱۶
(۵) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، جز اول، ص ۱۰

امام مالکؒ: ٹڈی آدمی کے سر پکڑنے یا سر کے کٹنے سے مرے تو حلال ہے، ورنہ حرام ہے،
حدیث مذکورہ بالا امام مالک کے فتویٰ کی تردید کرتی ہے۔
مچھلی بھی بہر صورت حلال ہے،
احناف: اگر مچھلی خود بخود مر جائے یا کسی حیوان کے، مارنے سے مری ہو تو حرام ہے،
حدیث مذکورہ بالا احناف کے فتوی کے بھی خلاف ہے لہذا مچھلی اور ٹڈی دو ہر صورت حلال ہیں اور مردار کے حکم سے خارج ہیں اسی لیے یہ اگر پانی میں مر جائیں اور پانی قلیل ہو یا کثیر وہ پانی ناپاک نہیں ہو گا پاک ہی رہے گا۔
حدیث پاک ہے،
((قَالَ النَّبِیُّ هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ الحِلُّ مَیتَة)) [1]
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سمندر کا پانی پاک کرنے ولا ہے اور اسکا مردار حلال ہے۔

حیوانات محرّمہ بحریّہ کی طہارت کا بیان:

جن جانوروں کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے، جیسے، مچھلی، سمندری، مینڈک، کیکڑا، ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ [2]
اگر خشکی کا مینڈک جس میں بہتا ہو خون ہو، اگر کنوئیں میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو گا اور اگر مینڈک چھوٹا ہو تو پانی ناپاک نہیں ہو گا۔ [3]
سمندری کچھوا جس میں دم مسفوح نہ ہو اگر ماء قلیل میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہو گا لیکن اگر وہ خشکی پر رہتا ہو اور دم مسفوح بھی ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ [4]
پانی میں پڑنے والے دریائی پرندے، جیسے، مرغابی، سرخ آب، وغیرہ اگر پانی میں مر جائیں اور پانی قلیل ہو تو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔

---

(۱) جامع ترمذی شریف، ص ۱۹۱، حدیث ۶۹،
(۲) رد المختار علی الدّر المختار، ج ۱، ص ۳۳۲، ۳۳۱
(۳) کتاب المسائل، مفتی محمد سلیمان منصور پوری، م ءی، ۲۰۰۸ء، مرکز علمی للنشر والتحقیق مراد آباد، ج ۱، ص ۹۸
(۴) بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۳۳۲، ۳۳۱،

حسن بن زیادؒ حضرت ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے،

اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ جواب دیا:

''انت هو ینجس الماء''[1]

وہ پانی کو نجس کر دے گا۔

حیوانات محرّمہ کے کنوؤں کو ناپاک کرنے کا بیان:

ناپاک کنوئیں میں حیوانات محرّمہ کی نجاست مل جائے اس میں فقہاء کی اختلافی آراء موجود ہیں۔

مالکیہ: اگر ناپاک جانور کنویں میں گر جائے تو تمام کنویں کا پانی نکالنا واجب ہو گا اگر پانی متغیّر ہوا ہو۔[2]

شوافع اور حنابلہ: ٹھہرا ہوا پانی جو دو قلّہ سے کم ہو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، چاہے پانی متغیّر ہو یا نہ ہو اور دو قلّہ سے زیادہ پانی ناپاک نہیں ہوتا تمام حیوانات محرمہ کا فضلہ، بیٹ، وغیرہ کنویں کے پانی کو ناپاک کر دیتی ہے۔

احناف: کنواں دس ضرب دس کا مربع ہو اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف متغیّر نہ ہوں اور اس سے کم جگہ کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

خواہ اوصاف الماء متغیّر ہو یا نہ ہوں۔

حیوانات محرّمہ کا لعاب اگر کنویں میں گر جائے تو درست قول کے مطابق کنویں کا پانی نکالنا واجب ہو گا اور مکروہ ہونے کی صورت میں چند ڈول ہی نکالنا مستحب ہو گا۔

پانی کو نجس کرنے والے درندے اور جنگلی جانور ہیں، جیسے، شیر اور بھیڑیا وغیرہ اور جنگلی گدھے اور پانی کو مکروہ کرنے والے چیڑ پھاڑ کرنے والے پرندے، جیسے، گدھ، عقاب، وغیرہ،

حیوانات محرّمہ کی نجاست سے طہارت حاصل کرنے میں اختلاف رائے:

احناف: حیوانات محرّمہ کی نجاست غیر مرءیہ (نظر نہ آنے والی نجاست) ہو تو ان کا تین مرتبہ دھونا شرط ہے، جیسے کتّے کا لعاب وغیرہ، دھونے والے کو گمان غالب ہو جائے کہ اب چیز پاک ہو گئی ہے۔

نجاست مرئی ہو، جیسے خون، وغیرہ، تو ایسے دور کیا جائے چاہے ایک مرتبہ دھونے سے ہو یا کئی بار دھواں دیا جائے۔

---

(۱) المحیط البرھانی، علامہ محمد بن عبد العزیز، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ا، ص ۳۷۲

(۲) الحاوی الکبیر، حبیب الماوردی البصری، ۱۴۱۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان ج ا، ص ۳۰۱

شوافع اور حنابلہ: حیوانات محرّمہ کے ملاپ سے ناپاک ہونے والی چیز کو سات مرتبہ دھویا جائے گا جس میں پہلی مرتبہ مٹی استعمال کرنی ہو گی خواہ ریت کا غبار ہی کیوں نہ ہو۔[1]

ترمذی کی ایک حدیث ہے۔

((عَن اَبِی هُرَیرَةقَالَ قَالَ النَّبِیُّ یُغسَلُ الاِنَاءُ اِذَاوَلَغَ فِیهِ الکَلبُ سَبعَ مَرَّاتٍ اَوَّ لَا هُنَ اَواَخَرَاهُنَ بِا لتُّرابِ))

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس برتن کو جس میں کتا منہ مار دے سات مرتبہ دھویا جائے گا جس میں پہلی اور آخری مرتبہ مٹی استعمال کی جائے گی۔[2]

حنابلہ کے ہاں صابن وغیرہ مٹی کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے جو صفائی کے لیے بہتر ہو گا سوٗر کو کتے پر قیاس کیا جائے گا۔

کتے اور سوٗر کی نجاست کے علاوہ حنابلہ کے ہاں صاف کرنے والی نجاست کے لئے سات مرتبہ دھلائی ہوئی مٹی کی ضرورت نہیں ہو گی۔

شوافع کے ہاں کتے اور سوٗر کی نجاست کے علاوہ غیر مرئی نجاست سے طہارت حاصل کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس چیز کی نجاست کی بو، مزے اور رنگ کو زائل کرنا ضروری ہو گا ایک مرتبہ پانی بہانا کافی ہو گا۔

مالکیہ: حیوانات محرّمہ کی نجاست کو پاک کرنے کے لیے صرف پانی کا بہا دینا ہی کافی نہیں، عین نجاست اور اس کے اثر کا زائل ہونا ضروری ہے۔ اور کتے کے منہ مار دینے کی صورت میں سات مرتبہ دھونا شرط ہونا عبادت کے طور پر ہے نجاست کے ازالے کے لیے نہیں ہے۔

---

(۱) نصب الرّایۃ، جمال الدین محمد عبد اللہ، ۱۹۳۸ء، مطبعۃ دار المامون مجلس العلمی سورت (الھند)، ج ۱، ص ۱۳۳

(۲) ترمذی، ص ۳۳، حدیث ۹۱

فصل دوم

مشروباتِ محرمہ اور فقہاء کی آراء

مبحث اول: نبیذ اور فقہاء کی آراء

مبحث دوم: مشروباتِ محرّمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

فصل دوم

مشروباتِ محرمہ اور فقہاء کی آراء

جس طرح ماکولات محرّمہ کی حرمت کا مقصد مفادِ انسانی ہے، مشروبات محرّمہ بھی صحتِ انسانی کی وجہ سے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اور مشروبات کے مختلف مسائل کے ضمن میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے جو شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کو مزید واضح کر دیتا ہے۔

مبحث اوّل

نبیذ اور فقہاء کی آراء

مبحث اوّل

نبیذ اور فقہاء کی آراء

نبیذ

ایسا پانی جس میں کھجور اور انگور بھگو دیئے جائیں اور وہ میٹھا ہو جائے اس میں تیزی اور جوش نہ ہو جس سے نشے کا احتمال ہو لسان العرب میں نبیذ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

النبید ما ینبذ و ھو یحصل من الا شربة من التمر والزبیب والعسل وغیر ذلک۔یقال نبذت التمر والزبیب اذا ترکت علیه الماء لیصر نبیذا۔ وسا ء کان مسکرا او غیر مسکر فانه یقال له نبیذ۔[1]

نبیذ وہ نچوڑا ہوا مادہ جو کھجور، انگور، شہد وغیرہ سے حاصل کیا جائے اور ان کو پانی میں بھگو دیا جائے تو وہ نبیذ ہے مسکر اور غیر مسکر اور ان کو پانی میں بھگو دیا جائے تو وہ نبیذ ہے مسکر اور غیر مسکر دونوں برابر ہیں ان کو نبیذ ہی کہا جائے گا۔

فقہاء کے اعتبار سے نبیذ کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول: نبیذ جو کھجور اور انگور سے حاصل کی جائے۔

ثانی: نبیذ جو گندم، جو اور شہد وغیرہ سے حاصل کی جائے۔

نبیذ کی ان اقسام کے اعتبار سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

احناف: انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے۔[2] شہد، انجیر، گندم، جو کی نبیذ حلال ہے اگر لہو و طرب کے لیے پی جائے اور نشہ پیدا کرے تو حرام ہے۔

جمہور: ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔[3]

احناف میں ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ نبیذ کو قدرِ سکر کے ساتھ نسبت کرتے ہیں کہ نشے کی حد تک نبیذ پہنچے تو حرام ہے۔

---

(۱) لسان العرب، ج ۱۵، ص ۱۱

(۲) فقہ الحدیث شرح الدرر البھیة، حافظ عمران ایوب لاہوری، ۲۰۰۴ء، دارالاشاعت لاہور، ج دوم، ص ۴۰۵

(۳) الاحکام فی اصول والاحکام، محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم، دار لافاقی جدیدہ، بیروت، الجزء السابع، ص ۲۰۱

امام محمدؒ فرماتے ہیں:

نبیذ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے کیونکہ حدیث پاک ہے:

کل مسکر خمر و کل خمر حرام(۱)

ہر نشہ آور شے خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام(۲)

جس کا کثیر نشہ پیدا کرے اس کا قلیل بھی حرام ہے۔

امام شافعی، امام مالک، احمد بن حنبل، امام نووی، امام شوکانی اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا بھی موقف ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ انگور، کھجور یا کسی بھی چیز کی شراب ہو۔(۳) اور دلیل رسول ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں جو خمر کا قاعدہ عامہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز قلیل ہو یا کثیر حرام ہے۔

فقہاء کے اس اختلاف کے پیش نظر یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ تمام فقہاء کے نزدیک ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور نبیذ بھی ابلنے لگے جھاگ دینے لگے اور خمیر بن جائے تو حرام ہے۔ فقہاء میں صرف احناف نبیذ کی اقسام میں انگور اور کھجور کے شیرہ میں تندی اور تیزی آجائے تو حرام قرار دیتے ہیں اور گندم، زیتون، چاول، جو، مکئی اور شہد کی نبیذ کو خواہ نچوڑی گئی ہو یا ابالی گئی ہو حلال قرار دیتے ہیں اور اگر اس قسم کی نبیذ بھی نشہ آور ہو جائے تو حرام شمار کی جائے گی۔

جمہور کا موقف راجح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبرِ رسول ﷺ پر دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! شراب کی حرمت پانچ اشیاء سے ہے :انگور، کھجور، شہد، گیہوں، جو اور فرمایا، "**والخمر ماخامر العقل**" (اور خمر وہ ہے جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے)۔(۴)

حدیث میں پانچ چیزیں مذکور ہیں اس وقت عمومی طور پر شراب انہی اشیاء سے بنتی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے علاوہ دیگر اشیاء کی شراب جائز ہے بلکہ کلّی طور پر یہ قاعدہ بیان کیا گیا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور خمر حرام ہے اور اس قاعدہ کے مطابق ہر قسم کی نبیذ حرمت کے اعتبار سے برابر ہے اور یہی ترجیح بہتر ہے۔

---

(۱) ابن ماجہ، ص ۱۱۲۴، حدیث ۳۳۹۰

(۲) رد المختار علی الدار المختار، ج ۵، ص ۳۰۰

(۳) بدائع الصنائع، ص ۵، ۱۱۷

(۴) سنن ابی داؤد، ج سوم، ص، ۱۲۴

مسائلِ نبیذ میں فقہاء کا اختلاف:

نبیذ کے مختلف مسائل میں فقہاء کی اختلافی آراء موجود ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

نبیذ کا برتن: علماء کا اتفاق ہے کہ مشکیزوں میں نبیذ بنانا جائز ہے، دوسرے برتنوں کے سلسلے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ابن القاسم نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کدو میں اور تار کول میں لیپ کردہ برتن میں نبیذ بنانے کو مکروہ قرار دیا ہے اور دوسرے برتنوں کو مکروہ نہیں کہا۔ امام ثوری نے کدو خنتم (سبز رنگ کا برتن) نقیر اور تار کول کے لیپ کئے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمھم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ کسی بھی برتن میں نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اختلاف کا سبب احادیث کا اختلاف ہے۔

امام ثوری کے نزدیک عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ان چاروں برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

حضور ﷺ نے کدّو، خنتم، نقیر میں اور مزخت میں نبیذ بنانے سے منع کیا اور حکم دیا کہ چمڑے کے مشک میں نبیذ بنائی جائے۔[1]

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دی ہے۔ جن علماء نے صرف حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا سہارا لیا ان کے نزدیک چاروں برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت ہے۔[2]

اوائلِ اسلام میں جب شراب کی حرمت ہوئی تو آپ ﷺ نے شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تاکہ لوگوں کو شراب کا خیال تک نہ آئے۔ اس کے بعد جب لوگوں کے دلوں میں شراب کی حرمت بیٹھ گئی تو آپ ﷺ نے ہر برتن میں نبیذ بنانا جائز قرار دے دیا۔

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک برتن میں نبیذ بنانا جائز ہے۔ ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اب بھی ان برتنوں میں نبیذ بنانا جائز نہیں ہے۔

خلیطین: دو مختلف جنسوں کی نبیذ اکٹھا بنانے کا مسئلہ

خلیطین انگوروں اور کھجوروں کے شیرہ کے آمیزے کو کہتے ہیں۔ ان کے جمع ہونے کا وہی حکم ہے جو ان دونوں مشروبات کے کچے اور منفرد ہونے کی حالت میں ہے۔

---

(۱) بخاری، ص ۸۸۷، ۵۱۴۴

(۲) مظاہر حق جدید، ج ۴، ص ۱۵۱

خلیطین کے معاملے میں فقہاء کی اختلافی آراء پائی جاتی ہیں۔

جمہور: خلیطین حرام ہے جو نبیذ بنانے کو قبول کرتی ہے۔ بعض فقہاء اس کو مکروہ اور بعض فقہاء مباح مانتے ہیں۔

تاویل کے مطابق خلیطین میں تین اقوال نکلتے ہیں:

۱۔ مخلوط حرام ہے۔

۲۔ مخلوط کا نبیذ بنانا گناہ ہے مگر وہ حلال ہو گا۔

۳۔ مخلوط کا نبیذ بنانا مکروہ ہے۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((انه نهى ان ينبذ التمر والزبيب جميعا ونهى ان ينبذ الرطب والبز جميعا)) (۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور منقیٰ کا اکٹھا نبیذ بنانے سے اور اسی طرح تر اور خشک کھجور اور منقیٰ کا اکٹھا نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

اگر ان میں سے کسی ایک کو پکایا گیا پھر اس میں دوسرے مشروب کا کچا پیالہ ڈال دیا گیا تو وہ اس تمام مشروب کو حرام کر دے گا خواہ وہ اس کی جنس سے ہو یا خلاف جنس سے اس لئے کہ اس میں حلال اور حرام دونوں اشیاء جمع ہو گئی ہیں جس کی بناء پر حرام حلال پر غالب ہو گا۔

فقہاء کا اس معاملہ میں بھی اختلاف پیدا ہوا کہ حدیث میں موجود ممانعت حرمت کے لیے ہے یا کراہت کے لیے ہے۔

جمہور: یہ ممانعت حرمت کے لیے نہیں ہے۔

خطابی، شافعی، احمد، اسحاق، اور قرطبی رحمھم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ممانعت حرمت کے لیے ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ: یہ دونوں اشیاء حلال ہیں تو جمع میں حرمت کیسی؟ اس لیے حدیث میں ممانعت حرمت کے لیے نہیں ہے۔

حلال کہنے والوں کی یہ دلیل کہ حدیثِ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ میں نبیذ بنانے کی عام اجازت دی گئی ہے۔

ممنوع کہنے والوں کے خیال میں ممنوع ہونے کی علت محض اختلاط ہے اور اختلاط سے نبیذ میں شدت و حدت پیدا ہو جاتی ہے۔

---

(۱) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، احمد بن رشد القرطبی، ۱۹۸۱ء دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ص ۶۲۲

(۲) صحیح بخاری، ص ۹۹۱، حدیث ۵۵۸۶

حدیث کے مطابق راجح قول حرمت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ دو نبیذوں کے جمع ہونے سے تندی اور شدت پیدا ہو جاتی ہے اسی لیے حدیث میں موجود ممانعت حرمت کے لیے ہے۔

تین دنوں سے زیادہ کی نبیذ:

احادیث سے نبیذ (ایک دن) یا تین دن کی نبیذ کے متعلق بھی حکم دیا گیا کہ نبیذ ایک دن کا ہو یا تین دن کا، دونوں طرح استعمال درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی طرزِ عمل تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صبح نبیذ بناتیں تو آپ ﷺ اسے شام کے کھانے کے ساتھ پیتے اگر کچھ بچ جاتا تو آپ رضی اللہ عنہا اسے بہا دیتیں پھر رات کو نبیذ بناتیں تو آپ ﷺ صبح کے کھانے کے ساتھ تناول فرماتے۔[1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ بھگویا جاتا تو آپ ﷺ اس سے ایک دن پیتے پھر اگلے دن پیتے پھر اس سے اگلے دن یعنی تیسرے دن کی شام تک پیتے۔[2]

تین دن کے بعد نبیذ کی خاصیت بدل جاتی ہے اور مشروب نشہ آور ہو جاتا ہے لہذا تین دن کے بعد نبیذ کا پینا حرام ہے اور اسے ضائع کر دینا واجب ہے۔

حسن بصری کے نزدیک نبیذ میں تین دن کے بعد اگر ابال نہ آئے اور تغیر پیدا نہ ہو جائے تو پی جا سکتی ہے۔[3]

نبیذ میں اگر تین سے پہلے ہی تغیر آجائے تو ایسی نبیذ پینا درست نہیں ہے اور تغیر کی یہ کیفیت علاقوں کے اعتبار سے بھی ہو سکتی ہے گرم علاقے میں یہ خرابی جلد اثر انداز ہوتی ہے ٹھنڈے علاقے میں نبیذ جلد خراب نہیں ہو گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبیذ کے استعمال کا جواز اس بات پر موقوف ہے کہ نبیذ میں ابال، جوش اور تغیر پیدا نہ ہوا ہو۔ تغیر کی صورت میں نبیذ حرام ہو گی۔

جوش کھانے والی نبیذ:

نبیذ میں اگر جوش آجائے اور پھر جھاگ اٹھنے کے بعد جوش سے بیٹھ جائے، اس قسم کی نبیذ میں اختلاف ہے۔

امام اعظم: نبیذ میں جوش آجائے اور اشتداد پیدا ہو کر جھاگ اٹھنے اور پھر جوش سے بیٹھ جائے تو وہ خمر ہے۔

صاحبین: نبیذ جوش آنے اور اشتداد ہونے کے بعد چاہے جھاگ اٹھے یا نہ اٹھے وہ خمر ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، ص۸۹۷، حدیث ۵۳۳۱

(۲) ایضاً، ص۸۹۷، حدیث ۵۳۳۲

(۳) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج۵، ص۳۸

اور اگر نبیذ میں جوش پیدا نہ ہو تو عام علماء کے نزدیک نبیذ کلی وجزوی طور پر حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ: نبیذ کا اس قدر پینا کہ جس سے نشہ نہ ہو اور کی عبادت کی تقویت کم نہ ہو تو جائز ہے اور اگر بغرض لہو ہو اور اس کے پینے سے نشہ آجائے تو حرام ہے۔(۱)

ردالمختار میں بیان کیا گیا ہے:

نبیذ اگر لہو وطرب کے واسطے نہ ہو تو حلت ہے اگر بغرض لہو وطرب ہو تو حرام ہے خواہ کثیر یا قلیل۔(۲)

ایسی نبیذ کے پینے والے کو نشہ آجانے پر اس پر حد شرعی واجب ہو گی اور ایسی نبیذ کی بیع جائز ہے۔

امام محمد سے دو روایتیں ہیں مگر دونوں میں سے اصح روایت موافق قول شیخین کے ہیں اور دوسری روایت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوں مروی ہے کہ نبیذ قلیل وکثیر سب حرام ہے لیکن اسکے پینے والے کو حد نہ ماری جائے گی جب تک اس کو نشہ نہ ہو جائے۔

ان اقوال میں راجح قول امام محمد کا ہے کہ نبیذ چاہے انگور، کھجور، شہد، انجیر وغیرہ کی ہو اس کا پینا حرام ہے اور نشہ ہونے کی صورت میں حد واجب ہو گی۔

دھوپ میں پکی ہوئی نبیذ:

نبیذ اگر دھوپ میں رکھا گیا یہاں تک کہ اس میں سے دو تہائی اڑ گیا اس صورت میں فقہاء کی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف: دھوپ میں پکی ہوئی نبیذ کا پینا حلال ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ نبیذ کی تفسیر میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ حاکم ابو محمد الکفینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبیذ اتنی پک جائے کہ اس میں سے ایک تہائی باقی رہ جائے جب تک وہ شیریں ہو تب تک اس کا پینا حلال ہو گا اور اگر اس میں جھاگ اٹھے تب اس کا پینا حرام ہے چاہے قلیل وکثیر ہو۔(۳)

ابو یوسفی کا قول: اگر ایک شخص نے نو پیالے نبیذِ تمر کے پی لیے پھر دسواں پیالہ اس کے منہ میں ڈالا گیا جو زبردستی پلایا گیا تو اس کو حد نہ ماری جائے گی، اگر اس نبیذ تمر کو نبیذ انگور کے ساتھ خلط کیا پھر اس کو پکایا تو حلال نہ ہو گا کیونکہ دوبار دیکھنے کی وجہ سے دوبارہ پکنے سے پہلے اس میں جوش واشتداد آگیا۔(۴)

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، باب تفسیر وبیانات، ج۹، ص۱۸۵

(۲) ردالمختار علی الدرالمختار، ج۴، ص۲۶۴

(۳) فتاویٰ ہندیہ، ج۹، ص۱۸۶

(۴) فتاویٰ ہندیہ، ۹/۱۸۶

نبیذ مثلث طلاء:

انگوروں کا پکایا ہوا پانی جب وہ دو تہائی کے قریب اڑ جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے طلاء کہلاتا ہے پھر اس میں دوبارہ دو تہائی پانی مزید ڈال دیا جائے اور ہلکی سی آگ پر تھوڑا سا پکایا جائے یہاں تک کہ وہ نشہ آور ہو جائے جمہوری کہلاتا ہے۔

جمہوری، انگور اور کھجور کے شیرے کو اتنا پکایا جائے کہ دو ثلث ختم ہو جائیں۔ نبیذ مثلث طلاء کہلاتی ہے۔

نبیذ مثلث طلاء اس میں سے تھوڑا سا پینا جائز ہے اور جس سے نشہ آجائے وہ حرام ہے وہ آخری پیالہ ہے اور اگر اس سے نشہ آگیا تو حد واجب ہے۔ ایسی نبیذ کی بیع جائز ہے۔ اس کو ضائع کرنے والا ضامن ہو گا۔

بلخی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر نبیذ میں شیرہ انگور خام ڈالا ہو اور جب تک دو تہائی جل نہ جائے تب تک حلال نہ ہو گا۔ اگر خام مال کی مقدار اتنی قلیل ہو کہ اس سے شراب نہیں بن سکتی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے نبیذ کا پینا حلال رہے گا اور اگر کثیر ہو کہ اتنے سے شراب بن سکتی ہو اور اس میں دوبارہ پکائی جانے سے پہلے اشتداد آگیا تو مطبوخ حلال نہ رہے گا حرام ہو جائے گا۔[1]

اگر انگور بدون شیرہ نکالے ویسے ہی نکالے جائیں پھر ان کا شیرہ نکال لیا جائے تو خفیف جوش دینا کافی ہے۔

حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور امام ابو یوسف نے بھی یوں روایت کی ہے کہ جب تک پکانے سے اس کی دو تہائی جل نہ جائے تب تک جائز نہیں ہے۔

اصح حکم امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ نبیذ میں انگور کے اندر شیرہ موجود ہوتا ہے پس شیرہ نکالنے سے پہلے پکانا یا شیرہ نکالنے کے بعد دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہئے۔

دلیل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت پیش کرتے ہیں کہ

"نبی کریم ﷺ کے پاس نبیذ لائی گئی آپ ﷺ نے اسے سونگھا، اس کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر شکن پڑ گئے، پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا، اس پر ڈالا پھر اسے پیا۔"

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس مشروب کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کا کم مقدار میں بھی استعمال حرام ہے۔"

شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ مشروب جو کثیر مقدار میں نشہ پیدا کرے، اس کی کم مقدار بھی حرام ہے اور اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے گی۔ یہی راجح قول ہے۔

---

(۱) بدائع الصنائع، ج ۹ / ص ۲۶۵

اگر نبیذ تمر یا نبیذِ عسل میں انگور ڈالا جائے تو جب تک شل شیرہ انگور اس قدر نہ پکایا جائے کہ اسمیں سے دو تہائی جل جائے تب تک حلال نہ ہو گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پینا جائز نہیں ہے لیکن جب تک نشہ نہ آجائے تو حد واجب نہ ہو گی۔

مطبوخ نبیذ:

مشروبات کو آگ پر پکالیا جائے تو اگر وہ انگور یا کھجور کا شیرہ ہو اگر اسے تھوڑا سا پکایا جائے اس میں سے نصف حصہ اڑ جائے اور نصف حصہ باقی رہ جائے تو وہ المنصف ہو جاتا ہے۔[1]

اکثر علماء کے نزدیک ایسی مطبوخ نبیذ کی کم ہو یا زیادہ مقدار پینا حرام ہے امام یوسفؒ کے نزدیک اس کا پینا مباح ہے لیکن ان اقوال میں راجح مطبوخ نبیذ کی حرمت کا قول ہے۔

حرمت کے قول کے راجح ہونے کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ پکنے سے اس کا دو تہائی حصہ اڑ جاتا ہے اور اس کی حرام مقدار ظاہر ہو جاتی ہے جو کہ اس کے ایک تہائی سے زائد ہے اور ایک تہائی سے زیادہ حصہ حرام ہے اسی وجہ سے مطبوخ نبیذ بھی پینا حرام ہے۔

امام محمد و ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر نبیذ مطبوخ ایسی ہو کہ دس دن یا زیادہ دن رکھے جانے سے بگڑ نہ جائے تو وہ حرام ہے اور اگر بگڑ جائے تو وہ حلال ہے۔

اگر تمر مطبوخ کے ساتھ غیر مطبوخ انگور پانی میں ڈال کر بھگوئے جائیں اور دونوں میں جوش آجائے تو اس کا پینا مکروہ ہو گا اور جب تک اس کے پینے والے کو نشہ نہ آجائے تب تک اس کو حد نہ ماری جائے گی بشر طیکہ تمر مطبوخ غالب ہوں اور اگر انگور خام غالب ہوں تو حد ماری جائے گی جیسا کہ خمر میں پانی ملا دینے کی صورت میں جو غالب ہو اس کا اعتبار ہے۔

اگر شیرۂ انگور پکایا گیا یہاں تک کہ اس میں سے تہائی جل گیا تو پھر اس کو ٹھنڈا کیا، دوبارہ پکایا یہاں تک کہ باقی کا نصف جل گیا پس اگر عصیر مذکور پکایا گیا جوش آنے پر متغیر الحال ہو جانے سے پہلے دوبارہ پکایا گیا تو اس مطبوخ کے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حرمت ثابت ہونے سے پہلے اسے پکانا پایا گیا اور اگر اس مطبوخ نبیذ میں جوش اشتداد متغیر ہو جانے کے بعد اس کو پکایا گیا تو مکروہ تحریمی ہو گا۔ کیونکہ ثبوتِ حرمت کے بعد پکانا ثابت ہوا پس نافع نہ ہو گا۔

---

(۱) بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۲۶۵

سیب اور عسل کی نبیذ:

جو نبیذ سیب و عسل سے بنائی جاتی ہے اس میں اشتداد آجائے خواہ وہ مطبوخ ہو یا غیر مطبوخ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: اس نبیذ کا اس قدر پینا کہ جس سے نشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ایسی نبیذ کے پینے سے حرمت ثابت ہے چاہے نشہ ہو یا نہ ہو راجح اور اصح قول یہی ہے۔

نبیذ سے نشے کی صورت میں وجوبِ حد میں اختلاف:

نبیذ کے استعمال سے نشہ ہو جانے کی صورت میں وجوبِ حد میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔

فقیہہ ابو الجعفر رحمہ اللہ تعالیٰ: جو چیز اصل خمر یعنی تمر و انگور سے ہے اس میں حد ماری جائے گی اور جو اصل خمر تمر و انگور نہیں ہے اس میں حد نہ ماری جائے گی۔

شمس الائمہ سرخسی: اصل خمر تمر و انگور میں ہی حد واجب ہو گی۔

حسین بن زیاد: نبیذ کے استعمال سے نشہ ہونے کی صورت میں حد ماری جائے گی چاہے خمر اصل ہو یعنی تمر و انگور کی ہو خواہ نہ ہو۔ اگر کسی شخص نے ایسا پانی جس میں خمر ہو پی لیا، اگر پانی غالب ہو کہ اس میں خمر کا مزہ، رنگ اور بو نہ پائی جائے تو اس کو حد نہ ماری جائے گی۔

نبیذ خشاف:

نبیذ کی ایک قسم خشاف ہے۔ کھجور یا خشک کھجور کو پانی میں بھگو دیں کہ وہ میٹھا ہو جائے اس کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ تین دن پرانا نہ ہو اس عرصہ میں اگر ابل گیا ہو تب بھی اور اگر نہ ابلا ہو تو بھی حلال ہے۔ تین دن کے بعد وہ حرام ہو جائے گا خواہ اس میں نشہ نہ ہو۔ البتہ جھاگ یا ابال آنے سے پہلے اگر جوش دے دیا جائے خواہ دو تہائی تحلیل نہ ہو اور تین دن گزر جائیں کہ وہ نشہ آور نہ رہے۔

حضرت عبد اللہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَن جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ النَبِيُ الزَبِيبُ وَالتَمرُ هُوَ الخَمَرُ)) (۱)

ترجمہ: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: انگور اور کھجور وہ شراب ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۸۸۶، حدیث ۵۱۴۱

اگر انگور میں نچوڑنے سے پہلے ہی تندی آجائے اور ابلنے لگے لیکن اس میں نشہ اور مضرت نہ ہو تو اس کا پینا حلال ہے۔

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ: ایسی نبیذ اس شرط کے ساتھ حلال ہے کہ وہ نشہ آور نہ ہو۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: نشہ آور اشیاء کم مقدار میں ہوں یا زیادہ مقدار میں ہے یہی قول قابلِ اعتماد ہے۔

شافعیہ: تمام مشروبات جو چھوہارے، کھجور۔ جو یا چاول وغیرہ سے تیار کیے جاتے ہیں ان میں نشے کا اندیشہ نہ ہو اور تندی ونشاط نہ ہو تو مباح ہیں اور تندی ونشاط ہو اس میں جھاگ آجائے تو خواہ وہ معمولی کشک ہی کیوں نہ ہو، حرام ہو گا اور پینے والے کو حد ماری جائے گی اور نجس قرار پائے گی اور جب نبیذ میں تیزی آجائے تو اس کا پینا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر روزہ رکھتے تھے میں یہ دیکھنے کے لیے کہ کس دن آپ ﷺ روزہ نہیں رکھتے اس دن میں آپ ﷺ کے پاس نبیذ لے کر پاس گیا جو کہ کدو کے تونبے میں تھا جب میں اس کو لے کر گیا تو وہ جوش مار رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

"پھینک دے دیوار پر، یہ تو وہ شخص پیئے گا جو ایمان نہیں لاتا اللہ پر اور قیامت پر"(۱)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیذ جوش کھا جائے تو اس میں تندی پیدا ہو جاتی ہے اور نشے کا احتمال پیدا ہوتا ہے اس لیے ایسی نبیذ کا پینا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) سنن ابی داؤد، مترجم وحید الزمان، ۱۹۸۷ء، نعمانی کتب خانہ لاہور، ص ۴

مبحث دوم

مشروبات محرمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

مبحث دوم

مشروبات محرمہ کی طہارت کے مسائل اور فقہاء کی آراء

مشروباتِ محرّمہ میں قرآن وحدیث کی روسے شراب حرام ہے اور باعتبار طہارت فقہاء کی آراء میں اختلاف ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک شراب ناپاک ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾(۱)

ترجمہ: بیشک شراب، جوا اور تیروں سے فال نکالنا گندگی ہے اور شیطان کے کاموں میں سے ہے۔

بعض محدثین شراب کی طہارت کے قائل ہیں اور خمر کا اطلاق ہر نشہ آور مائع چیز پر ہوتا ہے۔

جمہور اور احناف: شراب اور اس کے اطلاق میں ہر نشہ آور مائع چیز کے طاہر نہ ہونے کے قائل ہیں اور معتمد قول بھی یہی ہے۔(۲)

شراب نجاست غلیظہ ہے۔ شراب کی طہارت کے مسائل سمجھنے سے پہلے نجاست کی اقسام سمجھنا ضروری ہے اور اسی اعتبار سے شراب کی طہارت کا حکم بیان ہوتا ہے۔

نجاست خفیفہ اور نجاست غلیظہ کی تعریف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

نجاستِ غلیظہ: جس کے بارے میں نص موجود ہو اور س کے متعارض کوئی دوسری نص نہ ہو۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن اشیاء کی نجاست میں ائمہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے وہ نجاستِ غلیظہ ہے مثلاً خون، پیشاب وغیرہ۔

نجات خفیفہ: احناف کے نزدیک جس کے بارے میں دوسری معارض نص موجود ہو اگرچہ ترجیح اس کی نجاست کو دی گئی اور نجاست کی دلیل کو راجح قرار دیا گیا ہو لیکن اس معارض کی وجہ سے نجاست میں خفّت آگئی ہو تو وہ نجس تو ہو گی لیکن اس کی نجاست خفیفہ ہو گی۔

---

(۱) المائدۃ:۵/۹۰

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج اول، ص ۲۱۶

انسانی بول وبراز، منی، مذی، پیپ، زخموں کا پانی، قے، مردار، سور، درندوں کا پیشاب، لید وغیرہ اور شراب بھی نجاست غلیظہ میں سے ہے۔[1]

شراب جس چیز میں بھی استعمال ہوگی وہ طاہر نہیں رہے گی۔

فارسی جو دیباج بنتے ہیں اسکی چمک بڑھانے کو شراب لگاتے ہیں تو اس میں نماز ادا نہیں ہوتی ہے۔[2]

ازاں جملہ شراب کے حرام ہونے پر اجماع اوراس کے نجس ہونے پر اتفاق ہے کہ اس کی نجاست مغلظہ ہے۔

شراب میں پکائے گئے گیہوں کا حکم:

شراب میں گیہوں پکائے جائیں۔

امام ابو یوسف: تین بار پانی میں پکائے جائیں، ہر بار خشک کیے جائیں تو پھر پاک ہو جائیں گے۔

امام ابو حنیفہ: گیہوں جب شراب میں پکائے جائیں تو بھی پاک نہ ہوں گے۔

ان اقوال میں راجح قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔اگر گیہوں شراب میں پکائے جائیں تو وہ پانی کے ساتھ دھوئے جائیں یا نہ دھوئے جائیں، پاک نہ ہوں گے۔

اور اگر شراب میں گیہوں پڑے ہوں اور شراب میں چوس کر پھول گئے تو

امام ابو یوسف: گیہوں پانی میں بھگوئے جائیں یہاں تک کہ شراب کو چوس گئے تھے اتنا پانی چوس لیں پھر نکال کر خشک کئے جائیں گے۔ پھر بھگوئے جائیں گے اور یہی عمل تین بار دہرایا جائے گا تو ان کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر پھولے نہ ہوں تو تین مرتبہ دھوئے جائیں گے اور ہر بار خشک کرنے سے پاک ہو جائیں گے کہ خمر کا مزہ اور بو باقی نہ رہے۔

احناف: اول صورت جب شراب پھول گئی ہو لازم یہ کہ خشک ہونے کے بعد پانی میں بھگوئے جائیں پھر خشک کیا جائے گا کہ بالکل سوکھ جائیں کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے۔یہ ممکن ہونا مشکل ہے اس لیے پاک نہ ہوں گے۔

اسی قاعدہ پر اگر ایک عورت نے شراب میں گوشت پکایا تو امام ابو یوسف کے نزدیک تین مرتبہ پانی میں نکالا جائے گا ہر بار خشک کیا جائے گا تو پاک ہو جائے گا۔امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا گوشت کبھی پاک نہ ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔[3]

---

(۱) تفہیم الاحکام، مفتی سید سیاحالدین کاکاخیل، ستمبر ۱۹۹۶ء، ادارہ مکتبہ معارف اسلامی، لاہور

(۲) عین الھدایہ۔ مقبول الرحمان، جنوری ۱۹۹۲ء، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، ج اول، ص ۳۰۸

(۳) عین الھدایہ، ج اول، ص ۳۰۴

شراب میں بھگوئے ہوئے آٹے کا حکم:

آٹا اگر شراب میں بھیگا ہوا ہو تو نہیں کھایا جائے گا اور اس کا کوئی حیلہ نہیں ہے۔ اگر سرکہ میں خمیر کیا جائے گا حتیٰ کہ شراب کا اثر نہ رہے تو پاک ہونا چاہیے۔

امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا آٹا پاک نہ ہو گا۔

شراب کے سرکہ ہونے کی طہارت کا حکم (استحالہ)

استحالہ سے مراد انقلاب ماہیت یعنی کیفیت کا متغیر ہو جانا ہے شراب کی ماہیت بدل جائے تو اس صورت میں اس کے مختلف احکامات ہیں۔ اگر پانی کو شراب میں یا شراب کو پانی میں ڈالا اور وہ سرکہ ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی۔

اگر شراب میں چوہا مرا پھر سرکہ ہوئی پھر چوہا نکالا تو صحیح ہے کہ یہ نجس ہے برخلاف اس کے سرکہ ہونے سے پہلے چوہا اس میں تھا، پھر شراب سرکہ ہوئی تو نجس ہے ورنہ نہیں۔

اگر پانی خون آلود ہوا پھر شیرہ کے ساتھ ساتھ شیخین کے نزدیک آب جاری کے مانند ہے ار اس پر حکم بھی مائے جاری کالا گو ہو گا وہ نجس نہیں ہو گا۔

شراب اگر خود بخود سرکہ بن جائے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکہ بنانے کی نیت کے بغیر منتقل کرنے سے وہ سرکہ ہے تو وہ پاک ہے اسی طرح شراب کا برتن یا مٹکہ بھی اسی کے تابع ہے پاک ہو گا۔ اگر شراب کو محض ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکہ بنانے کی نیت سے وہ سرکہ بنے تو وہ پاک نہیں ہو گی اور اسی طرح اسی نیت سے شراب کا مٹکہ اور برتن بھی اس کے تابع ہو کر پاک نہ ہوں گے۔

اگر شراب کے سرکہ بننے کے دوران کوئی نجس چیز اس میں پڑ گئی اور وہ نجس چیز سرکہ بننے سے پہلے نکال لی گئی اب اس کے بعد یہ مطہّر نہ ہو گا یعنی اس نجس چیز کے پڑنے کے بعد سرکہ بننے سے وہ پاک نہ ہو گی۔ [1]

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: نجس چیز کا بذات خود کسی وجہ سے حقیقت وماہیت بدل لینا جیسے شراب جب خود سرکہ بن جائے ی کسی چیز کے ڈال دینے سے سرکہ بن جائے تو یہ پاک ہو گی یہ نجس نہ ہو گی۔

امام ابو یوسف: وہ چیز نجس ہو جائے گی مطہّر نہ ہو گی۔

امام محمدؒ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ نجاست یا شراب کی حقیقت جب بدل چکی ہے تو وہ نجس نہیں رہی پاک ہو گئی۔

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج اول، ص ۱۸۲

مالکیہ اور حنفیہ: اگر شراب میں نجس چیز پڑ گئی اور اگر خود بخود سرکہ بن گئی۔ مالکیہ کے نزدیک پاک نہیں رہے گی۔ حنفیہ کے نزدیک اگر نجاست کو سرکہ بننے سے پہلے ہی نکال دیا جائے تو ایسی شراب مطہّر ہو جائے گی۔[1]

شراب کے برتن کی طہارت میں فقہاء کا اختلاف:

کوزہ میں شراب ہو تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ ہے کہ اس میں تین دفعہ جس برتن میں پانی بھرا جائے ہر بار ایک ساخت تک اس کے لیے شرط یہ ہے کہ برتن نیا ہو۔

امام ابو یوسف: امام ابو یوسف کے نزدیک برتن نیا ہو تو اسے پاک کرنے کے لیے تین بار ایک پیمانے تک پانی سے بھرا جائے۔

امام محمد: امام محمد کے نزدیک کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔

احناف: احناف کے نزدیک پانی کے ساتھ تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا لیکن استعمال میں لانا اس وقت ہی ممکن ہے جب اس میں بو باقی نہ رہے۔

مشائخ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور زاہدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ شراب یا تاڑی یا انگور کا خرماسب کا یہی حکم ہے کہ ان کے برتن کو تین بار دھویا جائے تو پاک ہو جائے گا لیکن بعض صورتوں میں اشکال ہوتا ہے۔ اور وہ تجنیس کا یہ مسئلہ ہے کہ برتن (کوزہ یا مٹکا) جب تین بار دھویا جائے تو پاک ہو جائے گا جب کہ اس میں شراب کی بدبو نہ رہے۔ شراب کی بو باقی نہ رہنے کا مطلب ہے کہ شراب کا اثر باقی نہ رہے گا۔

شراب نجاستِ غلیظہ ہے اور جب نجاستِ غلیظہ نجاستِ خفیفہ جمع ہو تو خفیفہ کو بھی غلیظہ کے تابع کر دیں گے۔ اگر غلیظہ ایک درہم سے کم ہو خفیفہ سے مل کر زائد ہو تو اعتبار نجاستِ غلیظہ کا کیا جائے گا۔ اگر شراب کسی کپڑے کو ایک درہم لگ جائے یا ایک درہم سے کم کسی نجاستِ خفیفہ کے ساتھ مل کر ایک درہم یا اس سے زائد ہو جائے تو مانع جواز نماز ہے۔ ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہو گا۔

احناف: احناف کے نزدیک شراب کی نجاست کپڑے کے چوتھائی حصے تک پہنچے تو اس صورت میں نجاست مانع جواز نماز ہے۔

ابن ہمام کے نزدیک یہی قول احسن ہے اور اسی قول کو مختار کہا گیا ہے۔

امام ابو یوسف: امام ابو یوسف سے مروی ہے، ایک بالشت طول، ایک بالشت عرض ہے کہ اس قدر اگر نجاست لگ جائے تو روا نہیں ہے اس سے کم روا ہے۔

---

(۱) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ص ۱۲

ماء راکد / ماء جاری میں شراب کا حکم:

ماء راکد یا ماء قلیل میں خمر ڈال دی گئی تو جیسا اس پانی کا پینا حلال نہ ہو گا اس سے وضو یا طہارت حاصل کرنا بھی جائز نہ ہو گا کیونکہ پانی قلیل ہے اور اس میں نجاست گر گئی پس پانی نجس ہو جائے گا۔ (۱)

خمر کا ایک مٹکا ماء جاری میں ڈالا یا اس سے کم ماء جاری میں بہا دیا تو اس پانی کا پینا جائز ہو گا۔ اسی طرح اس پانی سے وضو کرنا اور طہارت حاصل کرنا جائز ہو گا۔

بکری کو خمر پلانے کی صورت میں اس کے گوشت کا حکم:

اگر کسی بکری کو خمر پلائی گئی تو اس کا گوشت اور دودھ مکروہ نہ ہو گا اس لیے کہ خمر اس کے معدے میں باقی رہی لیکن گوشت سے مختلط نہ ہوئی اگر خمر مستحیل ہو کر لحم ہو گئی تو بھی جائز ہو گا ور گوشت اور دودھ طاہر رہے گا۔ لیکن اگر اس بکری اس طرح شراب پلائی گئی کہ اس کے گوشت میں شراب کی بدبو پائی گئی تو اس کا گوشت مکروہ ہو گا۔ (۲)

نبیذ سے طہارت حاصل کرنے کا حکم:

پانی کے ساتھ نبیذ کے مل جانے سے اختلاط مغلوب ہو، پانی کے کسی چیز مل جانے والی کے سبب سے پئے اور وہ چیز مل جانے والی گاڑھی ہے تو اس کا غالب ہونا پانی پر پانی کے گاڑھے ہو جانے سے ہوتا ہے اور پانی کا نام زائل ہو گیا۔ نبیذ تمر کے پاک پانی پر غالب ہونے پر پانی میٹھا ہو جاتا ہے اس کو خرما کا شربت کہتے ہیں پانی نہیں کہتے تو اب پانی کا نام جاتے رہنے سے اب پانی نہ رہا تو ایسے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے وضو کے عدم جواز کا یہ موقف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے۔ (۳)

پانی کے اندر کوئی خشک چیز (پھل) وغیرہ بھگو لیا گیا ہو مثلاً کھجور، چھوہارے، کشمش وغیرہ جسے عربی میں نبیذ کہتے ہیں۔

بعض فقہاء کے نزدیک نبیذ سے وضو اور غسل جائز نہ ہو گا۔

احناف: احناف کے نزدیک نبیذ سے وضو اور غسل کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (۴)

اگر کسی چیز سے بالکل ہی پانی کا نام ساقط ہو جائے مثلا نبیذ وغیرہ تو اس کے ساتھ وضو اور غسل جائز نہیں ہے بلکہ تیمم کرنا چاہیے خواہ اس مسئلہ میں دوسرا پانی موجود ہو یا نہ ہو۔ دلیل آیت کریمہ ہے۔

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، باب دوم، ص ۱۹۰

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ج ۹، ص ۱۸۳

(۳) الحاوی الکبیر، ج ۱، کتاب الطھارۃ، ص ۴۷

(۴) فقہ القرآن، مولانا عمر احمد عثمانی، نومبر ۱۹۸۷ء، ادارہ فکر اسلامی کراچی، ج اول، ص ۱۲۵

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (۱)

ترجمہ: پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا ارادہ کیا کرو۔

چنانچہ پانی کی صفات باقی نہ رہنے کی وجہ سے نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے۔ امام مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ، ابو ثورؒ کا مسلک یہی ہے عکرمہؒ کے نزدیک پانی کی عدم موجودگی میں نبیذ کے ساتھ وضو کیا جاسکتا ہے اور جب نبیذ موجود ہو تو تیمم جائز نہیں ہے۔ (۲)

نبیذ تمر سے وضو کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک نبیذِ تمر سے وضو کرے اور اس کے ساتھ تیمم بھی کرے۔

امام ابو یوسف: نبیذِ تمر سے کسی حالت میں وضو نہ کرے بلکہ اس کے برعکس تیمم کرے اور ساتھ میں مکروہ پانی سے وضو کرے۔

امام محمدؒ: احتیاطاً وضو اور تیمّم دونوں کو جمع کرے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑے گا تو جائز نہ ہو گا اور دونوں میں سے کسی کو مقدّم و موئخر کرنا جائز ہے۔

امام ابو حنیفہؒ: امام ابو حنیفہؒ کے اس مسئلے میں دو اقوال ہیں۔

مشہور تر قول یہ ہے کہ نبیذ تمر اگر نشہ آور نہ ہو تو اس کے ساتھ وضو اور غسل جائز ہے بشرطیکہ پانی موجود نہ ہو۔

امام ابو حنیفہؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ نبیذ کسی قسم کا بھی ہو اس کے ساتھ وضو اور غسل جائز ہے اب چاہے وہ نبیذ تمر ہو یا کوئی اور نبیذ ہو لیکن ان دونوں اقوال میں مشہور پہلا قول ہے۔

فقہاء نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔

اگر نبیذِ تمر میں جوش آجائے اور وہ سخت ہو جائے یا اس پر جھاگ آجائے تو ایسے نبیذِ تمر سے بالاتفاق وضو جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں نشہ ہو گا۔ اگر اس کو تھوڑا سا پکایا جائے تو اس سے وضو جائز ہو گا خواہ وہ میٹھا ہو خواہ تلخ ہو، یہی اصح ہے۔

احناف کی رائے کے برعکس فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبیذِ تمر سے غسل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دونوں ناپاکیوں میں بے غسل ہونے کی ناپاکی بڑھ کر ہے۔ اور ضرورت غسل کی بہ نسبت وضو کے کم ہوتی ہے۔ پس غسل کا وضو پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ راجح اور بہتر قول یہی ہے کہ نبیذ تمر سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) سورۃ المائدہ: ۵/۶

(۲) المحلی، ج اول، ص ۳۱۰

باب پنجم

محرّماتِ خوردونوش سے علاج اور جدید مسائل

فصل اوّل: نشہ آوراشیاء اور ان سے علاج

فصل دوم: محرّمات برّیہ اور ان سے علاج

فصل سوم: محرّمات بحریہ اور ان سے علاج

فصل چہارم: محرّمات خوردونوش کے جدید مسائل

فصل اوّل

نشہ آور اشیاء اور ان سے علاج

فصل اوّل

نشہ آور اشیاء اور ان سے علاج

اسلام انسان کی زندگی اور ان کے حقیقی منفعتوں کو مضبوط کرتا ہے اور دیگر مفاسد اور تکلیف سے دور کرتا ہے قرآن کے تمام احکامات میں مسلمانوں کے لیے خیر ہے بیماریوں سے علاج بھی انسان کی منفعت کا اہم حصّہ ہے اور اسلام نے علاج کو درست اور واجب قرار دیا ہے۔

عالمگیری میں ہے:

"الاشتغال بالتداوی لا بأس بک به اذا اعتقد انّ الشّافية هو الله"

دوا سے اور اللہ کو اصل شافی یقین کر کے علاج کروایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۱)

حرام اور نشہ آور اشیاء کو آج کل بہت ساری چیزوں میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے لیکن ان کے جواز استعمال میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں کہ مسکرات سے علاج درست ہے کہ نہیں ہے۔

نشہ آور اشیاء (مسکرات) سے علاج میں فقہاء کا اختلاف:

تداوی بالحرام وسکرات میں فقہاء کا اختلاف ہے ائمہ اربعہ کا موقف ہے کہ شراب اور دیگر مسکرات کے ساتھ علاج کرنا حرام ہے۔

حدیث پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی۔ (۲)

طارق بن سویدؓ کی روایت ہے کہ:

حضور اکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ نے انہیں شراب سے منع کیا طارق نے عرض کیا میں شراب بطور دوا استعمال کرونگا آپ ﷺ نے جواب دیا کہ شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے (۳)

بعض فقہاء احناف کے نزدیک تداوی بالحرام جائز نہیں ہے بشرطیکہ یقینی طور پر معلوم ہوا کہ اس میں بیماری کی شفاء ہے اور کوئی اور دوا موجود نہیں۔

---

(۱) فتاوی عالمگیری، ج، ۲/ص، ۲۵۴

(۲) سنن ابن ماجہ، الجز الثانی ص ۱۱۵۷، حدیث ۳۵۰۰

(۳) احکام القرآن، ج ۱/ص، ۵۹

شافعیہ:۔ امام شافعیؒ کے نزدیک عام محرّمات سے علاج درست ہے لیکن شراب اور نشہ آور اشیاء سے علاج درست نہیں ہے۔[1]
امام شافعی نے نشہ آور اشیاء سے علاج کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ اگر شراب خالص ہو تو اس سے علاج کرنا حرام ہے۔ اور اگر شراب خالص نہ ہو ایسی ملاوٹ ہو کہ شراب کی ہیت تبدیل ہو جائے اور اسکا کوئی نعم البدل دوائی موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس سے علاج کرنا جائز ہے۔

عزبن السلام: شراب اور نشہ آور اشیاء سے علاج جائز نہیں ہے متبادل دوا نہ ملے تو شراب کے ساتھ علاج کیا جاسکتا ہے

امام یوسفؒ:۔ مطلقاً تمام حرام اشیاء، سکرات اور نشہ آور اشیاء سے علاج کی اجازت ہے۔
عالمگیری میں ہے:۔

بیمار کے لیے خون و پیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا ازراہ علاج جائز ہے بشرطیکہ کسی مسلمان طبیب نے اس میں شفایابی کی اطلاع دی ہو اور جائز چیزوں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو[2]
مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے نزدیک امام یوسفؒ کے اس قول میں تفصیل ہے کیونکہ طحاویؒ نے امام صاحب سے سونے کے تاروں سے دانت باندھنے کی اجازت دی ہے۔

حنابلہؒ:۔ خالص شراب کے ساتھ علاج کرنا ممنوع قرار دیا ہے جبکہ شراب کسی اور مائع کی وجہ سے مباح ہو گا۔
شیعہ امامیہ:، شراب اور سکرات سے دوا کے لیے جیسے تریاق، سرمہ لگانا وغیرہ میں اباحت ہے۔[3]
بعض زیدیہ کے نزدیک:۔ تداوی بالخمر اور مسکرات میں اباحت یہ ہے، مریض کی جان کے خوف سے اور شفاء میں قطعی یقین ہو۔

حالت اضطرار میں نشہ آور اشیاء سے علاج:

ضرورت و حاجت نشہ آور اشیاء کو مباح کر دیتا ہے۔
علاج اور دوائی میں تاخیر موت کا سبب بن سکتی ہے اس لیے شدید پیاس یا دوا کے لیے جمہور علماء نے حالت اضطرار میں تداوی بالخمر کو جائز قرار دیا ہے۔

اکراہ کی صورت میں لیکن صرف اتنی کہ ضرورت پوری ہو۔ فقہاء نے ضرورت انسانی کی رعایت کرتے ہوئے ضرورت کے وقت نشہ آور اشیاء کی اباحت کا حکم دیا ہے۔

---

(۳) اسلام میں حلال و حرام، ص ۱۷۲

(۱) فتاوی عالمگیری، ج،۵، ص،۳۵۵

(۳) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۔ یازدہم، ص ۵۳۸،

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (۱)

اللہ نے دین میں تمہارے اوپر تنگی نہیں کی (۲)

شراب کا دواؤں میں استعمال:

اطباء شراب کا استعمال بطور دوا کبھی براہ راست کرتے ہیں اور کبھی دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر کرتے ہیں۔

شراب کی قسم برانڈی ڈاکٹرز چند سال قبل تک نمونیہ کے مریضوں کو پلاتے تھے لیکن برانڈی کے استعمال سے جسم کی قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ مریض ہلاک ہو جاتا ہے اس لیے اب غیر مسلم اور یورپ کے ڈاکٹرز بھی برانڈی کا استعمال ترک کر چکے ہیں۔ (۳)

علم جراحت میں بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جراحت کے لیے عام طور پر افیم یا اس کا کیمیاوی مرکب دیا جاتا ہے، جو مریض افیم کا عادی ہوتا تھا اس کو دھتورا کا مرکب دیا جاتا تھا جسم کے جس حصہ کا آپریشن کرنا ہوتا اس کو گرم پانی سے دھویا جاتا اور اس پر شراب ملائی جاتی پیٹ کے آپریشن میں اگر پیٹ کو کھولنے کی اجازت اور ضرورت ہوتی تو آنت کو گرم پانی، شراب یا سرکہ سے دھویا جاتا اور اس کے بعد آنت کو اس کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا۔

جراثیم پھیلنے اور سڑنے سے افیم اور شراب کے ذریعہ قابو پایا جاتا تھا اور جراحت کے بعد جراح زخم کو جلنے سے بچانے کے لیے بھی شراب کا استعمال کرتے تھے۔ (۴)

علاج کے لیے مخدرات میں سب سے موثر افیم اور اس کے ہم جنس ہوتے ہیں۔

---

(۱) الحج:۷۸

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۴۳۱

(۳) جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام، اکادی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۱ء، ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ص ۳۹۷

(۴) آیات علی گڑھ (سہہ اشاعتی) رسالہ، مدیر ڈاکٹر محمد کرمانی، ۱۹۹۶ء، الحمیر امزمّل منزل، علی گڑھ، ص ۱۹

ابن سینا [1] اپنی مشہور کتاب، القانون فی الطب میں لکھتا ہے:

ایک مریض کو نقصان پہنچائے بغیر بے ہوش کرنا چاہو تو شراب میں میٹھی خوشبودار کافی کا اضافہ کردو۔ اگر گہری بے ہوشی پسندیدہ ہے اس شکل میں جبکہ مریض شدید تکلیف اور درد سے گزر رہا ہو تو شراب میں افیم ایک آدھا ڈرم ملالیں ضرورت کے مطابق اس شراب کو پلائیے۔

"وصب الشراب علی الفروح الخبیثة والا الی تیسل الیه الفضول ینفعها"

شراب کو خراب زخموں اور کھانے پر ڈالو وہ اس پر رہتا ہے اس کے ساتھ نفع زیادہ ہوتا ہے۔ [2]

محمد حسینی نور بخشی بہاؤالدولہ اپنی کتاب علّامة النّجار، ۱۵۰۷، ۱۵۰۱ء، میں لکھتا ہے اس چیز کو سمجھنے میں غلطی مت کریں ہر وہ علاج جس میں تکلیف اور درد ہو اس میں مریض کو تیز مخدرّات کی ضرورت ہے [3]

1) It' s allowed to use in treatment medicine that contains percentage of alchohol that dissolve and are Important for the medical Industry [4]

انگریزی ادویات میں شراب کی آمیزش ہوتی ہے لیکن ان ادویات کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ اگر سو قطرہ شراب میں ایک قطرہ شراب ہو گا تو وہ نشہ نہیں لائے گا کیونکہ اتنی دوائی میں شراب کا ایک قطرہ تو فنا ہو جائے، اس کی حرمت باعتبار نجاست کی ہے کیونکہ اس کا ایک قطرہ تمام دوائی کو اس طرح پلید کر دے گا جیسے پانی کے ایک مٹکے کو پیشاب کا ایک قطرہ۔ [5]

لیکن باقی فقہاء کے نزدیک مریض قریب المرگ ہو اور حرام دوا سے فائدہ کا گمان غالب ہو تو ایسی حالت میں ان ادویات سے علاج جائز ہے کہ ان انگریزی دواؤں میں نشہ لانے کی صلاحیت نہ ہو تھوڑی ہیئت آمیزش شراب اس وجہ سے موجب ممانعت نہیں ہے کہ وہ شراب جو ناپاک ہے ان دواؤں میں نہیں ہوتی ہے شراب کو دوا کے طور پر جسم پر بھی لگایا جاسکتا ہے۔

---

(۱) ابن سینا؛ بو علی سینا کا مکمل نام ابو علی الحسین ابن عبد اللہ ابن سینا ہے شہر بخارا میں ۹۸۰ء میں پیدا ہوئے ۱۴ سال کی عمر میں کئی مضامین پر عبور حاصل کر لیا اور قرآن بھی حفظ کر لیا تھا اور ۱۶ سال کی عمر میں طب کی مشق کرنا شروع کر دی اور قانون اور فطری سائنس کے بارے میں بھی علم حاصل کیا طب اور فلسفہ کے علاوہ فلکیات کیمیاء جغرافیہ نفسیات عرضیات ریاضی اور شاعری پر بھی کام کیا القانون فی الطب ان کی مشہور تصنیف ہے اور سائنسی انسائیکلوپیڈیا ۱۰۳۷ء میں انتقال ہوا۔

(۲) القانون فی الطب، شیخ علی ابن سینا، ۱۹۹۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۸۵،

(۳) آیات علی گڑھ (سہہ اشاعتی) رسالہ، ص ۲۱

(۴)www.islam.stockchange.com.18,October 2017 8;51 pm

(۵) فتاوی نذیریہ، سید محمد نذیر حسین، ۱۹۹۷، اہل حدیث اکیڈمی لاہور، ج، سوم، ص ۴۱۴،

شراب کو بطور دوا استعمال کرنا اس وقت جائز اور جسم پر لگانا اس وقت جائز ہے جب تمام دوائیں استعمال میں آچکی ہوں اور نفع نہ ہوا ہو اور شراب سے نفع کی امید ہو جسم پر لگانے کے بعد اس کو دھو ڈالنا چاہیے۔(۱)

بعض یونانی دواؤں میں بھی شراب کی آمیزش ہوتی ہے جیسا کہ ٹنکچر کارڈیم اور کلوروفام کو بھی نشہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو ان دواؤں کی اباحت ضرورۃً مباح ہے۔

اسپرٹ والی دواؤں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انگریزی دواؤں میں اسپرٹ میتھی لٹیڈ کی آمیزش ہوتی ہے اور وہ شراب کے حکم میں داخل نہیں ہے اس لیے اسپرٹ کی دوائیں علاج کے لیے مباح ہیں۔

اگر اسپرٹ شراب کی حقیقت سے نکل جائے تو اسکا استعمال کرنا جائز ہوگا اگر اسپرٹ میں وہیں نشہ وغیرہ اثر شراب کا باقی رہتا ہے تو استعمال ناجائز ہوگا۔

ناسور کے لیے ہومیو پیتھک ڈاکٹر زیقن چار ماہ کے لیے کھانے کی دوا دیتے ہیں جس سے مریض کو شفا ہو جاتی ہے ان دواؤں میں اکثر اسپرٹ اور کوئی اور نشہ آور دوائی شامل ہوتی ہے تاہم علاج کے لیے ان کا استعمال جائز ہے۔(۲)

بعض اطباع بعض اوقات میں امراض قلب میں دفع خطر کے لیے شراب کی تشخیص کرتے ہیں اور اس سے فائدہ ہو جاتا ہے اس طرح کا علاج شراب نوشی نہیں۔(۳)

The two types of alcohol containing medicines are available:.

1)the first type is alkaline or fatty substances that can only be dissolved in alcohol ,

2)the second type is substances to which a little alcohol is added not because of necessity but to give up the syrup a special flavour and taste ,this type is undoubtedly haram,(4)

الکحل کا دوا میں استعمال:

الکحل کا صل شرعاً نجس نہیں ہے کیونکہ اشیاء میں اصل پانی ہے برابر ہے کہ الکحل خالص ہو یا اس میں پانی آمیزش کی گئی ہو۔

(۱) کفایت المفتی، مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، سکندر علی تاجران، ج نہم، ص ۱۲۶

(۲) کفایت المفتی، ج۹، ص ۱۳۰

(۳) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت اور مضرّت، ص ۸۹

(4)The Islamic guideline on medicine pg126

چناچہ الکحل کے طبّی استعمال میں کوئی حرج نہیں جیسے ، جلد ،(کھال) زخموں اورآلات کو صاف کرنے کے لیے الکحل کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ،اسطرح جراثیم کش ادویات اور عطریات میں الکحل کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور مختلف اقسام کی کریمیں اور پاوڈر میں الکحل استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ حکم خمر پر لاگو نہیں ہوگا۔

الکحل کا براہ راست استعمال حرام ہے کیونکہ الکحل سکر ہے ادویات میں نہایت کم مقدار میں الکحل شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ،اسطرح ایسے دوائی مادات جو پانی میں نہ پگھلتے ہوں ان میں الکحل کی معمولی مقدار ملائی تاکہ مادات پگھل جائیں یہ بھی ممنوع نہیں۔ (۱)

اضطراری حالت میں الکحل کا استعمال منع نہیں ہے دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ اور جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہیں لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہ (۲) اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس دوا کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ نشہ نہ ہو اور الکحل اگر انگور اور کھجور سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دوا کا استعمال ناجائز ہے۔

امام شافعی کے نزدیک الکحل، ملی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے خالص الکحل ناجائز ہے۔ (۳)

الکحل دراصل ایتھائل الکحل یا ایتھانول کا مرکب ہوتا ہے خالص شراب نہیں ہوتی ہے بلکہ کیمائی مادہ ایتھانول شامل ہوتا ہے۔ (۴)

اسی کیمائی مرکب ایتھانول کی وجہ سے الکحل کا کچھ فیصد حصہ دواؤں میں شامل کرنے کی وجہ سے نشہ اور تندی پیدا نہیں ہوتی جو کہ خمر کے حرام ہونے کی وجہ سے اسی نشہ اوور تندی پیدا نہ ہونے کی وجہ سے الکحل خمر کے حکم میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ الکحل عصر حاضر میں لازم ہو گیا ہے ہومیو پیتھک دوئیں عام طور پر الکحل سے بنتی ہیں اور ایلو پیتھک کی بھی دواؤں میں

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ص ۵۳۹

(۲) امام ابو حنیفہؒ: مذہب حنفی کے بانی امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہے، امام ابو حنیفہؒ ۸۰ ھجری میں کوفہ میں پیدا ہوے مذہب کے لحاظ سے سنی فرقے سے تعلق رکھتے تھے ،ابتداءی عمر میں حجاز کی طرف سفر کیا اور مکہ اور مدینہ کے نامور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک مذہبی سکالر کی حثیت سے نمایاں مقام حاصل کیا حلقہ درس نہایت وسیع تھا، مشہور کتابوں میں فقہ الاکبر، کتاب الاثار جس میں تقریباً ۷۰،۰۰۰ احادیث کو جمع کیا عالم والمتعلم، الطریقہ الاسلام مسند امام اعظم ابو حنیفہ ہیں، ۶۹ سال کی عمر میں ۱۴ جون ۷۷۲ کو (۱۵۰ھ) وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوئے۔

(۳) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، ج ۱، ص ۵۷۷،

(4) http:// en.m.wikipedia.org/wiki/alcohol

الکحل شامل ہوتا ہے متوازن مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ پیدا نہیں کرتا اسی لئے دواؤں اور دوسری اشیاء اسپرٹ وغیرہ میں اس کے استعمال کی اجازت ہے اگر دواؤں کا کوئی نعم البدل موجود نہ ہو۔

اکثر فقہاء کے نزدیف تمام نشہ آور اشیاء خمر کا مصداق ہیں یہی رائے فقہاء حنفیہ میں امام محمدؒ کی ہے اور یہی رائے دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور راجح ہے اور فتویٰ اسی رائے پر ہے اس رائے کے اعتبار سے کوئی بھی نشہ آور شے کم ہو یا زیادہ حرام ہے اور اس کا پینا یا خارجی استعمال مکمل طور پر حرام ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و امام یوسفؒ کی رائے

امام ابو حنیفہؒ اور امام یوسفؒ کے نزدیک چار قسم کی شراب خمر میں داخل ہیں۔

انگور کی کچی یا پکائی ہوئی شراب، کھجور کی شراب، منقی کی شراب۔[1]

یہ تمام شراب مطلقا حرام ہیں اور ان کا خارجی استعمال بھی جائز نہیں ہے ان کے علاوہ دوسری چیزوں کی شراب یا الکوحل اتنی مقدار میں پی جائے جو نشہ پیدا کر دے اس صورت میں حرام ہو گی۔

امام ابو حنیفہؒ کے اس موقف کے مطابق خمر ہونے میں اصل اس کے اجزاء ہیں جن اجزاء سے خمر مرکب ہے اسی لئے انگور، کھجور، اور منقی کے علاوہ جن نباتات یا کیمیاتی اجزاء سے الکحل تیار کیا گیا ہو اس کی معمولی مقدار جو نشہ پیدا نہ کر پائے جائز ہو گی الکحل ملی دواؤں کے استعمال کا جواز فقہاء کی آراء سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

فتاوی ہندیہ میں بیان کیا گیا ہے۔

يجوز شراب القليل من الخمر للتداوى اذا لم يجد شيئا يقوم مقامه

شراب کا کوئی متبادل نہ ہو تو تھوڑی سی شراب دوا کے طور پر جائز ہے۔[2]

عصر حاضر میں جو ابتلاء کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے ان حالات میں الکحل کے ایک حد تک استعمال کی رائے پر فتوی دینا زیادہ بہتر ہے۔ علمائے دیوبند اور مولانا مودودیؒ کی رائے یہ ہے کہ:

"اضطراری حالت کے بغیر ایسی دواؤں کا استعمال حرام ہے اس لئے کہ ان میں خمر کی وجہ سے دوائی نجس ہو جاتی ہے البتہ حالت اضطرار میں انسان اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے الکحل ملی دواؤں کا استعمال کر سکتا ہے۔[3]

الکوحل کی قدر مسکر حرام ہے اس رائے کی بناء پر الکوحل ملی دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے۔

---

(۱) جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جون ۲۰۱۰ء، زمزم پبلشرز، کراچی، ج اول، ص ۲۱۸

(۲) فتاویٰ ہندیہ، ج ۵، ص ۳۰۵

(۳) فتاوی دار العلوم دیوبند، مفتی مولانا عزیز الرحمن، ۲۰۱۳ء، دار الاشاعت، کراچی، ج اول، ص ۲۷۹

کفایت المفتی میں مفتی کفایت اللہ کا ان دواؤں سے متعلق فتویٰ موجود ہے۔

"اسپرٹ اور دواؤں میں الکحل اس طرح ترکیب سے پائی جاتی ہے کہ اس میں میتھیلیٹڈ ہونے کی وجہ سے یہ مسکر نہیں ہے۔ دواؤں میں استعمال ہونے والے الکحل سے مادہ سکر کیمیائی عمل کے ذریعے ختم ہو جاتا ہے انقلابِ ماہیت کی وجہ سے الکحل ملی دواؤں کا استعمال جائز ہے کیونکہ سکر کی خاصیت اڑ گئی تو خمر ہونے کی خاصیت بدلنے سے حکم بھی بدل گیا۔[1]

دواؤں میں الکوحل کے استعمال کے جواز پر رائے کے بعد یہ نکتہ واضح ہونا بھی ضروری ہے کہ الکوحل کی کتنی مقدار استعمال کی جاسکتی ہے جس پر دوا نشہ آور نہ ہوگی۔ اس ضمن میں بین الاقوامی اسلامی فقہ کونسل نے اپنی سولہویں کانفرنس میں ان دواؤں سے متعلق واضح بیان دیا ہے۔

کانفرنس کے قانون نمبر ۶ کے مطابق:

Using pure alcoholic treatment is not allowed in any case, it's allowed to use in medicines that contains percentage of alchol that dissolve, are important for the medical industry and have no replacement under the prescription of a doctor.[2]

"علاج میں خالص الکحل کی کسی بھی صورت اجازت نہیں ہے البتہ ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق اس دوا کا کوئی نعم البدل موجود نہ ہو طبی اہمیت کے اعتبار سے الکحل کی اتنی مقدار دواؤں میں استعمال کی جاسکتی ہے جو آسانی سے دوا میں تحلیل ہو جائے"۔

کانفرنس کے قانون نمبر ۱۱ کے مطابق

There are a lot of medicines that contain different amount of alchol that varies between 0.01 % and 25%, most of them are medicines for cold, sore throat, cough and other popular diseases, some medicines that contains alcohol is about 95% of the medicine, A Muslim patient can get medicine that contains percentage of alchol if there is not alcohol – free replacement available.[3]

---

(۱) کفایت المفتی، ج ۹، ص ۱۴۰

(2) http//www.muslimmatters.org/Islamic Fiqh council/conference#16/rule#6. 5/6/2018, 10:30pm

(3)https//www/muslimmatters.org/Islamic Fiqh council/conferene# 16/rule#11, 5-6-2018,rule # 11

"ایسی بہت سی ادویات ہیں جن میں الکحل مختلف مقدار 0.01 فیصد سے 25٪ تک پایا جاتا ہے ان میں سے بہت سی ادویات سردی، بخار، گلے کی خراش، کھانسی اور دوسری بیماریوں کے لئے ہیں بعض دواؤں میں ۹۵٪ تک بھی پایا جاتا ہے ایک مسلمان مریض الکحل ملی ادویات کو لے سکتا ہے اگر اس کی جگہ کوئی دوسری الکحل فری دوا موجود نہ ہو۔ یعنی الکحل کی اتنی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو ان ادویات کے استعمال کی اجازت ہے۔

برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا میں الکحل کی مقدار کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

It is physically impossible to remove 100٪ of the alcohol from fremented beverages, which states that the product must contain less than half of one percent 0.5٪ according to U.S federal law.(1)

"یہ عملی طور پر ناممکن ہے کہ مشروبات میں سے 100٪ الکوحل نکال دی جائے جو اس بات کی ضامن ہے کہ مصنوعات میں الکحل 1٪ سے کم مقدار میں استعمال ہو سکتی ہے امریکی وفاقی قانون کے مطابق 0.5٪ الکحل قابل استعمال ہے"۔

اس بات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر ہم دواؤں میں الکوحل کی متوازن اور متعین مقدار استعمال کریں جو قدر خمر نہ ہو تو ایسی صورت میں الکوحل ملی دواؤں کا ستعمال جائز ہے اور اگر نشہ پیدا کرے تو وہ خمر کے زمرے میں شامل ہو گا ایسی صورت میں الکوحل پر مشتمل ادویات کا استعمال حرام ہو گا۔

(1)http:www.britannica.com/topic/alcohol/consumption,6/6/2018, 9:30pm

فصل دوم

محرّمات برّیّہ اور ان سے علاج

فصل دوم

محرّمات برّیّہ اور ان سے علاج

برّی سے مراد خشکی ہے محرّمات حیوان دو قسم کے ہوتے ہیں؛

ا) حیوان برّیہ: وہ حیوانات جو خشکی میں رہتے ہیں،

حیوانات بحریہ: وہ حیوانات جو پانی میں رہتے ہیں۔

محرّمات برّیہ خشکی والے وہ جانور جو اسلام نے مسلمانوں پر کھانا حرام کیا ہے ان محرّمات برّیہ میں بعض حلال جو اگر شرعی طور پر ذبح نہ کیے جائیں تو وہ بھی حرام ہو جاتے ہیں جن کو میتہ کہا جاتا ہے، اور ان حیوانات کے بعض اجزاء ہیں جو بہر حال حرام ہی ہیں، مثلاً خون۔[1]

اور محرّمات حیوان برّیہ کی اشیاء ناپاک کا حکم بھی ممانعت کا ہے۔

قاضی ابو یوسف کے نزدیک اگر علاج مقصد ہو تو خون پینا جائز ہے اور کبوتر کی بیٹ بطور دوا کھانا جائز ہے۔[2]

فقہاء کے احکامات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ ضرورت انسانی کی وجہ سے اور حالت اضطراری میں حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اگر اس دوا کا کوئی نعم البدل موجود نہ ہو۔

ان محرّمات برّیہ کی حرمت کا سبب منکشف ہونے کے ساتھ ساتھ ہی مصلحت معلوم ہوئی کہ ان حیوانات میں ایسے مہلک جراثیم اور کیڑے ہوتے ہیں جو بیشمار بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں اور ان محرّمات کے نقصانات واضح ہونے کے بعد اسلام کی سچائی اور حقانیت پر لوگوں کو یقین اور زیادہ پختہ ہو جاتا ہے۔

حالت اضطراری کا مسئلہ تو ضرورت وحاجت کی مصلحت کے پیش نظر محرمات کے علاج میں استعمال کی اباحت کو واضح کرتا ہے لیکن عام بیماریوں میں ان کے استعمال کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک حالت اضطراری کے بغیر ان محرّمات کا استعمال جائز نہیں ہے اور اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں کہ جس میں حضور ﷺ نے بیان کیا ہے کہ "اللہ نے حرام میں شفاء نہیں رکھی ہے"۔

---

(۱) حلال و حرام، ص ۱۷۱،

(۲) ردّ المختار علی الدر المختار، ج ۵، ص ۲۱۶

بعض فقہاء ایک خاص حدیث سے جواز کا سبب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گاؤں کے کچھ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ بیماریوں کا علاج دریافت کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کو کہا جن سے ان کو شفاء ہوئی۔

محرّمات برّیہ کی دوسری ناپاک اشیاء دو اجزاء کے مقابلے میں خنزیر کے دوا میں یا اس کے اجزاء کے استعمالات میں زیادہ احتیاط کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ خنزیر نجس العین ہے۔

فتاوی عالمگیری میں بیان کی گیا ہے،

"ویکرہ تعالجة الجرحة با نسان او خنزیر لانھا محرم الا نتفاع"

انسان اور خنزیر سے علاج مکروہ قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ دونوں سے نفع اٹھانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[1]

امام ابو حنیفہؒ خمیرے وغیرہ کی سلائی کے لیے خنزیر کے بال کے استعمال کو جائز رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اونٹ کے پیشاب کو بطور دوا استعمال کرنے کی اجازت دی لہذا ناپاک اور حیوانات محرّمات برّیہ کا ضرورۃ استعمال درست ہو گا۔

مغربی ممالک میں ایسے خمیر اور جیلیٹن ملتی ہے جن میں خنزیر سے حاصل کردہ مادی تھوڑی یا زیادہ مقدار میں ضرور شامل ہوتا ہے تو اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعے بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر خنزیر کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ خمیر، دوا، اور جیلیٹن، نجس اور حرام ہے۔[2]

خنزیر کے گوشت اور ہڈی وغیرہ سے علاج کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان کے قائم مقام دوسری مباح ادویہ موجود ہوتی ہیں۔

ایسے غذائی مواد جن کی ترکیب میں خنزیر کی چربی داخل ہو اور چربی کا عین تبدیل نہ ہو، جیسے پنیر کی بعض اقسام، روغن زیتون، آئس کریم اور بسکٹ کی بعض اقسام، ان کا کھانا حرام ہے کیونکہ خنزیر کی چربی نجس ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے چناچہ ایسی ادویات جن میں خنزیر کی چربی موجود ہو ان کا استعمال ممنوع ہے۔

خنزیر کے اجزاء شوگر کے مریضوں کے لیے انسولین میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں تو ایسی تیار کردہ انسولین شوگر کے مریضوں کے علاج کے لیے ضرورۃً مباح ہے۔

---

(۱) فتاوی عالمگیری، ج۵، ص ۳۵۴

(۲) فقہی مقالات، محمد تقی عثمانی، ۱۹۹۶، میمن اسلامک پبلیشرز کراچی، ص ۲۵۵

خنزیر کی چربی صابن میں بھی استعمال کی جاتی ہے ان کا استعمال جائز قرار دیا گیا ہے البتہ بطور دوا صابن کریم اور آرائشگی کے مختلف غازات جن کی ترکیب میں خنزیر کی چربی شامل ہو ان کا استعمال جائز نہیں البتہ محققاً چربی کی عین میں تبدیلی ثابت ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہو گا۔[1]

خنزیر کے گوشت سے تیل بنایا جاتا ہے جن کو بطور دوا مالش میں استعمال کی جاتا ہے وہ تیل بھی ناپاک ہو گا اس تیل میں خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریق سے پکایا جاتا ہے، اس تیل کو بطور دوا جسم پر استعمال کرنا ناجائز اور ناپاک ہو گا مگر اس تیل کو اگر دھاتوں کا زیرو بنانے میں استعمال کی جائے تو آگ اس دھات کو پاک کر دے گی اور تیل باقی نہ رہے گا اس صورت میں اس تیل کا استعمال جائز ہو گا۔[2]

بذات خود یہ تیل حرام اور نجس ہو گا اور اگر اس تیل سے جسم پر مالش کی گئی تو بنا دھوئے نماز پڑھنا جائز نہیں اور خنزیر کی چربی اور گوشت سے جو مرہم بنے ایسا مرہم بھی بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں۔

ایسی دوا جس کی بنیاد الکحل ہو اس میں شفاء ہو یا ایسی دوا جس میں preservative کے طور پر الکحل موجود ہو اس کے علاوہ دوسری دوا موجود نہیں ہے الکحل اس کا حصہ ہو خود وہ دوا الکحل نہ ہو اور اس دوا کا کوئی دوسرا نعم البدل موجود نہیں ہے تو اس صورت میں الکحل ملی دوا کا استعمال جائز ہے۔[3]

گدھی کا دودھ بقول اطباء یونانی تاثیر میں بہت ٹھنڈا ہوتا ہے اسی لیے بعض امراض میں خصوصاً دق میں بہت مفید مانا گیا ہے ڈاکٹری تحقیق کے مطابق اس میں پانی اور شکر کا جزو کثرت سے ہوتا ہے۔[4]

اس لیے ڈاکٹرز گدھی کے دودھ کو دواؤں میں استعمال کرتے ہیں اور فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔

زہری نے اونٹ کے پیشاب کے بارے میں فرمایا کہ مسلمان اس سے علاج کرتے تھے اور کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔[5]

اونٹنیوں کا پیشاب بذات خود ﷺ نجس اور حرام ہے لیکن نبی ﷺ نے اصحاب عرینہ کو اونٹنیوں کا پیشاب پلا کر علاج کیا۔

---

(۱) الفقہ اسلامی ادلتہ، ج چہارم، ص ۱۱۴

(۲) کفایت المفتی، ج ۹، ص ۱۸۸

(۳) انٹرنیٹ لیکچرر، ایڈوکیٹ فیض سید، irctv، اسلامک ریسرچ سنٹر یوٹیوب 23:32pm

(۴) حیوانات قرآنی، عبد الماجد دریا آبادی، ہندوستان پبلی کیشنز دہلی، ص ۷۰

(۵) منتقی الاخبار، مولانا محمد داؤد راغب رحمانی، ۱۹۸۲، مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۸۴۱

حلال میں بھی اگر حیوانات غیر مذبوح ہو تو وہ محرّمات میں شامل ہوتے ہیں غیر مذبوح جانور کے پیٹ سے ایک چیز نکالی جاتی ہے جسے انفخہ کہتے ہیں اس کو دودھ میں شامل کرنے سے دودھ جم جاتا ہے اور پنیر بناتے وقت محرّمات کے پیٹ سے انفخہ لیا جائے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام مالک اس کو پاک قرار دیتے ہیں جبکہ صاحبین میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمد (۱) اس کو ناپاک کہتے ہیں یورپ اور دوسرے غیر اسلامی ملکوں سے جو پنیر اور دوائیاں آتی ہیں اس میں غیر مذبوحہ جانوروں کا انفخہ اور چربی استعمال ہونے کا احتمال ہوتا ہے اس لیے جمہور فقہاء کے قول پر اس سے پرہیز کی ضرورت ہے یہ حکم ان چیزوں کی موجودگی کے گمان پر ہے اگر ان اشیاء کے ہونے کا یقین ہو تو قطعاً حرام ہیں۔

محرّمات برّیہ میں پرندے بھی شامل ہیں جن کو حرام قرار دیا گیا ہے ان پرندوں میں ایک کوّا بھی ہے جس میں اختلاف ہے کہ بعض فقہاء اس کو حلال اور بعض حرام قرار دیتے ہیں ڈاکٹرز بعض بیماریوں میں مریض کو کوّا کھانے کی تجویز دیتے ہیں طبّی نقطۂ نگاہ سے انسان کی جان بچانے کے لیے اس کو کوا بطور دوا دیا جاسکتا ہے اگر مرض لاعلاج ہے اور کوا کے گوشت کو بطور دوا استعمال کرنے سے مریض کی جان بچنا یقینی ہو۔ (۲)

حشرات الارض کے بارے میں فقہاء کا اختلاف رائے ہے ابن قاسم کے نزدیک امام مالک نے کیڑے مکوڑوں اور چیونٹیوں وغیرہ کو کھالینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا ہے چیونٹیوں کا استعمال طب وجراحت میں بطور دوا کرتے ہیں اندرونی اعضاء کے آخری حصّے کو متصل رکھنے کے لیے مختلف قسم کی چیونٹیوں کا استعمال کیا جاتا ان چیونٹیوں کی لمبائی کافی بڑی ہوتی تھی اور ان کے سر بڑے ہوتے تھے ان کے منہ کے اجزاء نسبتاً مضبوط اور لمبے ہوتے تھے۔ (۳)

جراح پیٹ کے دونوں جانب کٹے ہوئے کناروں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھنے کے بعد اس پر چیونٹیوں کو چڑھا دیتا ہے وہ اپنے ڈنک کے ذریعے ایک ہی وقت میں دونوں کناروں کو کاٹتی جبکہ اس کا ڈنک پیٹ کے عضلات سے اچھی طرح چپک جا

---

(۱) امام محمد: امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے مکمل نام محمد بن الحسن الشیبانی تھا شہر عراق میں ۷۴۹ء (۵۰ھ) میں پیدا ہوئے، حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، کوفہ کی طرف ہجرت کی اور امام ابو حنیفہؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر مدینہ ہجرت کی اور وہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد مالکی مسلک کی بنیاد ڈالی مشہور کتابوں میں ظاہر الروایہ، المبسوط، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، السیر الکبیر اور الزیادۃ وغیرہ شامل ہیں۔ جہاد کے متعلق آٹھویں صدی میں مشہور تصانیف اقوال کے قانون منظر عام پر آئی۔ ۸۰۵ء میں انتقال ہوا۔

(۲) کتاب اور سنت کی روشنی میں جدید سائنس، ص ۱۹۳

(۳) سہ اشاعتی رسالہ آیات علی گڑھ، ص ۱۷

تو اس کے جسم کو سر سے بالکل الگ کر کے پھینک دیتے اور سر کو وہی بر قرار رکھا جاتا چند دن بعد ہی زخم چیونٹیوں کے سروں کو جذب کر لیتا اور اسطرح زخم مندمل ہو جاتے اس طرح چیونٹیوں کو بطور جراحت دوا کے استعمال کی جاتا۔

مردار سے علاج:

مردار سے علاج یا تو خود مردار کو استعمال کر کے ہوتا ہے یا استحالہ کر کے علاج ہوتا ہے ابن حبیب کے نزدیک تغیّر پذیر مردار سے علاج جائز ہے، بعینہ مردار سے کسی صورت علاج جائز نہیں ہے۔

مرتک ایک دوا ہے جو مردار کی ہڈیوں سے بنتی ہے اس دوا کو بطور مرہم لگایا جاتا ہے۔ [1]

امام مالک کے نزدیک مرتک کو لگانے کے بعد اس کو دھوئے بغیر نماز نہ پڑھے مردار کی کھال کا ٹکڑا پیوند کاری کے لیے استعمال کی جاتا ہے جلدی پیوند کاری کے لیے مردار کی کھال کا استعمال جائز نہیں ہے البتہ یہ کہ کوئی اشد ضرورت پیش آجائے محرّمات برّیہ اور ان کے اجزاء کا بطور دوا استعمال اس وقت جائز ہوتا ہے جب کوئی مسلمان طبیب یہ کہہ دے کہ اب کوئی اور دوا نافع نہیں رہی ہے۔ [2]

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۴، ص۵۳۹

(۲) کفایت المفتی، ج۹، ص۱۲۶

فصل سوم

محرّمات بحریّہ اور ان سے علاج

فصل سوم

محرّمات بحریہ اور ان سے علاج

محرّمات حیوانات میں دوسری قسم محرّمات بحریہ کی ہے بحر کے وہ جانور جو مردار یا درندوں کے حکم میں آتے ہیں ان سمندری حیوانات اور مردار سے علاج کرنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

اسلامی شریعت نے مچھلی اور ٹڈی کو مردار کے حکم سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ ان کا ذبح کرنا ممکن نہیں نبی ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

((هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ وَالحِلُّ مَيتَةُ))

سمندر کا پانی طہور ہے اور اسکا مردار حلال ہے۔ (۱)

اللہ کا ارشاد ہے،

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (۲)

تمہارے لیے دریا کا شکار اور اسکا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔ (۳)

اور ان احکامات کے اعتبار سے سمندر کا مردار حرام ہے اور سمندر کے وہ جانور جو درندوں کے حکم میں آتے ہیں وہ حرام ہیں اور ان سے علاج کرنا بھی حرام کے حکم میں داخل ہوگا ان کو استعمال کرنے کی اجازت باقی تمام محرّمات بریّہ کی طرح چند شرائط کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

۱) محرّمات بحریہ کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں صحت کو واقعی خطرہ لاحق ہو۔

کوئی ایسی جائز دوا نہ مل سکے جو اس دوا کا بدل ہو۔

۳) کسی دوا کسی مسلمان طبیب نے تجویز کی ہو جو دینی اعتبار سے قابل اعتماد ہو اور اپنی معلومات اور تجربہ کے لحاظ سے کامل ہو۔

محرمات بریہ میں حرام جانوروں اور ان اجزاء سے علاج اور ان ادویہ کے خارجی استعمال کے بارے میں مختلف بیانات ہیں۔

---

(۱) سنن ابی داؤد، ص ۶۳، حدیث ۶۸۳

(۲) المائدۃ:۹۶

(۳) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۵۱

مچھلی بھی اگر طبعی موت مر جائے اور پانی کے اوپر آ جائے اس کے پیٹ کا حصہ اوپر اور پشت کا حصہ نیچے ہو تو یہ حرام ہے اسی کو حدیث میں سمک طافی کہتے ہیں اور سمک طافی سے علاج کرنا منع کیا گیا ہے۔ (۱)

مینڈک اور دریائی خنزیر سے بھی علاج کرنا حرام ہے۔

مینڈک سے دوا تیار کرنا:

محرمات بحریہ میں مینڈک سے دوا کی ممانعت حدیث سے ثابت ہے۔

ابن ابی ذہب نے عبدالرحمٰن بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک طبیب نے کسی دوائی کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ دوائی مینڈک سے تیار ہوتی ہے یہ سب آپ ﷺ نے اسے مینڈک ہلاک کرنے اور اس سے دو اتیار کرنے سے منع فرمادیا۔ (۲)

مینڈک آبی جانور ہے لیکن آپ ﷺ نے اسے ہلاک کرنے اور اس سے دوا تیار کرنے کی ممانعت فرمائی مچھلی کے سوا تمام آبی حیوانات کا حکم بھی یہی ہوگا کیونکہ مینڈک اور دوسرے تمام آبی جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔

بعض حضرات نے مینڈک سے دوا تیار کرنا مباح قرار دیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی وہ حدیث نقل کی ہے۔

((هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ وَالحِلُّ مَيتَةُهٗ))

پانی (سمندر کا) پاک ہے اور اسکا مردار حلال ہے۔

اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو انہیں (احلت لنا میتان) والی روایت پر محمول کیا جائے گا اور اس ارشاد کے ذریعے آبی جانوروں کی تشخیص کر دی ہے۔ (۳)

ان احکامات کے اعتبار سے مینڈک سے دوا تیار کرنا اور علاج کرنا درست نہیں ہے الا یہ کہ حالت اضطراری اور دوسری دوا نعم البدل کے طور پر موجود نہ ہو اور شفا حاصل کرنا یقینی ہو مینڈک سے علاج کی تحریم میں بعض فقہاء یہ عقلی دلیل بھی دیتے ہیں۔

اگر مینڈک سے انتفاع جائز ہوتا تو طبیب کو اس سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اسے ہلاک کرنے سے نہ روکا جاتا (۴)

---

(۱) حلال و حرام، ص ۱۲۳

(۲) سنن ابی داؤد، ص ۶۵، حدیث، ۶۸۹

(۳) احکام القرآن، ج ۵، ص ۵۵۲،

(۴) فتاوی رشیدیہ، حافظ رشید احمد، اسلامی کتب خانہ کرچی، ص ۵۰

بحریہ حیوانات میں سے دریائی خنزیر سے دوا تیار کرنا اور اسے اجزاء کے استعمال کو حرام قرار دیا گیا ہے دریائی خنزیر کی چربی سے تیل حاصل کر کے اسے مالش والی دواؤں میں شامل کرنا اور تداوی بالسؤرالبحر کو ممنوع کیا گیا ہے کیونکہ خنزیر بحر حال حرام اور نجس ہے۔

فتاوی صراط مستقیم میں بیان کی گیا ہے کہ۔

پانی کا خنزیر پالنا کسی صورت حلال نہ ہو گا کیونکہ خنزیر کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے اس میں برّی اور بحری ہر قسم کا خنزیر شامل ہو گا۔ (۱)

محرّمات بحریّہ میں سے امام شافعی نے مینڈک کے ساتھ ساتھ سمندری کیکڑے سانپ، کچھوے اور بچھّو کو بھی حرام کہا ہے اور ان کو بھی علاج میں استعمال کرنا ممنوع کیا ہے سمندری سانپ کی جلد سے تیل تیار کیا جاتا ہے اس تیل کو مالش کے لیے استعمال کرتے ہیں لیکن ان سانپ کی حرمت اس سے علاج میں بھی حرمت پر دلالت کرتی ہے کچھوے سے تداوی کی اباحت میں اختلاف (۲)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک کچھوے سے علاج درست نہیں کیونکہ دریائی کچھوا حلال نہیں ہے ابن حزم نے خشکی اور دریائی ہر قسم کا کچھوا حلال قرار دیا ہے۔

حنفی بھی کچھوے کو حلال نہیں قرار دیا اس لیے کچھوے سے علاج یا اس کے اجزاء یا جلد کے استعمال کو ممنوع قرار دی گیا ہے۔

بعض لوگوں نے کچھوے سے علاج کو حلال سمجھا ہے مگر ان کے قول وفعل کو دلیل حلّت قرار دینا حنفیوں پر لازم نہیں ہے، وہ حسنؒ یا عطاؒ کے قول پر عمل کرنے کا مدعی ہو گا۔ (۳)

سمندری حیوانات میں جھینگے سے علاج میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں، جھینگا دراصل مختلف فیہ مچھلی ہے۔

بعض علمائے احناف کے نزدیک جھینگا مچھلی کی قبیل میں سے ہے اور قدیم یونانی طب نے یا موجودہ طب نے جھینگے کو ماہی روبیاں (فارسی) بیان کیا ہے۔ (۴)

---

(۱) فتاوی صراط مستقیم، ص ۵۵۲

(۲) حیوٰۃ الحیوان، ج ا، ص ۴۱

(۳) کفایت المفتی، ص ۱۱۵

(۴) کتاب وسنت کی روشنی میں جدید سائنس، ج اول، ص ۱۹۱

امام ابو حنیفہ کے نزدیک جھینگے سے کسی قسم کا علاج بھی جائز نہیں ہے تاہم دیگر فقہاء ابن ابی لیلیٰ، امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اوار جھینگے کی حلت و حرمت کے اعتبار سے اس سے علاج میں بھی اباحت و حرمت کا اختلاف ہے جھینگے میں کسی قسم کی ہڈی نہیں ہوتی اور جب جھینگا مچھلی نہیں ہے اس لیے سمندری حلال جانور مچھلی کا حکم اس پر لاگو نہ ہوگا جھینگے کے اجزاء کو کسی بھی قسم کی دوا میں استعمال کرنا اور اس سے علاج کرنا الّا حالت مضطر ار ناجائز ہے بعض فقہاء اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں وہیل مچھلی بالکل مچھلی جیسی ہے اور اس کو مچھلی ہی کہتے ہیں لیکن یہ مچھلی کی قبیل میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ انڈے نہیں دیتے بلکہ دودھ پلاتی ہے اہل عرب وہیل مچھلی یا اس جیسی کسی دوسری آبی مخلوق کو عنبر کہتے ہیں بعض فقہاء ایسی مچھلیوں کی حلت کے قائل ہیں اور حضرت جابرؓ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ جیش ضبط میں شامل مجاہدین کے لیے سمندر نے ایک جانور اچھال کر باہر پھینک دیا جسے عنبر کہتے ہیں بھر انہوں نے حضور ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

((هَل مَعَكُم مِنهُ شَئِئٌ تُطعِمُونِيهِ))

کیا تمہارے پاس کچھ بچ گیا ہے جو تم مجھے کھانے کے لیے دے سکو۔ اباحت کے قائلین وہیل مچھلی یا عنبر سے علاج کے قائل ہیں۔ (۱)

اور اپنی دلیل مزید پختہ کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ سمندر کا وہ پھینکا ہوا دراصل حوت تھا جسے مچھلی کہتے ہیں اور مچھلی کی حلت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چناچہ اس مچھلی اور دوسری تمام مچھلی کی بنی ہوئی ادویات اور ان کے اجزاء سے گولیاں تیار کی جاتی ہیں حلال ہیں اور ان مچھلیوں سے یورپ کے ممالک میں تیار کیا جاتا ہے جسے خالص طور سردی کے موسم میں گرمی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے البتہ اس حکم سے شارک مچھلی مستغنی ہے کیونکہ وہ سمندری درندوں کے حکم میں شامل ہوگئی اور اسی حکم میں مگرمچھ دریائی ہاتھی، گھڑیال وغیرہ داخل ہونگے۔

بعض کے نزدیک یہ سب کچلی والے درندے ہیں۔

لیکن بعض حضرات کے نزدیک مگرمچھ سے بطور ادویہ استعمال لینا جائز ہے یہ بھی مچھلی کے حکم میں داخل ہے۔ (۲)

یہی حکم حلزون (گونگے) کا بھی ہے۔

مچھلیوں کی اقسام میں حلت و حرمت کا اعتبار کیے بغیر ان کا بطور ادویہ استعمال کی جاتا ہے اور گولیوں اور تیل کے علاوہ سوپ میں بھی ان کا استعمال کیا جاتا ہے ان کے سروں کو صاف کرکے ٹکڑے کرکے ان کا شوربا بنایا جاتا ہے اور اس سوپ کو فالج لقوہ،

---

(۱) احکام القرآن، ج ۵، ص ۶۵۲

(۲) فتاوی اسلامیہ، ج سوم، ص ۴۲۵

لنگڑی کا درد، اعصابی کمزوری، پٹھوں کی کمزروی جوروں کا پرانا درد، جسمانی اور اعصابی کھنچاؤ یاداشت کی کمی وغیرہ کے لیے استعمال کی اجاتا ہے ان میں بھی جو مچھلی کے شارک وغیرہ حلال نہیں ہے ان کا بطور ادویات اور بطور غذا استعمال درو ست نہیں ہے۔[1]

بحری مردار بالا اتفاق حرام ہے اور اسے علاج جائز نہیں ہے ایسی وہیل مچھلی جو زندہ پانی نے ساحل پر پھینک دی پھر ساحل پر مرگئی تو وہ مردار کے حکم میں ہو گی اس علاج کیا جاتا ہے وہ حرام ہو گا ان کے استعمال کے بارے میں

It is written in the book:medicine of the prophet, these fishes and anbar is hot and dry and strengthens the heart .the mind and the senses.It also strengthens the body and helps relieve facial paralysis.It relieve cold symptoms. Headaches;also use as on ointment or as a drink.[2]

یہ مچھلیاں عنبر وغیرہ خشک اور گرم ہوتی ہیں دل، دماغ اور حواس کو مضبوط کرتی ہیں جسم کو تقویت پہنچاتی ہیں اور چہرے کے فالج کو ختم کرتی ہیں سردی کی علامات کو ختم کرتی ہیں اور سر کے درد کو شفاء دیتی ہیں یہ مرھم اور مشروب کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں حرام مچھلی سے بطور علاج ایسا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے اور مردار وہیل کے بارے میں مذکورہ کتاب میں لکھا گیا ہے کہ وہیل ساحل مردار پائی گئی تو یہ یقینی نہیں ہے کہ وہ کس سبب سے مری ہے وہ پانی میں ہی مری ہو کیونکہ سمندر مردہ مچھلیوں کو ساحل پر پھینکتا ہے تو ایسی وہیل سے علاج مشکوک نہیں ہے محرّمات سے علاج میں شفاء نہیں بلکہ نقصان ہے محرّمات برّیہ کے علاج کے نقصانات کے بیان میں تحریر کیا جاتا ہے کہ:

Eating the meat or blood of frog in medicine might cause swelling in the body.pale colour and ejaculation(uncontrollable)un till death.This is why docotors hesitate to use it[3]

اگر مینڈک کو بطور علاج استعمال کیا جائے تو اس کا خون اور گوشت (دوا) جسم میں سوجن کا باعث بنتا ہے رنگ کی زردی اور بھر موت کا سبب بن جاتا ہے ایسی لیے ڈاکٹرز بطور علاج اس کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔

---

(۱) عبقری میگزین، حکیم محمد طارق محمود مجزوبی چغتائی، ادارہ عبقری ٹرسٹ لاہور، دسمبر ۲۰۱۱ء، ص ۴۵

(2)Healing with the medicine of the prophet. pg. 357,358,

(3)Healing with the medicine of the prophet. pg 352

فصل چہارم

محرّمات خورد و نوش کے جدید مسائل

فصل چہارم

محرّمات خوردونوش کے جدید مسائل

محرّمات خوردونوش کو اللہ نے قرآن میں مطلقاً بیان کر دیا ہے اور ان محرّمات کے علاوہ تمام اشیاء کی اباحت اصل ہے۔
حلال خوردونوش کی اشیاء میں بھی بعض وجوہات ان حلال اشیاء کو محرّمات خوردونوش میں شامل کر دیتی ہیں جیسے غیر مذبوحہ جانور مردار کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے اور حلال جانور ہی اگر شرعی طریقے سے حلال نہ کیا جائے تو حرام ہو جاتا ہے اور ایسی طرح باقی تمام نشہ آور اشیاء جو شراب کے حکم کے تحت نشہ پیدا کرتی ہیں بالاتفاق محرمات ہیں۔
محرّمات خوردونوش کے جدید مسائل کے ضمن میں ان کو دو اصناف میں تقسیم کر کے بیان کی جاتا ہے۔

مسائل ذبیحہ:

ذبیحہ سے مراد کے خون بہانا اور ان رگوں کو کاٹنا جو حلق کے دونوں طرف ہوتی ہیں فقہائے کرام کے نزدیک کسی جانور کو اس کی شہ رگ اور کھانے کی نالی کاکاٹ کر خون بہانا اس کا ذبح کرنا ہے اور اگر جانور بے قابو ہو جائے تو اسے زخمی کر دیا جائے۔
ذکوۃ کے لغوی معنی ہیں، کسی شے کو مکمل کرنا حیوان کو ذبح کرنا مطلب اس وقت تک خون بہانا جب تک اس کی روح نکل جائے۔[1]
خشکی میں رہنے والے جانور کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسے شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو ورنہ وہ حلال جانور مردار ہو گا اور مردار حرام ہے اس طرح ایسا جانور محرمات خوردونوش میں شامل ہو گا۔
اللہ کا ارشاد ہے،
﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾[2]
لیکن اگر تم اسے ذبح کر ڈالو تو وہ حرام نہیں ہے۔
اس آیت میں لفظ "ذکیتم" عام ذبح کے لیے استعمال کی جاتا ہے جانور کو ذبح کرنا لازم ہے اور ذبح کے بعد ہی جانور حلال ہو گا ورنہ غیر مذبوح جانور مردار کے حکم میں آئے گا جو بالاجماع حرام تصور کیا جاتا ہے۔
ذبح کی دو اقسام ہیں۔

---

(۱) فقہی احکام مسائل، صالح بن فوزان، ۲۰۰۷ء، دارالسّلام، ریاض، سعودی عرب، ج دوم، ص ۴۰۰
(۲) المائدۃ:۳/۷

۱)ذبح اختیاری

۲)ذبح اضطراری

ذبح اختیاری: وہ جگہ جو دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کی درمیانی جگہ ہے وہاں ذبح کرنا ذبح اختیاری کہلاتا ہے۔

ذبح اضطراری: جانور کو ذبح مشروعہ جگہ پر ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جانور کو کسی بھی جگہ پر زخمی کرنا ذبح کے حکم میں ہی ہو گا اور ایسی ذبح کو ذبح اضطراری کہتے ہیں اور شکار اسی ذبح کے ضمن میں آتا ہے۔(۱)

ذبیحہ کے حلال ہونے کے لیے اسلام میں مختلف احکام و شرائط ہیں جو ذبح کرنے والے اور ذبیحہ دونوں کے لیے لازم و ملزوم ہیں ورنہ ذبیحہ حلال نہ رہے گا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ذبیحہ سے متعلق جدید مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ احکامات و مسائل اختصار کے ساتھ مذکور کیے جا رہے ہیں۔

ذبح میں ذبیحہ کی رگوں کے کاٹنے کا بیان:

ذبح کرتے وقت جانوروں کی کن رگوں کا کاٹنا ضروری ہے حدیث کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے کہ جانوروں کی، اوداج، کاٹ دی جائے اوداج سے مر دار غذا کی نالی (مری) سانس کی نالی (حلقوم) اور ودجین (خون کی دونوں شاہ رگ) ہیں بہتر یہ ہے کہ یہ چاروں نالیاں کٹ جائیں احناف کا یہی قول ہے شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک غذا اور سانس کی نالی کا کٹ جانا ذبح کو شرعی بناتا ہے۔(۲)

مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور ودجین کو کاٹنا چاہیے۔(۳)

اگر مذکورہ مقام سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو سکے مثلاً شکار ہو یا ذبیحہ ہاتھ سے نکل گیا ہو یا کنویں میں گر گیا ہو تو اس کے بدن پر کسی بھی حصہ میں زخم لگا کر خون بہا دیا جائے تو وہ ذبیحہ شمار ہو گا اور اسکا کھانا حلال ہو گا۔(۴)

---

(۱)المبسوط، ج۱۱، ص۲۲۱

(۲)بدائع الصنائع، ج۵، ص۴۱

(۳)فقہ علی المذاہب الاربعۃ، ص۳۴۰

(۴)فقہی احکام و مسائل، ج۲، ص۴۷۲

بوقت ذبح اسم اللہ کے ساتھ کچھ اور ملانا:

ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے ساتھ کوئی دوسری چیز بغیر عطف کے ملانا مکروہ ہے جیسے بسم اللہ اللھم تقبل من فلان وغیرہ اور اسم اللہ کے ساتھ عطف کے ساتھ ملا کر کسی اور کا نام لیا تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا مثلا بسم اللہ و محمد الرسول اللہ جانور کو لٹانے سے قبل اور ذبح کرنے کے بعد دعائیہ کلمات یا کسی کا نام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے [1]

ذبح کی شرائط:

ذبیحہ کے لیے تین شرائط ہیں۔ [2]

۱)تسمیہ کی شرط

۲)جانور کو قبلہ رخ کرنے کی شرط

۳)نیّت کی شرط

تسمیہ کی شرط: ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جائے قرآن پاک میں ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ [3]

اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کو کھاؤ بت پرست اور اہل جاہلیت ذبح کرتے وقت اپنے معبودوں کا نام لیا کرتے تھے اس کے بجائے اللہ کا نام لینا رائج کر دیا گیا۔

ذبیحہ پر تسمیہ سے متعلق تین اقوال ہیں۔

۱)تسمیہ مطلقا فرض ہے یہ قول علمائے ظاہریہ کا ہے ابن عمرؓ۔ شعبی اور ابن سیرین کی بھی یہی رائے ہے امام احمد [4] کے نزدیک بھی اگر تسمیہ بھول گیا تو ذبیحہ حلال نہ ہو گا۔

---

(۱) تفسیر مظہری، ج۳ص ۲۳۵

(۲) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، باب ۴، ص ۵۸۰

(۳)الانعام:۱۱۸/۷

(۴)امام احمد بن حنبلؒ؛امام احمد بن حنبل کا مکمل نام احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی ہے شیخ الاسلام ان کا لقب تھا عراق کے شہر بغداد میں ۹ نومبر ۷۸۰ء ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے بہت بڑے مذہبی سکالر تھے ابتدائی تعلیم فقہ اور حدیث میں حاصل کی اور بہت بڑے محدث اور فقیہ کی حثیت سے سامنے آئے عراق سے سریہ اور پھر عرب کی طرف احادیث کو جمع کرنے کے لیے سفر کیا اور کئی سال سفر کرنے کے بعد بغداد واپس لوٹے اور شافعی مسلک کا مطالعہ کیا اور پھر حنبلی مذہب کی بنیاد ڈالی جو آج سعودی عرب، قطر اور متحدہ عرب امارات میں غالب مذہب ہے ان کی مشہور تصانیف میں اصول السنۃ، کتاب المناسک، کتاب الزھد، کتاب الایمان، اور کتاب المسائل وغیرہ شامل ہیں جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ (۱۲ اگست ۸۵۵ء) میں ۷۴ سال کی عمر میں بغداد عراق میں انتقال ہوا۔

۲)تسمیہ اگر ذبح کے وقت یاد رہے تو فرض ہے اور بھول جانے کی صورت میں ساقط ہے یہ قول امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، اور امام ثوریؒ کا ہے اس صورت میں ذبیحہ حلال ہو گا،

۳)تسمیہ سنت موکدہ ہے اور یہ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کا قول ہے

ذبیحہ پر بسم اللہ واللہ اکبر کہا جائے اور ضروری ہے کہ ذابح خود اللہ کا نام لے اگر اس کی طرف سے کوئی دوسرا بسم اللہ کہے یا دو آدمی ذبح کر رہے ہوں تو ایک کہہ دے اور دوسرا اللہ کا نام نہ لے تو اس صورت میں ذبیحہ حرام ہو گا۔

۲)جانور کو قبلہ رخ کرنے کی شرط:

ایک گروہ نے ذبیحہ کو قبلہ رخ کرنا مستحب قرار دیا ہے ایک گروہ کے نزدیک واجب اور تیسرے گروہ نے جائز قرار دیا ہے کراہت اور ممانعت کے دونوں اقوال مسلک مالکی میں موجود ہیں۔ (۱)

اس مسئلہ میں شریعت میں کوئی ایسا واضح حکم موجود نہیں ہے کہ اس کو شرط قرار دیا جاسکے البتہ قبلہ رخ کرنے کے لیے قیاس استعمال کیا گیا ہے کہ قبلہ قابل تعظیم سمت ہے۔

۳)نیّت کی شرط:

ذبیحہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینے کے ساتھ اللہ کے نام کی نیّت اور مقصد بھی ہو ورنہ ذبیحہ حلال نہ ہو گا۔ (۲)

مسلک مالکی اس کے وجود کے قائل ہیں بعض فقہاء اسے واجب نہیں کہتے کہ یہ ایک عقلی فعل ہے جس میں دم نکالنا مقصود ہے اس لیے نیّت شرط نہیں ہے۔

ذابح کے اوصاف:

جسکا ذبیحہ متفقہ طور پر جائز ہے اس ذابح میں درجہ ذیل شرائط کی موجودگی ضروری ہے۔

مسلمان ہو، بالغ اور عاقل ہو اور نماز ضائع نہ کرتا ہو۔

ذبح کرنے والے کے لیے مسلمان کی شرط نے خصوصا بت پرست مشرک خارج کر دیا ہے اہل کتاب دوسرے احکامات میں یکساں ہیں ان کا ذبیحہ حلال ہو گا مجوسی، مشرک، مرتد ان سب کے ذبیحہ فقہاء نے حرام قرار دیا ہے (۳)

معتزلہ اور روافض میں محقق علماء علامہ ابن ہمام وغیرہ کی رائے حلال ہونے کی ہے۔ (۴)

---

(۱)بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ص ۵۸۰

(۲)بدائع الصنائع، ج۵ ص۴۸

(۳)ایضاً، ص ۱۴۵

(۴)ردّ المختار علی الدر المختار، ج،۵، ص۱۸۹

جبکہ مرتدین اور قادیانی کا ذبیحہ حرام اور مردار کے حکم میں ہوگا ذابح عاقل و بالغ ہو تاکہ ذبح کے مفہوم کو سمجھ سکے ذبح کے مقابلے میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں گونگا جو بسم اللہ کہنے پر قادر نہیں ہے اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔[1]

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی یہی رائے ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مجنون اور نشہ میں مدہوش کا ذبیحہ بھی حلال ہوتا ہے

ذبیحہ میں حیات کا حکم:

ذبیحہ میں موت کے وقت حیات ہونا لازم ہے جانور اس وقت حلال ہوگا جب تک اس میں حیات باقی رہے گی اور ذبح کر دیا جائے۔ فقہاء کے نزدیک حیات دو قسم کی ہے؛ ایک حیات مستقرہ، جو زندہ حیوان میں ہوتی ہے اور دوسری خاص حیات جو دم نکلنے تک ہوتی ہے۔ اور دماغ اور قلب کی موت کے بعد جدید تحقیق کے مطابق اجزاء میں باقی رہتی ہے اور جس کی وجہ سے حرکت ہوتی ہے اس زندگی کے ہونے میں فقہاء اختلاف کرتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گھریلو جانور ذبح کرتے وقت اصلی زندگی ہی کافی ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک مستقر زندگی کا اعتبار کیا جائے گا۔

آلات ذبح:

آلات ذبح دو قسم کے ہوتے ہیں،

آلہ قاطعہ اور آلہ فاسخہ

ا) آلہ قاطعہ:

آلہ قاطعہ سے مراد وہ آلات ہیں جن میں کاٹنے کی صلاحیت ہو اگر یہ لوہے کے ہوں تب ان سے جانور ذبح کرنا جائز ہے اور اگر کسی اور چیز کے ہوں تب ان کا تیز اور دھاری دار ہونا ضروری ہے جیسے لکڑی بانس نوک دار پتھر وغیرہ البتہ ناخن، ہڈیوں اور دانتوں سے ذبح کرنے میں فقہاء اختلاف کرتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر یہ جسم سے الگ ہو اور رگیں کاٹ سکتے ہوں تو جائز ہے امام مالکؒ کے نزدیک ہڈی سے جائز ہے ناخن اور دانتوں سے نہیں امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمد کے نزدیک ان تینوں سے ذبح کا عمل مکمل نہیں ہوتا کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور اسے حبشیوں کا طریقہ بتایا ہے۔

سنن ابی داود میں حدیث پاک ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔

"دانت اور ناخن سے ذبح نہ ہو میں اس کی وجہ بتاتا ہوں دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔[2]

---

(۱) ردّ المختار علی الدر المختار، ج۵، ص۱۸۹

(۲) سنن ابی داوٗد، ج۲، ص۳۴

اور یہی اصح اور راجح قول ہے کہ تیز دھار چھری سے ذبح کرنا بہتر ہے کہ اس سے جانور کو تکلیف کم ہوتی ہے اور خون بہتر طور پر نکلتا ہے جمہور علماء کے نزدیک ہر وہ چیز جو رگوں کو کاٹ کر خون بہادے اور فقہاء انصار کے نزدیک دامن اور دانت سے جو جسم سے الگ نہ کیا گیا ہو اس سے ذبح کرنا منع ہے۔[1]

۲) آلہ فاسخہ سے مراد ایسا ہتھیار جو اپنی چوٹ اور دباؤ سے جسم کو پھاڑ دے جیسے ہاتھ سے لگے ہوئے ناخن اور منہ سے لگے ہوئے دانت آلہ فاسخہ سے ذبح ہونے والی ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے اور حلال نہیں ہے۔

یہود، اہل کتاب اور مجوسی کے ذبیحہ کا حکم:

اہل کتاب اور یہود کے ذبیحہ سے متعلق جمہور علماء کا قول ہے کہ حلال ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ﴾[2]

اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔

اہل کتاب وحی، نبوت اصول دین کو مانتے ہیں اس بناہ پر وہ اہل ایمان سے قریب تر ہیں اور آیت کے اعتبار سے اہل کتاب کے کھانے میں ذبیحہ بھی شامل ہے امام مالکؒ اہل کتاب کے ذبیحہ کو مکروہ قرار دیتے تھے جب مسلمان کا ذبیحہ موجود ہو یہ ان کا تقوی تھا اور یہود بھی اہل کتاب کے ذبیحہ کے حکم میں شامل ہیں البتہ اگر اس نے غیر اللہ کا نام لیا تو بعض فقہاء اس ذبیحہ کو حرام کہتے ہیں۔

مجوسیوں کے بارے میں اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ مجوسیوں کا ذبیحہ حلال نہیں ہو گا کیونکہ وہ مشرک ہیں اور اہل کتاب میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اصحاب الرائے، امام احمدؒ، امام، زہریؒ اور امام ثوریؒ کے نزدیک مجوسیوں کا ذبیحہ حرام کے حکم میں ہے۔

ابن حزمؒ اپنی کتاب "المحلیٰ میں فرماتے ہیں:

"وہ بھی کتاب رکھتے ہیں اس لیے وہ ان باتوں میں اہل کتاب کے حکم میں ہیں"[3]

امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہودی بھی اہل کتاب ہیں لیکن مجوسی اہل کتاب نہیں ہیں۔

---

(۱) تفسیر قرطبی، ج، سوم، ص۴۶۹

(۲) المائدۃ:۵/۶

(۳) المحلیٰ، ج۷، ص۴۵۶

مجوسیوں کی اہل کتاب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ دو گروہوں کو اہل کتاب کہا گیا ہے،

قرآن پاک میں ہے

﴿أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾ (۱)

تم کہو کہ بیشک تم سے قبل دو گروہوں پر کتاب اتاری گئی۔ (۲)

ان گروہوں سے مراد یہود و نصاری ہیں مجوسی اہل کتاب ہوتے تو تین گروہ مذکور ہوتے ذبح اہل کتاب (یہود و نصاری) کے علاوہ جو بھی ہو کافر، مجوسی، قادیانی سب کا ذبیحہ حرام ہے۔ (۳)

مشینی اور بند ڈبوں کے گوشت کا حکم:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ذبح کرنے کے جدید طریقے دنیا میں استعمال ہونے لگے ہیں یورپ کے ممالک میں ذبیحہ کے لیے مشین اور الیکٹرک شاکس وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے مشینی ذبیحہ میں بٹن دبانے کے ساتھ ہی آلہ ضرب جو دھار دار چھرے کی شکل میں ہوتا ہے حرکت کرنے لگتا ہے جانور کو مشین میں اس طرح رکھا جاتا ہے کہ اس کے پاؤں بندھ جاتے ہیں اور نیچے کی جانب سے اس کی گردن عین اس آلہ کی دھار پر آجاتی ہے اور جانور ذبح ہو جاتا ہے ایک بار بٹن آن کرنے پر دوبارہ آف کرنے تک مشین کام کرتی رہتی ہے اور جانور کے ذبح کا عمل اسی طرح جاری رہتا ہے مشینی ذبیحہ کے ساتھ بھی ان شرائط کا خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ بٹن دبانے والا مسلمان ہو تسمیہ پڑھ کر بٹن دبائے یورپی ممالک میں ذبیحہ کے لیے مشین کے استعمال کا طریقہ عام ہے اور اسی طرح گوشت حاصل کیا جاتا ہے۔ (۴)

مشینی ذبیحہ کو اگر شرعی اور اسلامی طریقہ سے ذبح کی جائے کہ آلات سے ذبح کرنے کی صورت میں مشروع ذبح کرنے کی جگہ قطع ہو جائے تو پھر یہ چھری سے ذبح کرنے سے مختلف نہ ہو گا یعنی ذبح کی شرائط کا خیال رکھتے ہوئے مشین کو آلہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو ذبیحہ جائز ہے۔ (۵)

ذبیحہ کو مذبح خانوں میں آج کل بجلی کے جھٹکوں سے بھی ذبح کیا جاتا ہے اگر بجلی کے جھٹکوں کے بعد جانور زندہ رہتا ہے اور پھر ذبح کیا جائے تو ایسا جانور حرام قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ زندہ جانور ہی ذبح کیا گیا لہذا یہ حلال ہو گا بشرطیکہ باقی تمام

---

(۱) الانعام: ۱۵۶/۷

(۲) ترجمہ قرآن حکیم، ص ۱۸۴

(۳) فتاوی اسلامیہ، ج سوم، ص ۴۴۶

(۴) حلال و حرام، ص ۱۳۸

(۵) فتاوی اسلامیہ، ص ۴۶۷

شرائط پوری کی گئی ہوں لیکن اگر شرعی طریقے سے ذبح کے بغیر بجلی کا جھٹکا دیکر جانور کی روح نکال دی جائے اور جانور کی گردن ایک ہی جھٹکے سے اڑ جاتی ہے تو ایسا جانور مردار کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس کو شرعی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا اور خون نہیں بہایا چناچہ بجلی کے ایسے جھٹکوں کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔[۱]

آج کل گوشت بند ڈبوں میں اور فریز ہوا گوشت درآمد کیا جاتا ہے جس کے بارے میں ذابح کا مجہول ہونا سامنے آتا ہے اس ضمن میں بند ڈبوں کے گوشت کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ گوشت اہل کتاب کے ہاں سے درآمد کیا جاتا ہے جو بعض اوقات الیکٹرک شاک کا ذبیحہ ہوتا ہے تو اہل کتاب کے حلال سمجھنے پر گمان کرتے ہوئے ہم بھی حلال سمجھیں گے۔

یوسف القرضاوی کے فتوی کے مطابق "اہل کتاب کے ہاں سے درآمد کیے جانے والے محفوظ کیے گوشت جنہیں بجلی کے جھٹکوں وغیرہ سے ذبح کیا گیا ہو اگر وہ انہیں حلال سمجھتے ہیں تو ہمارے لیے بھی حلال ہیں۔"[۲]

بند ڈبوں میں ذبیحہ کا گوشت اگر اشتراکی (communist) ملکوں یا بت پرست ملکوں مثلاً ہندوستان، جاپان، چین اور روس وغیرہ سے درآمد کیا ہو تو ایسا ذبیحہ جائز نہ ہوگا کیونکہ ایسے ممالک اللہ اور رسالت کے منکر ہیں، اور اہل کتاب میں سے نہیں ہیں۔

الفقہ الاسلامی ادلتہ میں قرار داد نمبر ۹۵ (۳۔۱۰) میں اسکا بیان ہے اور یہ حکم مجمع الفقہ اسلامی کی جنرل کونسل نے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ مورخہ ۲۸ جون تا تین جولائی ۱۹۹۷ء، میں ذبائح کے موضوع پر ہوئی اور قرار داد میں ذبیحہ سے متعلق اہم نکات پیش کیے گے ان میں درج ذیل نکات اہم تھے۔[۳]

۱) غیر اہل کتاب سے درآمد کیا گیا گوشت حرام ہے۔

۲) بجلی کے دونوں قبطین کنپٹیوں پر یا گردن کے اوپر رکھے جائیں۔

۳) بجلی سے سن کیا جائے اور سن کا عمل تین سے ۳ سے ۶ سیکنڈ کے اندر ہو جانا چاہیے۔

۴) سرکٹ میں بہنے والی برقی روح کی مقدار ۱۰۰ تا ۴۰۰ وولٹ تک ہو۔

۵) کاربن ڈائی آکسائیڈ سے سن کیا ہوا جانور ذبح کرنے کے بعد حلال ہوگا۔

۶) ذبح کیے ہوئے جانور کو رڈرل مشین، پستول، گولی، ہتھوڑی وغیرہ سے سن کرنا جائز نہیں ہے۔

۷) گوشت کے بجائے زندہ جانوروں کو درآمد کیا جائے تاکہ شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے۔

---

(۱) فتاوی اسلامیہ، ص ۴۴۱

(۲) مجلّہ المسلمون، یوسف القرضاوی، ۱۴۰۵ء، شمارنمبر ۱۴، ص ۲۵

(۳) الفقہ اسلامی وادلتہ، ج ۴، قرار دار وسفارشات، ص ۱۲۲

ذبیحہ کے جنین کا حکم:

مادہ جانوروں کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکل آئے تو "جنین کی ذکاۃ اس کی ماں کی ذکاۃ ہے"[1]

یعنی جنین کے ذبح کرنے کا حکم اس کی ماں کے ذبح کرنے جیسا ہے لیکن فقہاء اس مسئلہ میں مختلف رائے دیتے ہیں اگر ذبیحہ کا مردہ جنین نامکمل تخلیق کی صورت میں نکلا تو بالاتفاق حرام ہے اگر زندہ اور کامل حالت میں نکلا اور ذبح ہونے سے قبل ہی مر گیا تب بھی حرام ہو گا یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے ان کے قول کے مطابق ایک نفس کی ذبح دو نفسوں کی ذبح نہیں ہوتی جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہو گا ابن المنذر کے قول کے مطابق نبی ﷺ کے ارشاد "ذكاة الجنين ذكاة امه" میں دلیل ہے کہ جنین ماں کے علاوہ ہے امام مالک[2] کے نزدیک بھی جنین زندہ نکل آئے تو اس کی ذکاۃ اس کی ماں کی ذکاۃ ہے جبکہ اس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو اور اسکے بال نکل آئے ہوں۔

امام شافعیؒ[3] اور امام مالکؒ کے نزدیک جنین کی ماں کا ذبح کرنا جنین کو ذبح کرنا ہی شمار ہو گا یعنی ماں کے ذبح ہونے پر بچے کی روح بھی نکل گئی تو وہ حلال شمار ہو گا۔[4]

دیگر نشہ آور اشیاء کے مسائل:

شریعت اسلام کا مقصد لوگوں کی زندگیاں منظم کرنا اور ان کو مختلف قسم کے نقصانات اور فسادات سے محفوظ رکھنا ہے اگر کوئی چیز یا فعل حرام قرار دیا گیا ہے تو اس کی مصلحت انسان کی منفعت و فلاح ہے اور اس کے کرنے میں شر ہے مائع مشروبات میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور تمام نشہ آور اشیاء کے استعمال کو ممنوع قرار دیا کیونکہ اس میں واضح طور پر انسان کا نقصان ہے ان نشہ آور اشیاء اور منشیات کا نقصان انسان کو مختلف طریقوں سے ہوتا ہے ذاتی و مالی اور جسمانی طور پر بھی

---

(۱) جامع ترمذی، ص ۳۵۹، حدیث ۱۴۷۶

(۲) امام مالکؒ؛ امام مالکؒ کا مکمل نام ابو عبد اللہ مالک بن انس تھا ۷۱۱ء (۹۳ھ) میں مدینہ میں پیدا ہوئے، شیخ الاسلام ان کا لقب تھا مالکی مذہب کی بنیاد ڈالی اہم کارناموں میں المؤطا شامل ہے۔ حدیث اور فقہ ان کی مرکزی نقطہ غور تھے، جوانی میں ہی قرآن حفظ کیا، اور ایک مشہور مذہبی سکالر کی حیثیت سے سامنے آئے۔ ۸۵ سال کی عمر میں مدینہ میں ۷۹۵ء میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(۳) امام شافعی؛ مکمل نام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی تھا، امام شافعیؒ اگست ۷۶۷ عیسوی میں فلسطین کے شہر غزہ میں پیدا ہوئے، مذہب شافعی کی بنیاد ان سے ہوئی مشہور کتابوں میں رسالہ اصول فقہ اور کتاب الام شامل ہیں قریشی خاندان سے تعلق جڑتا ہے۔ ابتدائی عمر مکہ میں گزاری ۷ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا ۱۵ سال کی عمر میں فتاوی دینے لگے، امام مالکؒ کی صحبت میں رہے بغداد کی طرف سفر کیا اور پھر بغداد سے مصر کی طرف گئے، ۵۴ برس کی عمر میں ۳۰ رجب ۲۰۴ھ (۲۰ جنوری ۸۲۰ء) میں مصر میں انتقال ہوا۔

(۴) فقہ کتاب و سنت، ص ۵۸۹

اس لیے کہ ان نشہ آور اشیاء سے انسان کے ذہن اور جسم پر برا اثر پڑتا ہے جس سے انسان کے اخلاق اور آداب بھی متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح یہ منشیات انسان اور انسانی معاشرے میں منفی اثرات لانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان تمام نشہ آور اشیاء کا حکم حرام ہونا ہے کیونکہ یہ نقصان پر دلیل ہیں یہ نشہ آور اشیاء مختلف صورتوں میں پائی جاتی ہیں مثلاً تمباکو، حقہ، حشیش، بھنگ، افیون، چرس وغیرہ۔

تمباکو:

تمباکو کا استعمال بذات خود حلال ہے لیکن اس کے استعمال سے گریز اولیٰ ہے تمباکو ۱۰۰۰ھ کے بعد پیدا ہوئی ہے بعض علماء کے نزدیک جس کے لیے مضر ہو اس کے لیے حرام ہے اور جس کے لیے مضر نہیں اس کے لیے حرام نہیں بعض علماء نے اس کی حرمت کا کہا ہے اور تمباکو نوشی کی ممانعت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی وہ روایت ہے

"نھی رسول عن کل سکر ومفتر"

"رسول ﷺ تمام سکر اور مفتر چیزوں سے منع کیا"۔

مفتر سے مراد وہ چیز جو جسم کو ضعف اور نقصان پہنچانے والی ہو۔[۱]

علمائے ہند میں مفتی کفایت اللہؒ نے اس کو فی نفسہ مباح لیکن بے احتیاطی سے بدبو پیدا ہو جانے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے۔[۲]

تمباکو نوشی کی کوئی بھی قسم پاک نہیں بلکہ تمام انواع اقسام خبیث ہیں خواہ وہ حقہ کی صورت میں ہوں یا سگریٹ نوشی کی صورت میں

شراب کی طرح تمباکو کو پینا، اس کی خرید وفروخت اور کسی بھی قسم کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔[۳]

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[٤]

وہ (محمد ﷺ) لوگوں کے لیے پاکیزہ اشیاء کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

---

(۱) رد المختار علی الدر المختار، ج۵، ص۲۹۵

(۲) کفایت المفتی، ج۹، ص۱۲۲

(۳) فتاوی اسلامیہ، ص۴۸۷

(۴) الاعراف:۷/۱۵۷

چناچہ تمباکو نوشی مفتر و سکر ہے تمباکو نوشی ہو یا تمباکو خوری یعنی اس کو سونگھے اور منہ میں رکھ کر تھوک دے ہر صورت حرام ہے۔

تمباکو ایک نباتاتی دوا ہے لیکن دوا میں اس کا استعمال بہت کم ہو چکا ہے مگر پھر بھی ڈاکٹر کی ہدایت کے موافق بوقتِ ضرورت اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تمباکو کے فوائد کم ہیں اور نقصانات زیادہ ہیں کیونکہ تمباکو کے پتوں میں اس کا جوہر نکوٹین ۲ تا ۵ فیصد ہوتا ہے تمباکو کے نقصانات کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔

" تمباکو خشکی لاتا ہے، پیاس پیدا کرتا ہے، دل و دماغ معدہ اور پھیپھڑوں پر تمباکو کا بہت برا اثر پڑتا ہے سب سے زیادہ مضر اثر بینائی پر پڑتا ہے ابتداء میں دونوں آنکھوں کی نظر دھندلا جاتی ہے اور نابینائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے "۔[۱]

سگریٹ نوشی:

سگریٹ گیس اور دھواں دار کیمیاوی مواد سے بنتا ہے جسے تار کول، نیکوٹین، زہریلا کاربن ڈائی آکسائیڈ اور باریک ذرات اور دوسرے سخت مواد کے لاکھوں جزیا نیکوٹین کی بھاپ سگریٹ کے اندر زہریلے مادوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔[۲]

سگریٹ نوشی کرنے والے لوگ اکثر دمہ کے مریض ہوتے ہیں سگریٹ نوشی کا نقصان انسان کو جسمانی نفسیاتی ذہنی ہر لحاظ سے ہوتا ہے اور اسی مصلحت کے سبب سگریٹ کو انسان کے لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے انسان کی منفعت کی دراصل مصلحت شریعت ہے سگریٹ کا استعمال انسان میں مالیخولیا بے خوابی دماغی کمزوری، بدحواسی، پھیپھڑوں کا کینسر وغیرہ جیسی بیماریاں پیدا کرتا ہے اور اکثر لڑکے اس عادت میں مبتلا ہو کر والدین سے چھپ چھپ کر سگریٹ نوشی کرتے ہیں چوری کرتے ہیں اور جھوٹ جیسی بری عادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

انہیں مصلحتوں کے پیش نظر سگریٹ نوشی کا درجہ کراہت تنزیہی یا تحریمی سے کم نہیں ہے اباضیہ نے سگریٹ نوشی کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ خبیث چیزوں میں سے ہے۔[۳]

---

(۱) پان کی شان، علامہ مفتی محمد فیض احمد اویس، ۱۹۷۲ء سبز واری پبلشرز، ص ۷

(۲) شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت اور مضرت، احمد بن حجر آل بوطامی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی دہلی، ص ۱۴۰

(۳) ایران: ایران جنوبی ایشیا کی ایک ایک آزاد ریاست ہے (باب ۳، ص) تہران ایران کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت بھی ہے موجودہ کرنسی ایرانی ریال ہے، ایران میں ۹۰ سے ۹۵ فیصد تک شیعہ فرقہ رہتا ہے اور ۵ سے ۱۰ فیصد تک سنّی اور صوفی لوگ بھی آباد ہیں ۷ فیصد غیر مسلم لوگ آباد ہیں۔ ایران دنیا کی قدیم ثقافتوں میں سے ایک ہے، ایران یکم اپریل ۱۹۷۹ میں قانونی اور سرکاری طور پر ایک آزادانہ اور خود مختار ریاست بنا۔

ایرانی حکومت نے ۱۹۹۱ میں تمباکو سے لوگوں کو روک کر اس پر حرمت کا حکم جاری کیا۔[1]

سگریٹ نوشی کے دھویں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے جو اسے استعمال نہیں کرتے اور فرشتوں کو اس کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے چونکہ سگریٹ مشتبہ اور مشکوک چیز ہے اور انسانی فطرت کے خلاف ہے اسی لیے اس سے احتیاط لازم ہے۔

سگریٹ بنانے والی فیکٹری میں کام کرنا حلال نہیں ہے نہ سگریٹ بنانا اور اس کا فروخت حرام ہے اور سگریٹ کی فیکٹری میں کام کرنا ایک حرام کام میں تعاون کرنا ہے۔[2]

سگریٹ نوشی جگر کی بیماری، دماغی کمزوری پیدا کرتی ہے۔ میڈیکل رپورٹ سے ان کمزوریوں کا ثبوت ملتا ہے۔

(میڈیکل رپورٹ)

Page 1 of 4

Comprehensive Report Card

Name: Manzoor Hussain   Sex: Male   Age: 60
Figure: Severe partial fat(176cm,117kg)   Testing Time: 2017-10-03 12:25

About the probably hidden problems

System	Testing Item	Normal Range	Actual Measurement Value	Expert advice
Liver Function	Liver Fat Content	0.097 - 0.419	0.7	Eat more foods rich of vitamins B, C and E, such as black fungus, fungi foods; eat less fried foods, and quit smoking, drinking and spicy foods.
Brain Nerve	Memory Index(ZS)	0.442 - 0.817	0.153	Reduce stress, pay attention to rest, eat less meat and foods with high cholesterol, eat more vegetables, quit smoking and drinking, and be able to do appropriate exercises, such as: walking, jogging, playing tai chi, etc.
Obesity	Triglyceride content of abnormal coefficient	1.341 - 1.991	5.633	Proper control of food intake, and avoid high-sugar, high fat and high calorie diet, regular physical exertion and exercise. When diet and exercise therapy are not effective adjuvant treatment may be drugs.

About the problems of sub-health trends

System	Testing Item	Normal Range	Actual Measurement Value	Expert advice
Cardiovascular and Cerebrovascular	Blood Viscosity	48.264 - 65.371	72.245	Work and rest together, make emotion stable, eat more foods for adjusting blood fat, such as lack fungus, fungi, vegetables and fruits, and eat less foods with high cholesterol, foods that have high salinity and high-fat foods.
	Blood Fat	0.481 - 1.043	1.758	
	Vascular Elasticity	1.672 - 1.978	1.247	
Gastrointestinal Function	Gastric Peristalsis Function Coefficient	58.425 - 61.213	54.797	Eat more non-stimulating and digestible foods and vegetables on time, chew the foods thoroughly, eat less but have more meals, relax in eating, keep happy mood, pay attention to rest, and do not eat cold food.
	Small Intestine Peristalsis Function Coefficient	133.437 - 140.476	126.265	
	Small Intestine Absorption	3.572 -	2.262	

Chinese Heart & General Hospital
Services in alternative treatment

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۴، ص ۲۱۰

(۲) مقالات وفتاوی، امام عبدالعزیزؒ ۱۹۹۸ء، دارالسلام ریاض، ص ۳۳۵

حقہ اور پان کا حکم:

پان کے کے پتے چبانے سے دانتوں کا درد اور منہ کی بدبو دور ہو جاتی ہے اور یہ کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے لیکن عادتی طور پر پان کھانا مضر ہے خصوصاً جب کہ تمباکو کے ساتھ کھایا جائے ہر قسم کا تمباکو مضر صحت ہے چاہے وہ پان کی صورت میں ہو یا حقہ کی صورت میں ہو۔ علماء جمہور پان کو مباح قرار دیتے ہیں اگر وہ بدبو پیدا نہ کرے۔ بدبو پیدا کرنے کی صورت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ بہر حال نقصان کی صورت میں اس سے احتیاط احسن ہے اور پان میں تمباکو اور چونا وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے جو انسانی صحت کے لئے مضر ہے۔

پان کے نقصانات کے ضمن میں لکھا جاتا ہے:

"پان کی کثرت دانتوں اور معدے کو نقصان پہنچاتی ہے دل ہے امراض پیدا کرتا ہے، اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں، دانتوں کے ذریعے سے غذا باریک ہوتی ہے اور غدود سے پیدا ہونے والی رطوبت اسے بناتی ہے اور پھر ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ پان کے مسلسل استعمال سے یہ غدود کمزور ہو جاتے ہیں اور انسان ہاضم رطوبات سے محروم ہو جاتا ہے پان کی کثرت سے معدہ اور آنکھیں بھی کمزور ہو جاتی ہیں"۔ (۱)

بعض علماء ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ پان کو نجس قرار دیتے ہیں۔ پان ایک معروف درخت ہے اور درختوں کے تمام نباتات کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہے لیکن علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق اس کا استعمال کرنا حرام ہے اور یہ علماء پان استعمال کرنے والے کے لئے حکم دیتے ہیں کہ وہ نماز کے وقت اس کا استعمال نہ کرے۔ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ پان استعمال کرنے والوں کے لئے دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ (۲)

حقہ اور پان کی اباحت اور حرمت میں فقہاء کے اختلاف کے بعد یہ مشتبہ اور مشکوک ہیں اور ان چیزوں سے بچنا بدرجۂ اولیٰ ہے کیونکہ ان کے نقصانات زیادہ ہیں جو انسانی فطرت اور احکام شریعت کی مصلحت و منفعت کے خلاف ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان سے پرہیز احسن ہے۔

حقہ اور بیڑی پینا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے اور بدبو کی کمی بیشی کی بناء پر خفت اور شدت ہوتی ہے اس کی حرمت پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) پان کی شان، ص ۵-۴

(۲) فتاویٰ اسلامیہ، ج سوم، ص ۴۹۱

(۳) کفایت المفتی، ص ۱۲۱

حقہ پینا مباح قرار دیا گیا ہے حقہ اور پان دونوں اسی حکم میں داخل ہیں کہ دونوں کو اتنی بے احتیاطی سے استعمال نہ کیا جائے کہ بدبو پیدا ہو جائے، آج کل کے دور میں حقہ کے مختلف ذائقے ایجاد کیے گئے ہیں اور نوجوان حقے کو مختلف ذائقوں میں پی رہے ہیں۔

کفایت المفتی میں اس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر حقہ سے منہ میں بدبو نہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے اور بدبو پیدا ہو جائے تو اس صورت میں حقہ مکروہ ہو گا اور کراہت کی شدت بدبو کی کمی وزیادتی پر مبنی ہو گی اور بدبو زیادہ ہونے کی صورت میں حقہ پینے والے کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہو گا حقہ پنجاب کے علاقوں میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے بعض علماء شیخ ابن باز ابن عشیمین وغیرہ حقہ نوشی کو بھی سگریٹ کی طرح حرام تصور کرتے ہیں کہ حقہ میں بھی نقصان ہے اور اللہ نے ہر نقصان دہ چیز کو انسان پر حرام قرار دیا ہے اور الاعراف کی آیت ۱۵۷ کو دلیل بناتے ہیں کہ ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہرایا گیا ہے اور حقہ نوشی انتہائی ناپاک اور خبیث اس لیے یہ بھی حرام ہے اور اس کی اباحت کے قائل نہیں۔[۱]

جمہور علماء حقہ اور پان کے اباحت کے قائل ہیں اگر بدبو پیدا نہ کریں شیخ ابن باز سگریٹ نوشی کے ساتھ حقہ نوشی اور پان کی حرمت کے قائل ہیں کہ بعض اوقات یہ مست کر دیتے ہیں اور نشہ آور ثابت ہوتے ہیں پان دراصل ایک مخصوص درخت (تنبول) کا پتہ ہے جس میں چھالیہ اور کتھ، چونا وغیرہ اور بعض اوقت تمبا کو شامل کر کے منہ میں چبایا جاتا ہے۔

پان:

آج کل مختلف خشک وجوہر اجزاء کی شکل میں بھی رائج ہو گیا ہے جس کو عرف عام میں گٹکا کا نام دیا جاتا ہے اور اس میں بھی ہلکی اور تیز مختلف قسمیں رائج ہیں تمباکو نوشی پان کی صورت میں کی جائے تو یہ منہ کے کینسر اور دیگر کئی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔[۲]

نسوار:

نسوار کو بھی تمباکو سے تیار کیا جاتا ہے جس میں بعض اوقات دوسرے اجزاء شامل کر لیے جاتے ہیں، اس کے استعمال کی دو صورتیں ہیں۔

بعض اوقات اس کا استعمال ناک میں چڑھا کر یا ناک کے ذریعے سونگھ کر ہوتا ہے عربی میں اسے (الشمة) کہا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کا استعمال منہ میں رکھ کر ہوتا ہے۔

---

(۱) فتاوی اسلامیہ، ج سوم، ص۴۸۸

(۲) شراب ونشہ کے نتائج واحکام، مفتی محمد رضوان مارچ ۲۰۱۴ء ادارہ غضفران راولپنڈی، باب ۱۸، ص ۵۷۶

نسوار کے اندر بھی اصل جوہر تمبا کو کا ہوتا ہے ااور اس کے علاوہ چونا بھی شامل ہوتا ہے اور اس میں تیزی اور شدت پیدا کرنے کے لیے دوسری چیزیں اور مختلف اجزاء شامل کیے جاتے ہیں۔

منہ میں رکھنے سے زبان کے نیچے موجود شریانیں نکوٹین وغیرہ کو جذب کر لیتی ہے اور اس کے اثرات فوراً اندر منتقل ہو جاتے ہیں۔[1]

سلوشن اور بانڈ وغیرہ سے نشہ:

نشہ کے لیے ایسی اشیاء جو گوند نما اور چکنے والی مرکبات کے طور پر استعمال ہوتی ہیں مثلاً صمد بونڈ اور مختلف قسم کے سلوشن وغیرہ، اس قسم کی چیزوں سے دم کش کر کے نشہ کیا جاتا ہے۔

ان مذکورہ اشیاء کاغذ، کپڑے یا تھیلی میں ڈال لیا جاتا ہے پھر بخارات کو ناک کے ذریعے کھینچا جاتا ہے، کئی لوگ کپڑے کا ایک ٹکڑا لیکر اس مادہ وسلوشن میں گیلا کر دیتے ہیں پھر اسے منہ یا ناک پر رکھ لیتے ہیں۔

امریکی فاؤنڈیشن برائے ڈرگ فری ورلڈ کے مطابق گوند اور چپکنے والی اشیاء سمیت سونگھنے والی منشیات نظام اعصاب پر براہ راست اثرانداز ہوتی اور چند لمحوں میں شراب جیسا نشہ کر دیتی ہیں، بعض اوقت نوبت بے ہوشی تک پہنچ جاتی ہے۔[2]

یہ نشہ انتہائی مضر منشیات کی جانب پہلا قدم ہوتا ہے،

حشیش، افیون اور بھنگ کا حکم:

منشیات کی مختلف اقسام ہیں الحشیشۃ (بھنگ۔ چرس) افیون وغیرہ ہیں الحشیشۃ پٹ سن کی ایک قسم ہے جس سے بھنگ بنائی جاتی ہے اور افیون وہ زہریلی اور نشیلی چیز جو ہوست سے دودھ کو منجمد کر کے بنائی جاتی ہے۔ ہیروئن بھی اسی حکم میں داخل ہے، جوزہ الطیب (جائفل) افیون اور بھنگ کا مرکب جو ابرش کہلاتا ہے القات جو چیزوں کو نشہ آور بناتا ہے یہ عام منشیات کی مختلف اقسام ہیں جو عقل کو اور صحت کو تباہ وبرباد کر دیتی ہیں۔

ابن تیمیہ[3] نے حشیش (بھنگ) کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے، ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جو حشیش کو حلال سمجھے

---

(۱) شراب ونشہ کے نتائج واحکام، باب ۱۸، ص ۵۱۵

(۲) شراب ونشہ کے نتائج واحکام، ص ۳۱۵

(۳) ابن تیمیہ: ابن تیمیہ کا مکمل نام تقی الدین احمد بن تیمیہ ہے ابن تیمیہ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، شامی تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد شہاب الدین سے حاصل کی قرآن پاک حفظ کیا اور پھر اس کے احکام واصول سیکھے اپنے والد سے ہی فقہ اور اصول فقہ میں تعلیم حاصل کی اور عربی زبان میں عبور حاصل کرنے کے لیے علی ابن عبد القوی سے تعلیم حاصل، ان کی مشہور تصانیف میں، منہاج السنۃ النبویۃ، کتاب الایمان، وغیرہ شامل ہیں، ۶۴ سال کی عمر میں ذی القعد (۷۲۸ھ) ۲۶ ستمبر ۱۳۲۸ء میں دمشق میں انتقال کیا۔

وہ کافر ہے، باقی ائمہ اربعہ نے اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا کیونکہ یہ منشیات (حشیش) ائمہ اربعہ کے زمانہ میں نہ تھی یہ چھ سو ہجری کے آخر اور سات سو ہجری کے شروع میں تاتاریوں کی حکومت کے وقت پیدا ہوئی۔

حشیش، افیون اور بھنگ شراب سے بھی زیادہ خبیث ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتی ہے اور خمر اور سکر کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے ان کے تحت یہ تمام منشیات داخل ہوتی ہیں، فتاوی ابن تیمیہ میں کئی جگہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ حشیشہ ملعونہ ہے اور اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

ابن قیم [1] نے زاد المعاد میں فرمایا کہ:: خمر کے تحت تمام نشہ آور داخل ہیں چاہے مائع ہوں یا جامد ہوں اور بھنگ بھی اس میں داخل ہے۔ یہ ساری چیزیں خمر ہیں۔ [2]

امام صنعانیؒ کے نزدیک ہر چیز کا نشہ حرام ہے جیسے حشیش (بھنگ) علماء احناف کے نزدیک جو حشیشہ کے حلال ہونے کا قائل ہے وہ زندیق اور بدعتی ہے حافظ ابن حجر کے نزدیک جو کہتے ہیں کہ چرس نشہ نہیں دیتی بلکہ صرف مخدر ہے تو یہ غلط ہے اس لیے کہ حشیش (چرس) سے وہی نشہ اور مستی آتی ہے جو شراب سے ہوتی ہے۔ [3]

اسی طرح القات کو جن سے اشیاء کو نشہ آور بنایا جاتا ہے یہ بھی حرام قرار دیا گیا ہے یونیسکو میں اقوام متحدہ کی قرار داد میں اسے نشہ آور اور نقصان دہ قرار دیا گیا ہے، بعض اہل یمن کے نزدیک یہ نشاط، قوت اور چستی پیدا کرتا ہے نشہ آور نہیں ہے لیکن اہل یمن کا واضح نقصان القات کے کثیر استعمال کی وجہ سے اقتصادی اور معاشی حالات میں پیچھے رہ جاتا ہے۔

سوا ان تمام نشہ آور اشیاء کا نقصان مسکرات سے بڑھ کر ہے اور یہ ضرر پہنچانے والی اشیاء ہیں۔

چناچہ ان کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اور دوائی علاج کے علاوہ ان کا استعمال حرام ہے ان تمام نقصانات اور احکامات کے بمہ ان منشیات سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

---

(۱) ابن قیم: ابن قیمؒ کا مکمل نام شمس الدین ابو عبد اللہ ابن ابو بکر بن ایوب الزھری دمشقی ہے عام طور پر ابن قیمؒ الجوزی کے نام سے جانا جاتا ہے سنی مسلک سے تعلق رکھتے تھے شام کے علاقے کے مشہور مذہبی سکالر تھے، مشہور فقیہ تھے، روحانی تصانیف بھی لکھی، حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے ۶۰ سال کی عمر ۱۵ ستمبر ۱۳۵۰ء (۷۵۱ھ) میں انتقال ہوا ان کی تصانیف میں زاد المعاد، الوابل والصیب وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) زاد المعاد، ص ۳۶۲

(۳) الفقہ اسلامی وادلتہ، ج ۴، ص ۲۱۵

حاصل کلام

- محرّماتِ خور دونوش کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے تا کہ تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون اور وجوہاتِ مفاسد مزید واضح ہو جائیں۔
- تمام انسانوں کی دنیا و آخرت میں فلاح کے لیے قرآن و حدیث میں حرام اشیائے خور دونوش اور ان سے متعلقہ تفصیلی احکام مذکور ہیں۔
- سابقہ اقوام و ملل کھانے پینے کے معاملے میں افراط و تفریط کا شکار رہی ہیں اور حلت و حرمت کا بالکل غلط معیار قائم کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی افترا پردازیوں کو باطل قرار دیا اور دینِ اسلام نے حلال و حرام اشیائے خور دونوش کا ایک معیار قائم کیا ہے۔
- قیامِ صحت اور حیات کی بقاء کے لیے ماکولات نہایت ضروری ہیں لیکن حرام ماکولات کی حرمت کی اہمیت، ان کے انسان پر مضر اثرات سے واضح ہوتی ہے۔ ماکولات محرّمہ جسمانی، نفسیاتی، معاشی اور معاشرتی ہر اعتبار سے انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔
- حرام مشروبات انسان کے جسمانی، معاشی، اخلاقی اور نفسیاتی نظام پر بد اثرات کے حامل ہیں اور معاشرے میں مفسدات کا سبب ہیں۔
- محرّمات خور دونوش کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق ہے البتہ ان سے متعلق کئی مسائل انسانی زندگی سے وابستہ ہیں، ان مسائل واحکام کے ضمن میں مکمل واقفیت نہایت ضروری ہے۔
- حرام اشیائے خور دونوش کو علاج معالجہ کی غرض سے بطور ادویہ یا خارجی استعمال اسلام نے حرام قرار دیا ہے البتہ ان اشیاء کے جواز استعمال و مقدار میں فقہاء کے مختلف اقوال موجود ہیں۔
- بدلتے وقت اور حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کو محرّمات خور دونوش سے متعلق جدید مسائل کا سامنا ہے ان میں ذبیحہ کے مسائل اور دیگر نشہ آور اشیاء کے مسائل قابلِ ذکر ہیں۔

سفارشات وتجاویز

- فقہ کی کتابوں کو نصاب میں شامل کیا جاءے تا کہ طلباء علمائے اصول کی اصطلاحات سے واقف ہوں اور صحیح احکامات تک رسائی حاصل کر سکیں۔
- حرام اشیائے خوردونوش سے متعلق معلومات کو نصابی کتب میں شامل کیا جائے تا کہ طلباء کھانے پینے کی حرام اشیاء سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- بدلتے وقت اور حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کو درپیش جدید مسائل کی رہنمائی کے لئے محرّماتِ خوردونوش سے متعلق سیمینارز منعقد کروائے جائیں۔
- کھانے پینے کی حرام اشیاء کے مضر اثرات ومفسدات اور اہمیت پر متفرقہ کتب تحریر کی جائیں۔
- محرّماتِ خورودنوش کے بطور ادویہ استعمال اور علاج پر ڈاکٹرز کے ساتھ ورکشاپس منعقد کروائی جائیں۔
- حرام اشیائے خوردونوش سے متعلق مفید اور کثیر الوقوع احکام ومسائل میں فقہاء کرام کی آراء پر مزید کتب تحریر کی جائیں تاکہ عوام الناس فقہاء کے اجتہادات سے فائدہ حاصل کریں۔
- کھانے کی حرام اشیاء کے مضر اثرات اور متعلقہ کثیر الوقوع احکام و مسائل میں فقہاء کی آراء پر مزید کتب تحریر کی جائیں۔
- مقامی اور عالمی سطح پر محرمات خوردونوش سے آگاہی فراہم کی جائے۔

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورة	صفحہ نمبر
۱	﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾	البقرة:۲۸	۱۶
۲	﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُو----﴾	ایضاً:۱۶۸	۵۱
۳	﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ ---﴾	ایضاً:۱۷۲	۲۱،۶۲
۴	﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ----------------﴾	ایضاً:۱۷۳	۱۷
۵	﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ--------------------------﴾	ایضاً:۱۸۸	۹۱
۶	﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ--﴾	ایضاً:۲۱۹	۲۳
۷	﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ-----------------﴾	ایضاً:۲۲۹	۹۷
۸	﴿حُرِّمَت عَلَيكُم---﴾	النساء:۲۳	۱۵۹
۹	﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى------------------------------﴾	ایضاً:۴۳	۲۴
۱۰	﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ----﴾	ایضاً:۱۱۷	۱۱۲
۱۱	﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي --﴾	المائدة:۱	۷۱
۱۲	﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ---------﴾	ایضاً:۲	۱۱۲
۱۳	﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ -------﴾	ایضاً:۴	۱۵۴
۱۴	﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ-----------﴾	ایضاً:۵	۶۲
۱۵	﴿سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ-----------------------------﴾	ایضاً:۴۲	۸۹
۱۶	﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ ------﴾	ایضاً:۸۷	۱۴
۱۷	﴿وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ--﴾	ایضاً:۸۸	۹۳
۱۸	﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ﴾	ایضاً:۹۰	۱۱۱
۱۹	﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي---﴾	ایضاً:۹۱	۱۱۱
۲۰	﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ-------------------------------------﴾	ایضاً:۹۶	۲۱
۲۱	﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ -------﴾	ایضاً:۱۰۳	۴۷

۲۲	﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ-----﴾	الانعام:۵۷	۵
۲۳	﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ-وَمَا----﴾	ایضاً:۱۱۸	۲۲
۲۴	﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ-----﴾	ایضاً:۱۱۹	۱۷
۲۵	﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ-----﴾	ایضاً:۱۲۱	۲۲
۲۶	﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا---﴾	ایضاً:۱۴۵	۲۱
۲۷	﴿أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا-----﴾	ایضاً:۱۵۶	۲۱۷
۲۸	﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ-----﴾	ایضاً:۱۴۶	۵۰
۲۹	﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ-----﴾	الاعراف:۳۱	۹۴
۳۰	﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾	ایضاً:۳۲	۴۸
۳۱	﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ-----﴾	ایضاً:۱۵۷	۴۶
۳۲	﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا---﴾	یونس:۵۹	۱۳۱
۳۳	﴿لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ-----﴾	الحجر:۳۹	۱۴۱
۳۴	﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا-----﴾	النحل:۶۷	۱۱۳
۳۵	﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ----- ﴾	ایضاً:۱۱۴	۷۴
۳۶	﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ -----﴾	ایضاً:۱۱۵	۲۱
۳۷	﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا-----﴾	مریم:۶۴	۱۶
۳۸	﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ-----﴾	الحج:۷۸	۱۹۰
۳۹	﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ-----﴾	المؤمنون:۲۱	۵۶
۴۰	﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا-----﴾	ایضاً:۵۱	۵۹
۴۱	﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا-----﴾	الدھر:۲۱	۲۳۰
۴۲	﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ-----﴾	التین	۹۵

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	کتب	صفحہ نمبر
۱	((خُذُو مَاأُحِلَّ وَاترُكُوا مَاحُرِّمَ))	ابن ماجہ	۱۴۰
۲	((وَ أُحِلَت لَنَا مَيتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا المَيتَتَانِ فَالحُوتُ وَالجَرَادُ---))	ابن ماجہ	۱۶۳
۳	((عَاصِرُهَا مُعتَصِرُهَاوَشَارِبُهَاوَحَامِلُهَاوَالمحمُولَةُ اِلَيهِ--------------))	ابوداؤد	۱۴۳
۴	((كُلُّ مُسكِرٍ خَمرٌ وَّكُلُّ خَمرٍ حَرَامٌ))	ابوداؤد	۴۳
۵	﴿نُهِينَا عَن صَيدِ كَلبِ المَجُوسِ﴾	ترمذی	۴۳
۶	((اَأَكَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا؟؟--))	ترمذی	۱۵۲
۷	((قَالَ النَّبِىُّ ﷺ هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ الحِلُّ مَيتَة --------------------))	ترمذی	۱۶۴
۸	((لَا يَدخُلُ الجَنَةَ جَسَدٌ غُذِىَ-----------))	ترمذی	۲۵
۹	((حَرَّمَ النَّبِىُّ ﷺ بَيعَ الخِنزِيرِ))	صحیح بخاری	۲۶
۱۰	((قَاتَلَ اللهُ اليَهُودَ حُرِّمَت عَلَيهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا--))	ابوداؤد	۲۵
۱۱	((اَلَافَاتَّقُوا اللهَ وَاجمَلُوا فِى الطَّلَبِ وَلَا يَحمِلَنَّكُم اِستِبلَاءَ-----))	سنن کبریٰ	۱۴۱
۱۲	((عَن جَابِرٍ رَضِىَ اللهُ عَنهُ قَالَ النَبِىُ ﷺ الزَبِيبُ وَالتَمرُ هُوَ الخَمَرُ))	سنن نسائی	۱۷۹
۱۳	﴿اَلمُسلِمُ مَن سَلِمَ المُسلِمُونَ مِن لِّسَانِهِ وَيَدِهٖ﴾	صحیح بخاری	۱۱۶
۱۴	((اِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَومٍ أَكلَ شَىءٍحَرَّمَ عَلَيهِم ثَمَنَهُ اِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ--))	صحیح بخاری	۱۴۰
۱۵	((نهى ان ينبذ التمر والزبيب جميعا ونهى ان ينبذ الرطب------))	صحیح بخاری	۱۷۳
۱۶	((اِذَا اَرسَلتَ كَلبَ المُعَلَّم --))	صحیح مسلم	۱۵۵
۱۷	((نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَن اَكلِ جَلَّالَةٍ وَاَلبَانِهَا))	ابن ماجہ	۲۸
۱۸	((حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الحُمُرِ الاَهلِيَّةِ))	ترمذی	۲۷
۱۹	((عَن كُلِّ ذِى نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِى مُخلَبٍ مِّنَ الطَّيرِ--))	ترمذی	۱۵۰

٢٠	((كُلُّ ذِي نَاب مِّنَ السِّبَاعِ فَاَكلُهُ حَرَام))	ابن ماجہ	٢٦
٢١	((فَاِن تُعُسِّرَ عَلَيكُم شَىءٌ مِّنهُ فَاطلُبُوهُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ-----))	معجم الکبیر	۱۴۰
٢٢	((يُغسَلُ الاِنَاءُ اِذَاوَلَغَ فِيهِ الكَلبُ سَبعَ مَرَّاتٍ اَوَّ لَا هُنَ--------))	صحیح مسلم	١٦٦

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
۱	افریقہ	۱۱۹
۲	امریکہ	۱۰۶
۳	انڈیانایونیورسٹی	۱۲۳
۴	انگلینڈ	۱۲۵
۵	ایران	۲۲۲
۶	یورپ	۷۷

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۱	ابن تیمیہ	۲۲۵
۲	ابن سینا	۱۹۱
۳	ابن قیم	۲۲۶
۴	امام ابو حنیفہ	۱۵۹
۵	امام احمد بن حنبل	۱۶۲
۶	امام رازی	۱۰
۷	امام شافعی	۱۵۰
۸	امام مالک	۱۴۹
۹	امام محمد	۱۵۱
۱۰	ڈاکٹر یوسف قرضاوی	۲۱۸
۱۱	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۳۳

فہرست مصادر و مراجع

فہرست مصادر و مراجع

القرآن کریم

(۱) کتب تفسیر

۱) احکام القرآن، جلال الدین قادری، ضیاء پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء

۲) الاساس فی التفسیر، سعید حوّیٰ۔ علامۃ۔ ۱۴۳۰ھ، دار السلام، القاھرۃ، المجلد الثانی

۳) الجامع لاحکام القرآن، محمد بن احمد الانصاری القرطبی، ۱۴۲۸ھ، دار الحدیث، القاھرۃ۔ ص ۴۹۶، الجزء الخامس

۴) تفسیر ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۱۹۹۹ء

۵) تفسیر التحریر والتنویر، محمد طار ابن عاشور، الدار التونسیۃ للنشر، تیونس، ۱۹۸۴ء، الجزء الخامس

۶) تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی، مکتبہ دار الاشاعت، کرچی، ۲۰۰۴ء

۷) تفسیر عثمانی، بشیر احمد عثمانی، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۳ء،

۸) تفسیر قرطبی، امام قرطبیؒ، ضیاء القرآن، کراچی، ۲۰۱۲ء

۹) تفسیر کبیر، فخر الدین رازی، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۱ء

۱۰) تفسیر مظہری، قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی، دارالاشاعت، کرچی، ۱۹۹۹ء

۱۱) تیسیر القرآن، مولوی عبد الرحمٰن گیلانی، مکتبہ اسلام، لاہور، ۱۴۲۶ھ

۱۲) روح المعانی، محمود آلوسی البغدادی، السید، ۱۴۲۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ج ۳

۱۳) تفسیر فی ظلال القرآن، معروف شاہ شیرازی، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، ۱۹۹۷

۱۴) معارف القرآن، مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، کراچی، ۱۹۹۱ء

(۲) کتب احادیث

۱۵) السنن الکبریٰ للبیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۵۴ء

۱۶) تقریر ترمذی، مولانا تقی عثمانی، میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، ۱۹۹۹ء

۱۷) توفیق الباری، ڈاکر عبد الکبیر محسن، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۸ء

۱۸) تیسیر الباری، علامہ وحید الزماں، نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۹) جامع ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، دارالسّلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۲۰) دار قطنی، السید عبد اللہ ہاشم یمانی، دار المحاس، قاہرہ، ۱۹۶۶ء

۲۱) درس مشکوۃ، مولانا حافظ غوث الدین، مکتبہ نعمانیہ، کراچی، ۱۴۰۷ھ

۲۲) سنن ابن ماجہ، الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۲۳) سنن ابی داؤد، الامام الحافظ ابو داؤد سلیمانی بن اشعث، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ء

۲۴) سنن نسائی، امام احمد النسائی، مترجم ابو العلاء محی الدین، بشیر برادرز، لاہور، ۲۰۱۲ء

۲۵) شرح الکامل النواوی، وفاقی وزارت تعلیم فرینڈز اون راولپنڈی، ۱۹۸۵ء

۲۶) صحیح بخاری شریف، امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، دار ابن کثیر، دمشق، ۱۹۷۹ء

۲۷) صحیح مسلم، الامام ابی الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیریؒ، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۲۸) فتح الباری، احمد بن علی بن حجرہ، دار السلام، اریاض، ۱۹۹۷ء

۲۹) فقہ الحدیث، شرح الدر البھیہ، حافظ عمران ایوب لاہوری، دار الاشاعت لاہور، ۲۰۰۴ء

۳۰) کنز العمال فی سنن اقوال والافعال، علاء الدین متقی، دار الاشاعت، لاہور، ۲۰۰۳ء

۳۱) مرقاۃ المفاتیح، راؤ محمد ندیم، مکتبہ رحمانیہ لاہور

۳۲) مظاہر الحق، عبد اللہ جاوید غازی پوری، دار الاشاعت کرچی، ۱۹۹۴ء

۳۳) معجم الکبیر للطبرانی، ابو قاسم سلیمان الطبرانی، دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۹۹ء

۳۴) مؤطا، امام انس بن مالک، دار سخنون، استنبول، ۱۹۹۲ء

(۳) کتب لغات

۳۵) المنجد، (عربی، اردو) مترجم مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۲ء،

۳۶) المورد، منیر بعلبکی، دار العلم بیروت، ۲۰۰۱ء،

۳۷) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، محبوب عالم الفیصل، ناشران و تاجران، کتب، ۲۰۰۵ء،

۳۸) جامع لغات، عبد المجید، جامع لغات کمپنی،

۳۹) علمی اردو لغت، وارث سرہندی، علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۹ء،

۴۰) فرہنگ جامع فارسی، محمد بادشاہ کتاب فروشی خیام، ۱۳۰۳ء،

۴۱) فیروز الغات، (اردو جامع)، مولوی فیروز الدین، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۸ء،

۴۲) قاموس جدید، (عربی، اردو لغت) مولانا وحید الزمان قاسمی، دارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۰ء،

۴۳) قاموس القرآن، قاضی زین العابدین میرٹھی، دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۷۸ء،

۴۴) لسان العرب، ابن منظور، دار صادر، بیروت، ۱۹۵۶ء،

۴۵) مقاییس اللغت، ابو الحسین احمد بن فارین، دار احیاء التراث، ۲۰۰۱ء،

۴۶) مصباح اللغات، مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۲ء،

۴۷) مفردات القرآن فی غرائب القرآن، امام راغب الصفہانی، الحدیث اکادمی، ۱۹۷۱ء

۴۸) نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۷۶ء،

۴۹) مدّ القاموس، edword williamlame asiam eductional services delhi ء،2003ء

۵۰.A learner s(arabic.english dictionary)f,steingass,gaurav,publishing,delhiء,1994

۵۱.Richardson,s (persion.arabic,english diclionary)easl india,cillege,herts,1852

(۴) کتب فقہ

۵۱) المحصول فی علم الاصول، شیخ محمد بن صالح، کتاب العلم، بیروت، ۲۰۰۹ء،

۵۲) المحلیٰ، سعید بن حزم، دار الفکر، بیروت قاہرہ، ۱۹۹۹ء،

۵۳) المحیط البرھانی، محمود بن احمد بن عبد العزیز، مکتبہ رشیدیہ، کوءٹہ،

۵۴) الاشباہ والنظائر، زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۵ء،

۵۵) الاحکام فی اصول الاحکام، ابن حزم الاظہری، دار الحدیث، بیروت، ۲۰۰۹ء

۵۶) احکام القرآن، ابی بکر احمد بن علی الرازی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الجزء الثالث، ۱۴۱۲ھ

۵۷) احکام النجاسات فی الفقہ الاسلامی، عبد المجید محمود صلاحین دار للنشر والتوزیع، جدہ، ۱۹۹۱ء

۵۸) اسلام میں حلال وحرام، علامہ یوسف القرضاوی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۵ء

۵۹) اسلامی فقہ، مجیب اللہ ندوی، پروگریسو بکس، لاہور، ۱۹۹۱ء

۶۰) الاشباہ وللسیوطی، امام جلال الدین سیوطی، دار الکتب، العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۸۵ء،

۶۱) الاشباہ والنظائر، زین العابدین بن ابراہیم، ۱۹۸۵ء، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

۶۲) الوجیز فی اصول فقہ، سید عبد الکریم زیدان، مکتبہ رحمانیہ، لاہور،

۶۳) حلال وحرام، خالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلیشرز

۶۴) بدائع الصنائع، علاء الدین ابی بکر، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۹۸ء،

٦٥)بدایہ المجتھد ونہایۃ المقتصد، ابن رشید، مترجم عبد اللہ فلاحی، توصیف پبلی کیشنز، لاہور،
٦٦) تفہیم الاحکام، سید سیّاح الدین کاکاخیل، ادارہ معارف اسلامی، ،لاہور، ۱۹۹۶ء،
٦٧)جصاص، ابو بکر احمد بن علی، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴ء
٦٨) جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلرز کراچی، ۲۰۰۰ء
٦٩)حلال اور حرام جانور، محمد فیض اویسیؒ، عطاری پبلیشرز، کراچی،
٧٠)ردّالمختار علی الدرّ المختار، محمد امین بن عمر، دار احیاء التراث، بیروت، ۱۹۹۸ء،
٧١)زاد المعاد، حافظ ابن قیمؒ، نفیس اکیڈمی، کراچی،
٧٢)عین الھدایہ، مترجم مقبول الرحمان، مکتبہء رحمانیہ، لاہور، ۱۹۹۲ء،
٧٣)فتاویٰ اسلامیہ، امام عبد العزیز، دارالسّلام، الریاض، ۱۹۹۸ء،
٧٤)فتاویٰ اہلحدیث، حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ، ادارہ احیاء السنۃ والنبویۃ، سرگودھا، ۱۹۸۳ء
٧٥)فتاویٰ ثنائیہ، مولانا ابو الوفاء، ثناء اللہ امرتسری، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۶ء
٧٦)فتاویٰ دار العلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمن، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۱۳ء
٧٧)فتاویٰ رشیدیہ، حافظ رشید احمد، اسلامی کتب خانہ، کراچی،
٧٨)فتاویٰ صراط المستقیم، محمود احمد میرپوری، مکتبہء قدوسیہ لاہور، ۱۹۹۹ء،
٧٩)فتاویٰ ہندیہ، حضرت عالمگیرؒ، قانونی کتب خانہ، لاہور،
٨٠)الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۲ء،
٨١)فقہ السنۃ، محمد عاصم منصورہ بک سینٹر، لاہور، ۱۹۸۵ء
٨٢)فقہ القرآن، مولانا عمر احمد عثمانی، ادارہ فکر اسلامی، کراچی، ۱۹۸۷ء
٨٣)فقہ کتاب وسنت، محمد صبحی بن حسن حلّاق، دارالسلام، الریاض، ۱۴۳۱ھ
٨٤)فقہی احکام ومسائل، صالح بن فوزان، دارالسّلام، الریاض، ۲۰۰۷ء،
٨٥)فقہی مقالات، محمد تقی عثمانی، میمن اسلامک پبلیشرز، کراچی، ۱۹۹۴ء،
٨٦)کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، عبد الرحمٰن الجزیری، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف، لاہور، ۱۹۸۲ء کراچی، ۲۰۱۵ء
٨٧)لطائف الارشادات، ابو القاسم القشیری، مکتبہ مجاہدیہ لاہور، ۲۰۱۲ء
٨٨)المبسوط، شمس الدین سرخسی، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۹۹۵ء
٨٩)نصب الرّایۃ، جمال الدین ابی بکر محمد عبد اللہ، مطبعہ دار المامون، الھند، ۱۹۳۸ء،

(۵)متفرقہ کتب

۹۰)الفوز العظیم ، انجینیر سلطان بشیر محمود، القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء،

۹۱)القانون فی الطّب، علی ابن سینا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء،

۹۲)القران اور علم النّفس، محمد عثمان نجاتی، ناشران و تاجران کتب غزنی، لاہور،

۹۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل، مولانا یوسف لدھیانویؒ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، ۱۹۹۹ء،

۹۴)اسلام ایک روشن حقیقت، ڈاکٹر حمودہ عبد العاطی، فینس بکس، لاہور، ۱۹۸۹ء،

۹۵)اسلام کا معاشی معیار اخلاق، حکیم محمد اسحاق، ایس ٹی پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی، ۱۹۷۷ء

۹۶)اسلامی حدود، مولانا محمد متین ہاشمی، مکّہ بکس لاہور، ۱۹۷۹ء،

۹۷)اسلامی معاشرہ، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۰۷۹ء،

۹۸)اسلامی معاشیات، پروفیسر عبد المجید ڈار، علمی کتب خانہ، لاہور،

۹۹)اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، مفتی محمد عبد السلام، اسلامی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۹۳ء،

۱۰۰)اسلامی نظریہ ءحیات، شعبہ تصنیف و تعلیم، کراچی یونیورسٹی، ۱۹۷۹ء،

۱۰۱)اکسیر ہدایت از کیمیائے سعادت، امام غزالیؒ، دارالاشاعت، کراچی،

۱۰۲)پان کی شان، علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی، سبز واری پبلشرز ۱۹۷۲ء

۱۰۳)تعمیر معاشرہ اور ہماری ذمہ داریاں، مولانا محمد ہارون معاویہ، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۶ء،

۱۰۴)تفہیم المسائل از معاشی مسائل، مولانا گوہر رحمان، الجامعۃ الاسلامیہ، مردان، ۱۹۹۳ء،

۱۰۵)جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام، اکادمی ادبیات پاکستان، ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۱ء،

۱۰۶)حجۃ اللہ البالغہ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، قومی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۶ء،

۱۰۷)دائرۃ المعارف، فرید وجدی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور

۱۰۸)حیات الحیوان، علامہ کمال الدین الدمیری، ادارۂ اسلامیات، لاہور ۱۹۹۲ء

۱۰۹)سنّت نبوی اور جدید سائنس، محمد طارق چغتائی، دار الکتاب، لاہور، ۲۰۰۳ء،

۱۱۰)شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت و مضرت، احمد بن حجر آل بوطاسی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نئی دہلی،

۱۱۱)صحیفہ ءحیات، ڈاکٹر محمد عبد الرشید ارشد، کاروان ادب، ملتان، ۱۹۸۷ء،

۱۱۲)طب نبوی اور جدید سائنس، ڈاکٹر خالد غزنوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۲۰۱۴ء،

۱۱۳)طہارت کے مسائل، محمد اقبال گیلانی، حدیث پبلیشرز، لاہور
۱۱۴)عہد نامہ قدیم، پیدائش، ۹:۴
۱۱۵)فتاوی صراط مستقیم، ڈاکٹر صہیب حسن، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵ء،
۱۱۶)قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ڈاکٹر ہلوک نور باقی، انڈس پبلیشنگ کارپوریشن، کراچی، ۱۹۹۰ء،
۱۱۷)کتاب المسائل، محمد سلمان منصور پوری، مرکز علمی للنشر والتحقیق، مراد آباد، ۲۰۰۸ء،
۱۱۸)کفایت المفتی، مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، سکندر علی تاجران کتب، کراچی،
۱۱۹)معاشرے کی روحانی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج، شیخ احمد بن حجر، مترجم نصیر احمد ملی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور ۱۹۸۸ء،
۱۲۰)منشیات اور شراب، مولانا امجد قاسمی ندوی، فرید بک ڈپو، دہلی، ۲۰۱۵ء،
۱۲۱)میزان الحکمت، مولانا علی فاضل، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۱۳ء

(۶)رسالے

۱۲۲)رسالہ تحریم الخمر واللواط، نواب صدیق حسن خان، اشار پریس دہلی
۱۲۳)سہ ماہی اشاعتی رسالہ آیات علی گڑھ، مدیر ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی، الحمیر امزمل، علی گڑھ، ۱۹۹۶ء
۱۲۴)عبقری میگزین، حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی، ادارہ عبقری ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۱۱ء
۱۲۵)مجلّہ المسلمون، یوسف القرضاوی، شمارہ نمبر ۱۴۰۵، ۱۴ھ

(7)English Books:

(126) Fatwaah Islamiyah, Shaykh Abdul Aziz/ Shaykh Muhammad bin Salih Al-uthaim, along with the permenant committee of the Fiqh Council, Darussalam, Riyadh, 2002

(127)Healing with the medicine of prophet imam ibn qayyim, darussalam, riyadh, 2010

(128)Meladaptive Behavoius, An Introduction of abnormal Psychology, Benjamin B-Labey, Scotts Forseman and Company, USA, 1980.

(129)Nazalat fil muskiraat ,dr ahamed shaukat al.shatti,darussalam riyadh ,2009

(130)Psychology , The Personal Science, John C. Ruch, Wadswarith Publisher, Belmar, California, 1984.

(131)Psychology, Henry L. Roediger, Little Brown and Company Boston, Toranto, 1984.

(132)Psychology, The Science of behavior, Neil R. Carlson, United State of America, 1984

(133)Rawai al.tibb au nabawi dr muhammad nizar al.daqar,darussalam,riyadh ,2009

(134)The islamic guideline on medicine dr yusuf al.hajj ahmmed darussalam, Riyadh, 2010

(8)Websites

(135) www.islam.stockexchange.com

(136) youtube:internrt ICTV dr faiy soyyeal,irc(islamic)research center tv

(137) http//en.m.wikipedia.org/wiki/alcohol

(138) http//www.muslimmatters.org/islamicfiqh council/ conference #16/rule#6

(139) http//www. Britannica.com/topic/alcohol/consumption